إسلامی معاشرت

ترجمہ

از قلم: عبدالستار قاسم

طباعت واشاعت:

مکتب تعاون برائے دَعوت وَارشاد۔اُمّ الحَمام

زیر نگرانی:

وزارت برائے اسلامی امور واوقاف و دعوت وَارشاد

ریاض۔مملکت سعودی عرب

ٹیلیفون: ۴۸۲۶۴۶۶۔فیکس: ۴۸۲۷۴۸۹۔ص.ب ۳۱۰۲۱، الریاض ۱۱۴۹۷

تَوجِيهاتٌ إِسلاميَّةٌ

تأليف

محمّد بن جميل زينو

المدرس في دار الحديث الخيرية بمكة المكرمة

اُردُو ترجمہ

اِسلامی معاشرت

از قلم

عبدُالسّتّار قاسم

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، پاکستان

سمحت بطبعه مراقبة الكتب والمصاحف
بالرياض ، وفرع وزارة الإعلام والمطبوعات
بمكة المكرمة

إذا أردت أن يكون لك الأجر في حياتك وبعد موتك ، فاطبع هذا الكتاب ، أو ساهم في طبعه ، واتصل بالمؤلف ليساعدك على الطبع بأرخص سعر ممكن ويرسل لك نسخة مزيده ومنقحة .

هاتف البيت : ٥٥٦١٨٢٧

فہرس

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ مُترجم کے قلم سے

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، وبعد

جامعہ سلفیہ فیصل آباد پاکستان سے تحصیل علم کے بعد لاہور میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ مُجدِّد الدعوۃ السلفیہ الشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی چند کتب[1] کے اردو زبان میں تراجم کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ دریں اثنا، اللہ عزّ وجلّ نے زیارتِ کعبہ اور حج وعُمرہ کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشی۔ ایک روز نمازِ ظہر سے فارغ ہو کر بیت اللہ شریف میں بیٹھا کہ جناب الشیخ محمد بن جمیل زینو[2] تشریف لے آئے۔ یہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ ایک دوسرے سے متعارف ہو کر ایک دلی خوشی محسوس ہوئی۔ فرمانے لگے، میری کتاب "توجیہاتِ اسلامیہ" کا اردو ترجمہ کر دیں تو اِن شاء اللہ یقیناً یہ اسلام اور مسلمانوں کی ایک گراں قدر خدمت ہوگی۔ اظہارِ رضامندی کرتے ہوئے فوراً کام شروع کر دیا گیا۔

---

[1] "نصیحۃ المسلمین باحادیث خاتم المرسلین" اور "اصول الایمان" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

[2] شہرت کے اعتبار سے شامی ہیں لیکن عرصۂ دراز سے مکۂ مکرمہ میں مقیم اور دار الحدیث الخیریہ میں مدرس ہیں آپ نے تبلیغ دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اسی قسم کی متعدد کتب اور رسائل تالیف فرمائے۔

اہمیت و مقبولیّت :

کتاب کی اہمیت و مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ لکھی جانے کے بعد چند سالوں کے اندر اندر مکہ، جدہ، جزائر، کویت، اردن اور مصر میں کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

خصائص :

۱۔ اسلوب انتہائی سہل اور آسان

۲۔ دلائل کی بنیاد قرآن و سنّت پر مبنی ہے۔

۳۔ صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے۔

۴۔ انداز مختصر مگر انتہائی جامع اور مُدلّل

گویا کہ صحیح اسلامی طرزِ زندگی کا مختصر خاکہ پیش کرنے والی ایک منفرد کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

شرف و سعادت :

کتاب کا مکمل اردو ترجمہ الأستاذ قاری احمد دین صاحب کو بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر سُنایا گیا۔ آپ نے تصحیح فرمائی اور بہت سے علمی مشوروں سے نوازا۔ بعد میں استاذ الاساتذہ جناب قدرت اللہ فوق صاحب نے بھی مکمل کتاب کا مُراجعہ کیا اور تصحیح فرمائی۔ اللہ عزّ وجلّ کی توفیق اور کرم نوازی کے ساتھ ساتھ مؤلفِ کتاب کی محنت، لگن اور کوشش سے یہ ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

اللہ رب العزت اس حقیر سی محنت کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہم سب کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

عبدالستار قاسم
ساہوکی ملیاں، شیخوپورہ
پاکستان

۸/۱۱/۱۴۰۹ھ

اسلام کے بنیادی خصائص

(۱) اسلام ایک دین توحید ہے۔ اور درحقیقت تمام مخلوقات کی عقلیں خالقِ حقیقی کو ماننے اور اس پر ایمان لانے کے لئے مجبور ہیں اور اسی خالق کا نام "اللہ" ہے۔ جو صرف اور صرف اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے لہٰذا اسی کے نام پر جانور ذبح کئے جائیں، اسی کے نام کی نذر و نیاز مانی جائے اور صرف اسی سے ہی دعا مانگی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةِ   دعا عبادت ہی تو ہے۔

(صحيح رواه الترمذي)   (ترمذی)

اور کسی بھی قسم کی عبادت غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔

(۲) اسلام تمام دنیا کے لوگوں کو اس نظریے پر جمع کرتا ہے اور فرقہ واریت اور گروہ بندی کو ختم کر کے ان تمام نبیوں پر ایمان لانا لازم ٹھہراتا ہے جو دنیائے انسانیت کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ اور اس طرح تمام کائنات کے لوگوں کی زندگیاں منظم کرتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور حکم کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد

کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ کی شریعت نے تمام شریعتوں کو اللہ کے حکم سے منسوخ کر دیا ہے لہٰذا ان کے طریقۂ کار اور شریعت کے علاوہ کوئی اور شریعت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لوگوں کی طرف انھیں رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ انہیں ظالم قسم کے قوانین اور ادیان سے نکال کر عدل وانصاف اور پاکیزگی پر مبنی دینِ اسلام پر کاربند کر دیں۔

(۳) اسلامی تعلیمات بڑی آسان، عام فہم اور واضح ہیں، جو خرافات اور فلسفی قسم کے اعتقاداتِ فاسدہ کو اپنے اندر قطعًا جگہ نہیں دیتیں۔ اور وہ ہر دور میں ہر جگہ یکساں اور مفید اور عمل پیرا ہونے کے اعتبار سے درست ہیں۔

(۴) اسلام مادہ اور رُوح کو علیٰحدہ علیحدہ نہیں گنتا بلکہ زندگی کے ہر حصے میں روح کو مادہ سے وابستہ رکھتا ہے اور دونوں کے مجموعہ کو زندگی قرار دیتا ہے ایک کو لے لینا اور دوسرے کو چھوڑ دینا اسلامی طریقہ نہیں۔

(۵) نظری طور پر اسلام تمام مسلمانوں کو مساوی قرار دیتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کسی بھی قوم قبیلے اور ملک سے تعلق رکھنے والے ہوں البتہ تقویٰ اور پرہیزگاری عنداللہ ضرور باعثِ اکرام ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُم درحقیقت اللہ کے نزدیک

أَتْقَاكُمْ (الحجرات - ۱۳) تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

(٦) اسلام میں کسی قسم کی کوئی جبری حکومت یا بعض دوسرے ادیان کی طرح ڈکیٹیٹر شپ وغیرہ بالکل نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی ایسے مجرد افکارات ہیں جن کی تصدیق کرنا بڑا مشکل معاملہ ہو۔ بلکہ! ہر شخص یہ طاقت اور صلاحیت رکھتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق پڑھے، سمجھے اور پھر اپنی زندگی ان دونوں کے مطابق ڈھال لے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے

(١) اسلام انسانی زندگی کو اقتصادی، سیاسی، ثقافتی اور اجتماعی ہر لحاظ سے منظم کرتا ہے اور اسی طرح تمام مشکلات کا حل بتاتا ہے

(٢) اسلام انسانی زندگی کو خوب منظم کرتا ہے اور زندگی کے سب سے بڑے عنصر دنیا وآخرت کی کامیابی کا بڑا سبب بھی اسلام ہی ہے۔

(٣) اسلام نظام سے پہلے عقیدے کا نام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں اپنی تمام تر توجہ اصلاح عقیدہ پر صرف کی۔ مدنی زندگی میں دولت اسلامیہ کا نظام وضع فرمایا۔

(٤) اسلام علم کی دعوت دیتا ہے اور خاص کر نفع بخش علمی ترقی پر تو بہت ہی زیادہ زور دیتا ہے جیساکہ قرون وسطیٰ میں مسلمان دنیا وی علوم کے بھی امام تھے۔ مثلاً ابن الہیثم اور البیرونی وغیرہ۔

(٥) اسلام حلال کمائی کو جائز قرار دیتا ہے، جس میں کوئی ملاوٹ اور دھوکہ بازی نہ ہو۔ اہل خیر کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنا مال فقرآء و مساکین اور جہاد پر خرچ کریں۔ اور اس سے وہ اجتماعی عدل وانصاف اور اخوت ومحبت پر مبنی معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ جس کی تعلیم اُمتِ مسلمہ نے اپنے خالق سے اخذ کی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ (صحیح رواہ أحمد)

بہتر مال وہ ہے جو نیکی اور نیک لوگوں پر خرچ ہو۔ (مسند احمد)

لیکن! بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حدیث میں ہے کہ حلال مال جمع ہو ہی نہیں سکتا یہ بات بالکل من گھڑت، بے بنیاد اور موضوع ہے۔

(٦) دین اسلام ایک مجاہدانہ زندگی کا نام ہے۔ اسلام ہر مسلمان پر فرض قرار دیتا ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان ومال اور سب کچھ لٹادے۔ اسلام مسلمان سے تقاضا کرتا ہے۔ وہ اپنی زندگی اسلام

کے زیر سایہ اس انداز سے گذارے کہ دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی
پر ترجیح دے ۔

۷ اسلامی حدود و قواعد میں رہتے ہوئے آزادی فکر کو زندہ کرنے
اور فکری جمود کو ختم کرنے کا بھی تقاضہ کرتا ہے ۔

نیز وہ غیر اسلامی افکار جنہوں نے اندر ہی اندر سے اسلام
کی اصلی شکل وصورت کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔ اور دین کے نام پر
مسلمانوں میں بدعات وخرافات اور موضوع احادیث
بھی ختم کرنے کا تقاضہ کرتا ہے ۔

اسلام کا تقاضہ ہے کہ حدود اسلامی میں رہکر آزادی فکر کو
زندہ رکھا جائے ۔ فکری جمود کا خاتمہ ہو اور ایسے تمام افکار کو ترک
کر دیا جائے جن کی وجہ سے اسلام کی اصلی شکل وصورت بگڑ گئی
ہو اور مسلمانوں کی ترقی رک گئی ہو اور دین کے نام پر مسلمانوں میں
جو بدعات وخرافات اور جھوٹی احادیث عام ہو گئی ہیں انہیں
ترک کر دیا جائے ۔

ارکانِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

(١) گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

(یعنی معبودِ برحق صرف اللہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغامبر ہیں)۔

(٢) **نماز قائم کرنا** = یعنی اُسے تمام ارکان اور شروط کے ساتھ مکمل خشوع و خضوع سے ادا کرنا۔

(٣) **زکوٰۃ دینا** = جب کوئی مسلمان نصاب کے مطابق سونے یا اُس کے برابر کسی دوسرے زرِ مبادلہ کا مالک ہو جائے تو سال کے بعد اڑھائی فیصد ادا کرے گا ـــــ اور نقدی کے علاوہ ہر مال میں مقدار کا تعین کر دیا گیا ہے۔

(٤) **بیت اللہ کا حج کرنا**: صحت اور مالی اعتبار سے جو شخص

راستے کا خرچ اٹھانے کی استطاعت رکھتا ہو اور راستے میں امن وامان بھی ہو۔ (تو وہ عمر میں ایک مرتبہ فرض حج ادا کرے گا)

(۵) رمضان کے روزے رکھنا: روزے کی نیت سے فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع اور ہر قسم کی لغویات سے باز رہنا۔ (بخاری ومسلم)

أرکانِ إیمان

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا: اس کے وجود اور وحدانیت پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنا۔

(۲) فرشتوں پر ایمان رکھنا: کہ وہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات نافذ کرنے کے لئے ہیں۔

(۳) اس کی کتابوں پر ایمان رکھنا: توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید جو ان سب سے افضل ہے۔

(٤) اس کے رسولوں پر ایمان رکھنا: کہ سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور ان سب سے آخریں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(۵) آخرت کے دن پر ایمان رکھنا = اعمال کے مطابق لوگوں کا حساب لینے کے لئے قیامت کا ایک دن مقرر ہے۔

(۷) اور ہر اچھی، بری تقدیر پر ایمان رکھنا = جائز اسباب اپناتے ہوئے انسان کو ہر اچھی، بری تقدیر پر راضی رہنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اندازے اور حکمت کے مطابق ہوتی ہے جیساکہ صحیح مسلم کی حدیث میں وضاحت موجود ہے۔

دعا عبادت ھی ہے

یہ صحیح حدیث ہے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اقسام عبادت میں سے دعا ایک بڑی اہم قسم کی عبادت ہے۔ اور جس طرح نماز کسی رسول یا ولی کے لئے پڑھنی جائز نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی رسول یا ولی سے دعا مانگی جائے تو یہ بھی جائز نہ ہوگی۔

(۱) یاد رکھیں: وہ مسلمان لوگ جو یا رسول اللہ اور یا فلاں مدد کرو، فریاد رسی کرو! کہتے ہیں یہ دعا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت ہے۔ اگرچہ ان کی دلی نیت یہی ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا ہے بلکہ اس کی مثال تو ایسے شخص کی ہے جو اللہ عزوجل

کو بظاہر گالیاں دے اور کہے کہ میری نیت میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف مقصود تھی۔ تو اس کی یہ بات ناقابل اعتبار ہو گی، کیونکہ اس کا کلام نیت کے خلاف ہے۔ لہذا قول کا نیت اور عقیدے کے مطابق ہونا انتہائی ضروری ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ فعل (اللہ کے علاوہ دوسروں سے دعا مانگنا) شرک یا کفر ہے، جسے اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

(۲) اور اگر کوئی اس قسم کا مسلمان یہ کہے کہ میری نیت رسول اور ولی سے دعا کرنا نہیں بلکہ میرا مقصد اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان ایک واسطہ پکڑنا ہے۔ جس طرح میں کسی بادشاہ کے پاس بغیر واسطہ کے نہیں پہنچ سکتا۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کو ظالم مخلوق (بادشاہ) سے تشبیہ دینا ہے۔ اور یہ تشبیہ کفر تک پہنچا دینے والی ہے اللہ تعالیٰ جو اپنی ذات، صفات اور افعال میں منزہ اور پاکیزہ ہے فرماتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (شوریٰ)

کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی تشبیہ اس کی عادل مخلوق (انسان) کے ساتھ بھی شرک و کفر ہے تو اس تشبیہ کی کیا کیفیت ہو گی جو آپ کسی ظالم انسان

کے ساتھ دیں گے۔

ظالم (اس قسم کی) جو بات کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مشرک یہ اعتقاد تو رکھتے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق اور رازق ہے۔ لیکن! وہ اولیائے کے بت بناکر ان سے دعائیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے انہیں واسطہ اور وسیلہ ٹھہراتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل سے راضی نہ ہوا بلکہ! ان کے اس واسطے کو کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ○

(زمر-۳)

وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی یہ توجیہہ بیان کرتے ہیں کہ) ہم تو صرف ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی کرادیں اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کردے گا۔ جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ اللہ کسی بھی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو۔

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بہت قریب اور خوب سننے والا ہے جس کو کسی واسطے کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ (بقرہ ۱۸۶)

اور اے نبیؐ، میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔

(٤) اور یاد رہے کہ یہ مشرکین مصائب اور تکالیف کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا کرتے تھے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ أُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ٥ (یونس ۲۲)

اور پھر یکایک بار مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کرکے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکرگذار بندے بنیں گے۔"

پھر آسانی اور خوشحالی میں اولیائے کرام کو پکارا کرتے تھے۔ جو مجسموں

کی شکل میں ان کے پاس موجود تھے۔ تو قرآن پاک نے ان کے اس فعل کو بھی کفر قرار دیا۔

چنانچہ! بعض ان مسلمانوں کے لئے کیا جواز ہے؟ جو ہر غمی، خوشی، تنگی اور تکلیف کے وقت رسولوں، ولیوں اور نیک لوگوں کو پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں؟

کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھتے؟

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ ۝ (الاحقاف ۵،۶)

آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

(۵) بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جن مشرکین کا تذکرہ قرآن کریم میں کیا گیا ہے وہ پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کو پکارا کرتے تھے اور یہ سمجھنا غلط ہے اس لئے کہ جن اصنام کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، وہ نیک

آدمی ہی تھے، جن کے مجسمے بنائے گئے تھے۔ جیسا کہ سورۂ نوح میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ	اور انہوں نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑ و اپنے
اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ	معبودوں کو، اور نہ چھوڑ ودّ اور سواع
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ	کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا	(نوح — ۲۳)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

هٰذِهٖ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ	یہ قوم نوح علیہ السلام کے نام ہیں
مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكَ	جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے
اُولٰئِكَ اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى	قوم کو وسوسہ ڈالا کہ جن جگہوں پر وہ
قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى	مجلس فرمایا کرتے تھے وہاں (ان کے
مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ	مجسمے تیار کرکے) نصب کرو! انہوں نے
فِيْهَا اَنْصَابًا وَّ سَمُّوْهَا	ایسا ہی کر دیا، لیکن ان کی عبادت کرنے
بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا وَلَمْ تُعْبَدْ	سے باز رہے اور جب یہ لوگ بھی فوت
حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰئِكَ وَنُسِيَ	ہو گئے اور ان مجسموں کی حقیقت کا علم بھی جاتا
الْعِلْمُ عُبِدَتْ (اَيِ الْاَصْنَامُ)	رہا تو بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔

(٦) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو پکارنے والے لوگوں کی تردید میں ارشاد فرمایا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ	ان سے کہو، پکار دیکھو ان معبودوں
مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ	کو جن کو تم اللہ کے سوا (اپنا کارساز) سمجھتے
كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا	ہو، وہ کسی تکلیف کو تم سے نہ ہٹا سکتے ہیں
تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	نہ بدل سکتے ہیں، جن کو یہ لوگ پکارتے
يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى	ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی
رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ	حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ
اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ	کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ
وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ	اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ	عذاب سے خائف ہیں۔ حقیقت یہ ہے
مَحْذُوْرًا ۝	کہ تیرے رب کا عذاب ہی ہے اس
(اسراء ـ ۵۷)	لائق کہ اس سے ڈرا جائے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو جنوں کی عبادت کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارا کرتے تھے تو بالآخر جن مسلمان ہو گئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں

کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام اور فرشتوں کو پکارا کرتے تھے۔ بہرحال جب لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی یا ولی کو پکارتے ہیں یہ آیت ان کی تردید کرتی ہے۔

(۷) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے مدد طلب کرنا جائز ہے ان کا کہنا ہے کہ حقیقی مددگار تو اللہ ہی ہے انبیاء اور اولیاء سے مجازی طور پر مدد طلب کی جاتی ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ مجھے اس دوا اور ڈاکٹر سے شفا ہوئی ہے۔

(یہ سراسر غلط ہے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس فرمان سے اس نظریئے کی خوب تردید ہوتی ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ	جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری
یَھْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ ھُوَ	رہنمائی فرماتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَاِذَا	ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہو جاتا ہوں
مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝	تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

(شعراء ۷۸، ۷۹، ۸۰)

غور فرمائیں ہر آیت میں ضمیر (ھُوَ) سے تاکید کر دی گئی ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہدایت، رزق اور شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے۔

پھر دوا تو شفا کا سبب ہے، شفا دینے والی ہرگز نہیں![1]

⑧ بہت سے لوگ مردہ اور زندہ شخص سے مدد طلب کرنے میں بھی فرق نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ ۔ فاطر-۲۲	زندے اور مردے ہرگز مساوی نہیں ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ (القصص-۱۵)	اس کو قوم کے آدمی نے دشمن قوم والے کے خلاف اُسے مدد کے لئے پکارا ۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے دشمن سے اپنی جان چھڑانے کے لئے مدد طلب کی، تو

---

[1] یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک ہی مرض میں مبتلا دو مریض طبیب کے پاس آتے ہیں۔ طبیب دونوں کو ایک ہی دوا دیتا ہے۔ ان میں سے ایک مریض شفایاب ہو جاتا ہے، دوسرے کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر دوا میں ہی شفا ہے تو دوسرے کو کون سی چیز مانع ہے — صحت یاب کیوں نہ ہوا؟ (مترجم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی یوں مدد کی۔

فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ	موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کو ایک گھونسا
(القصص — ۱۵)	دے مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

لیکن! مردہ شخص سے تو مدد طلب کرنا بالکل جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ (پکارنے والے کی) پکار کو سنتا ہی نہیں ہے۔ اور بالفرض اگر سن بھی لے تو جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ اس میں اتنی قدرت ہی نہیں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا	اگر انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں
دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا	سن نہیں سکتے اور سن لیں تو ان کا
مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ	تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے،
الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ	اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک
(فاطر — ۱۴)	کا انکار کر دیں گے۔

اور قرآن مجید کی یہ آیت واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ مُردوں سے دعا مانگنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ	اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَّمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝	کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں۔ مردہ ہیں نا کہ زندہ، اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔
النحل — ۲۰، ۲۱	

(۹) صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے سفارش کرنے کی درخواست کریں گے، یہاں تک کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمیں اس تنگی سے نجات دے؟ آپ فرمائیں گے بس! میں ہی اس کا اہل تھا پھر آپ عرش الہٰی کے نیچے سجدہ میں پڑ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے آسانی اور جلد حساب لینے کی درخواست کریں گے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کا یہ مطالبہ کیا جائے گا تو آپ زندہ ہوں گے، آپ لوگوں کے ساتھ اور لوگ آپ کے ساتھ باہم گفتگو کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں کہ وہ ہماری مشکلات کو آسان کر دے؟ تو آپ یہ سفارش کریں گے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،

(۱۰) مردہ اور زندہ سے دعا کی درخواست کرنے میں سب سے بڑا فرق اور دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ ہے کہ جب ان کے زمانہ میں قحط پڑ گیا تھا تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے (بارش کی) دعا مانگیں

لیکن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہو جانے کے بعد ان سے کسی قسم کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی درخواست نہیں کی!

(۱۱) بعض اہل علم کا خیال ہے کہ وسیلہ پکڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے مدد طلب کرنا۔ جب کہ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

۱۔۔۔ وسیلہ پکڑنا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ کوئی چیز طلب کی جائے مثلاً آدمی کہے! اے اللہ ہم تیری اور تیرے رسول کی محبت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہماری مشکلات دور فرما، تو یہ جائز ہے۔

۲۔۔۔ لیکن! اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد طلب کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مشکلات دور فرمائیں؟ تو یہ ناجائز اور بہت بڑا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق!

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ○ (الجن – ۲۱، ۲۰)	کہہ دیں میں تم لوگوں کے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا" اے نبی کہو! میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔	تجھے جب بھی مانگنا ہو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے طلب کر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کر کے حسن، صحیح کہا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

اَللّٰهَ اَسْأَلُ اَنْ يُّفَرِّجَ كَرْبَنَا فَالْكَرْبُ لَا يَمْحُوْهُ اِلَّا اللّٰهُ۔	میں اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہماری مشکلات دور کرے۔ کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کہاں ھے ؟

وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس نے ہم پر یہ بھی فرض کیا ہے کہ ہم پہچانیں وہ کہاں ہے ؟ یہاں تک کہ ہم دلی طور پر اپنی دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوں ! اور جو شخص اپنے رب کی یہ پہچان بھی نہ کر پائے کہ وہ کہاں ہے ؟

وہ ایسا ضائع ہوا کہ نہ تو اپنے معبود کی طرف متوجہ ہو سکا اور نہ ہی حق عبادت ادا کر سکا ۔

اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر بلند ہونا اس کی ان صفتوں میں سے ایک صفت ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں وارد ہوئیں ہیں ۔

جیسا کہ اس کا سننا ، دیکھنا ، کلام کرنا اور (رات کے آخری تیسرے حصہ میں) پہلے آسمان پر اترنا اور اس کے علاوہ دوسری بیشمار صفات باری تعالیٰ ۔ کیونکہ سلف صالحین اور فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ کا یہی عقیدہ ہے کہ ان صفات باری تعالیٰ پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید میں) بیان فرمائی ہیں یا جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحیح احادیث میں بیان کی ہیں۔ بغیر تاویل، تعطیل اور تشبیہ کے ایمان لایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق!

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ — کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے

(شوریٰ — ۱۱)

اور جب یہ تمام صفات باری تعالیٰ ہی میں ہیں اور ان میں سے اس کا اپنی مخلوق پر بلند ہونا بھی ایک صفت ہے تو اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہوا، جس طرح اس کی بلند ذات پر ایمان لانا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى — وہ 'رحمٰن' عرش پر مستوی ہے۔

(طٰہٰ — ۵)

کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا! اس کا بلند ہونا معلوم ہے لیکن کیفیت کا کچھ علم نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اے میرے مسلمان بھائی! ذرا آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر غور تو فرمائیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے (عرش پر) مستوی ہونے پر ایمان لانا ہر مسلمان

کے لئے واجب قرار دیا ہے۔ اور استوی کے معنٰی، اللہ تعالیٰ کا بلند ہونا ہے اور اس استویٰ یا بلندی کی کیفیت کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔

جو صفات باری تعالیٰ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں ان میں سے ہی ایک صفت اس (اللہ تعالیٰ) کا بلند ہونا بھی ہے اور بلاشبہ اس کا بلند ہونا، آسمانوں سے بلند ہونا ہے لہذا ہر وہ شخص جو اس کی اس صفت سے انکار کرتا ہے وہ ان سب آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا منکر ہے جو اس کی اس صفت پر دلالت کرتی ہیں رفعت اور بلندی ایسی صفاتِ کمال کی اللہ تعالیٰ کے وجود سے نفی کرنا بالکل جائز نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض متاخرین فلاسفہ سے متاثر ہو کر ان صفات باری تعالیٰ کی تاویلات کرتے ہیں جو آیاتِ قرآنیہ میں واضح طور پر بیان کی گئیں ہیں اور اس سے بہت زیادہ مسلمانوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں۔ وہ کمال درجہ کی صفات باری تعالیٰ کو باطل قرار دیتے اور سلف صالحین کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں

صفات باری تعالیٰ میں سلف صالحین کا طریقہ ہی سب سے زیادہ صحیح ٹھوس اور علمی ہے۔

کیا ہی اچھا کہا ہے کسی نے!

كُلُّ خَيْرٍ فِي اتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ
وَكُلُّ شَرٍّ فِي ابْتِدَاعِ مَنْ خَلَفَ

سلف صالحین کی اتباع میں جو کام کیا جائے وہ نیکی ہے اور جو بعد میں آنے والوں نے اپنے پاس سے طریقہ ایجاد کیا وہ برائی ہے۔

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ تمام صفات باری تعالیٰ جو قرآن مجید اور صحیح احادیث میں مذکور ہیں، ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ ہمارے لئے ہرگز جائز نہ کہ ہم صفاتِ باری تعالیٰ میں تفریق پیدا کرتے پھریں، کچھ مان لیں، کچھ کو ظاہر پر محمول کریں اور کچھ کی تاویل کر دیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سمیع اور بصیر[1] ہونے پر ایمان لاتا ہے (وہ یاد رکھے کہ) اس کے سننے اور دیکھنے کو ہمارے سننے اور دیکھنے سے کوئی مشابہت نہیں ہے۔ تو اسی طرح اس پر یہ بھی ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ (یعنی آسمان کے اوپر اپنی شان جلالت کے ساتھ بلند ہے اور وہ اپنی بلندی میں ہمارے ساتھ کوئی مشابہت

---

[1] سمیع — سننے والا — بصیر — دیکھنے والا۔

نہیں رکھتا) یہ تمام کمال درجہ کی صفات باری تعالیٰ ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہیں نیز فطرت سلیمہ سے ان کی تائید اور عقل سلیم سے ان کی تصدیق ہوتی ہے ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی اُس نے کفر کیا جن صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے ۔ جس نے ان کا انکار کیا اس نے بھی کفر کیا ۔

اور یاد رکھیں! وہ صفات باری تعالیٰ جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان کیں ہیں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں ۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تشبیہ نہیں دی جا سکتی ۔

(شرح عقیدۃ طحادیہ)

اللہ تعالیٰ عرش پر ہے !

قرآن کریم اور احادیث صحیح ، عقل سلیم اور فطرت سلیمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے

فرمان باری تعالیٰ ہے :

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ وہ "رحمٰن" عرش پر مستوی ہے ۔

(طٰہٰ ــ ۵)

(یعنی بلند ہوا) جیسا کہ صحیح بخاری میں تابعین سے منقول ہے ۔

فرمان باری تعالیٰ ہے ۔

أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ

أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ ... جو آسمان پر ہے تمھیں زمین میں

الملک ۔ ۱۶ دھنسا دے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (وہ اللہ

تعالیٰ ہے) جیسا کہ تفسیر ابن الجوزی میں مذکور ہے ۔

(۳) فرمان باری تعالیٰ ہے :

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے

فَوْقِهِمْ (النحل ــ ۵۰) ڈرتے ہیں ۔

(٤) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق باری تعالیٰ ہے :

بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف

(النسآء ــ ۵۰) اٹھالیا ۔

یعنی انہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھالیا ۔

(۵) فرمان باری تعالیٰ ہے :

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ — اور وہ اللہ آسمانوں پر ہے

(الانعام — ۳)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مفسرین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہم اس طرح نہیں کہتے، جس طرح (گمراہ فرقہ) جہمیہ کہتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

ظالم (اس قسم کی) جو بات کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

(یہاں فی السمٰوٰت کا معنی علی السمٰوٰت ہے)۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا جو یہ فرمان ہے کہ:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ... — تم جہاں کہیں بھی ہو، وہ تمھارے ساتھ ہے۔

(الحدید — ۴)

اور اس کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے کے اعتبار سے ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہے جیسا کہ اس مقام کے سیاق و سباق اور اسلوب بیان سے ظاہر ہے۔

نیز تفسیر ابن کثیر اور جلالین میں بھی یہی مفہوم مراد لیا گیا ہے

(۶) اور معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا، یہاں تک کہ آپ اپنے رب تعالیٰ سے ہم کلام

ہوئے اور وہاں پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ (بخاری، مسلم)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں تو اُس ذات اقدس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات آسمان میں ہے اور "فی السماء" کا معنی "علی السماء" ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین پر بسنے والوں پر تم رحم کرو! جو ذات آسمان پر ہے تم پر رحم فرمائے گی۔ (اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن، صحیح کہا ہے۔

(۹) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی لونڈی سے سوال کیا کہ: اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمان پر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے (اس کے مالک سے) فرمایا: اسے آزاد کردے یہ تو مؤمنہ ہے۔ (مسلم)

۱۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو، خوب

جانتا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

(۱۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، وہ جان لے کہ اللہ آسمان پر زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث باب فی الرد علی الجہمیۃ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا: کہ ہم اپنے رب کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟

تو انھوں نے فرمایا: کہ وہ اپنی مخلوق سے علیحدہ ہو کر آسمان کے اوپر اپنے عرش پر ہے۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش کے اوپر ہے اور مخلوق سے علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی بلندی میں مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا!

(۱۳) اور ائمہ اربعہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند اور اپنے عرش پر ہے اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز اس سے کچھ مشابہت نہیں رکھتی ہے۔

(۱۴) نماز پڑھنے والا شخص سجدہ میں کہتا ہے میرا رب پاک اور بلند تر

ہے، اور بوقت دعا اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے۔

(۱۵) جب آپ بچوں سے سوال کریں کہ اللہ کہاں ہے؟ تو وہ اپنی فطرت سلیمہ سے جواب دیں گے کہ: وہ آسمان پر ہے۔

(۱۶) عقل صحیح سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر ہر جگہ موجود ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی تعلیم دے دیتے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہو تو اس میں ہر گندی اور نجس جگہ بھی شامل ہو جاتی ہے۔

لوگ جو اس قسم کی بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہے۔

(۱۷) یاد رکھیں! جس جگہ بھی لفظ فی السمآء استعمال ہوا ہے اس کا معنی علی السمآء ہی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اپنی جلالت شان سے بلند و بالا ہوا ہے کہ اپنی مخلوقات سے اسے کوئی مشابہت نہیں ہے۔

اسلام کو ضائع اور برباد کردینے والے اعمال

بلاشبہ کچھ اعمال اسلام کو تباہ و برباد اور ختم کرنے والے ہیں۔ کہ جب کوئی مسلمان ان میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کرتا ہے۔ تو گویا اس نے ایسا شرک کیا جس سے اس کے سب نیک اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے ہرگز نہیں بخشتا۔ مثلاً

(۱) اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے دعا مانگنا — جیسا کہ فوت شدہ انبیاء کرام اولیاء عظام سے دعاء مانگنا — یا ان زندہ شخصیات کو پکارنا جو موجود نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنا پر!

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (یونس۔ ۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نا نقصان۔ اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ۔

مَن مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ ۔

جو شخص اس حالت میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو اللہ کا شریک (سمجھ کر) پکارتا رہا تو وہ جہنم میں داخل ہو گیا ۔

صحیح بخاری

الند شریک کو کہتے ہیں :

(۲) توحید باری تعالیٰ سے دل میں تنگی محسوس کرنا اور اللہ اکیلے کو پکارنے اور اس سے دعا مانگنے سے گریز کرنا ۔

رسولوں ، فوت شدہ ولیوں یا پھر ان زندہ لوگوں کو (مشکلات و مصائب کے وقت) پکارنے اور ان سے مدد مانگنے سے دل میں خوشی محسوس کرنا جو موجود نہ ہوں ۔

جیسا کہ مشرکین کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذَا ذُكِرَ اللهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○

اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر یقین نہ رکھنے والے کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں ۔

(الزمر — ۴۵)

یہ آیت ان لوگوں پر منطبق ہوتی ہے جو صرف اللہ وحدہٗ سے مدد مانگنے والوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہابیت توحید کی دعوت دیتی ہے۔

(۳) کسی رسول یا ولی کے لئے جانور ذبح کرنا

فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ (الکوثر۔۲)

پس: تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

یعنی نماز اور قربانی صرف اپنے رب کے لئے ہی کرو!

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (مسلم)

اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کے لئے جانور ذبح کرتا ہے۔

(٤) عبادت اور تقرب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے نذر ماننا۔ اس لئے کہ نذر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ماننی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (مریم علیہا السلام نے کہا)

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ... (آل عمران — ۳۵)

میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں - وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا -

(۵) عبادت اور تقرب کی نیت سے کسی قبر کے گرد چکر لگانا، اس لئے کہ طواف صرف کعبۃ اللہ ہی کے لئے خاص ہے -

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ (الحج - ۲۹)

اور اس قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں -

(۶) اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں پر اعتماد اور توکل کرنا -

فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَعَلَیْهِ تَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝ یونس ۸۴

تو اسی پر بھروسہ کرو، اگر تم مسلمان ہو -

(۷) عبادت کی نیت سے بادشاہ یا کسی زندہ یا مردہ بزرگ کے سامنے تعظیماً جھکنا یا سجدہ کرنا -

اس سے صرف وہی جاہل شخص مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے جو یہ بھی نہ جانتا ہو کہ رکوع اور سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے -

(۸) ارکان اسلام یا ارکانِ ایمان میں سے کسی ایک رکن کا بھی انکار کرنا۔

ارکان اسلام: جیساکہ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج کرنا

ارکان ایمان: جیساکہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور ہر اچھی بُری تقدیر پر ایمان لانا۔

اور ان کے علاوہ دوسرے وہ تمام امور جو دینِ اسلام کے لئے ضروری ہیں۔

(۹) مکمل طور پر اسلام سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا۔ یا اس کی تعلیمات، عبادات، معاملات، اقتصادی نظام اور اخلاقی قدروں میں سے کسی ایک سے بھی نفرت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (محمد ـ ۹)

کیونکہ انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ لہذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔

(۱۰) قرآن مجید کی کسی آیت، صحیح حدیث یا احکامات اسلام میں سے کسی حکم کا مذاق اڑانا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔	ان سے کہو کیا تمھاری ہنسی، دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھیں۔ اب عذر بہانے نہ تراشو! تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔

(التوبہ — ۶۵، ۶۶)

(۱۱) قرآن کریم میں سے کسی آیت یا صحیح حدیث کا جان بوجھ کر انکار کرنا۔

(۱۲) اللہ رب العزت کو گالی دینا، دین اسلام پر لعنت کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا، آپ کی سیرت اور طرز زندگی کا مذاق اڑانا یا جو کچھ تعلیمات آپ لے کر آئے ہیں ان پر تنقید کرنا، جو کہ سراسر موجب کفر ہے۔

(۱۳) اللہ کے ناموں میں سے کسی نام، اس کی صفتوں میں سے کسی صفت یا اس کے افعال میں سے کسی فعل کا انکار کرنا جو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے معلوم اور حقیقتاً ثابت ہیں۔

(۱۴) وہ تمام رسول علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ان سب یا ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت

لَانُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ... (البقرہ۔ ۲۸۵) ہم اللہ کے رسول کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (قرآن و سنت میں) نازل کیا ہے اس کے خلاف فیصلہ دینا۔ جب کہ فیصلہ دینے والا یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اسلام کا یہ فیصلہ نامناسب ہے۔

یا وحی الٰہی کے خلاف فیصلے کو جائز سمجھے۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ (المائدہ ۴۴) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

(۱۶) اسلام کے علاوہ دوسروں کو فیصل تسلیم کرے اور اسلام کے فیصلے پر راضی نہ ہو یا پھر اسلام کے فیصلے سے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس کرے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي

اے نبی! تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ

اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (النساء — ۶۵)	کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سر بہ تسلیم کرلیں۔

(۱۷) حاکمیت اعلیٰ کا حق اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو دے دینا جمہوریت و آمریت یا اس کے علاوہ ہر ان قانون ساز کمیٹیوں کو تسلیم کرلینا جو دین اسلام کے خلاف قانون وضع کرتی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت :

اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ... شوریٰ — ۲۱	کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک باری تعالیٰ کے رکھتے ہیں جو ان کے لئے من گھڑت دین وضع کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت نہیں دی ۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا جیسا کہ بعض علماءِ سُو سود کو حلال قرار دیتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت ۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ (البقرہ — ۲۷۵)	حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے ۔

(۱۹) اسلام کو بنیادی طور پر ختم کرنے والی تحریکوں کا ساتھ دینا، اور انہیں سچا ماننا۔ جیسے سوشلسٹ، ماسونی یہودی، کیمونسٹ اور ملحد قسم کے بے دین لوگ، وطن پرست یا قومی تعصب کی بنیاد پر غیر مسلم عربی کو مسلمان عجمی پر فضیلت اور ترجیح دینے والے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○ (آل عمران — ۸۵)	اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا

(۲۰) دین اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ (البقرہ ۔ ۲۱۷)	(اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اس دین سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے، ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ — جو شخص اپنا دین (اسلام) تبدیل کرے اسے قتل کر ڈالو!

صحیح بخاری

(۲۱) یہود و نصاریٰ اور سوشلسٹوں کا ساتھ دینا اور مسلمانوں کے خلاف ان کا دست و بازو ہونا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً۔ (آل عمران — ۲۸)

مومن اہل ایمان کو چھوڑ کر کفار کو اپنا رفیق اور دوست ہرگز نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہاں! یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لئے بظاہر ایسا طرز عمل اختیار کر جاؤ۔

(۲۲) وہ سوشلسٹ جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں یا وہ یہودی اور عیسائی جو نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے انہیں کافر نہ سمجھنا

جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دیتے ہوئے خود ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ۝ (البینہ ـ ٦)	اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔

(۲۳) بعض صوفیوں کا عقیدہ " وحدۃ الوجود " ہے وہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں، جس میں اللہ موجود نہ ہو۔
یہاں تک کہ ان کا ایک استاذ کہتا ہے۔

وَمَا الْکَلْبُ وَالْخِنْزِیْرُ اِلَّا اِلٰھُنَا وَمَا اللّٰہُ اِلَّا رَاھِبٌ فِیْ کَنِیْسَۃٍ۔	کتا، خنزیر اور گرجا گھر میں بیٹھنے والا راہب ہمارے اللہ ہی تو ہیں۔

اور ان کا استاذ حلاج کہتا ہے، میں خود اللہ، اور اللہ میں ہوں، علمائے امت کا فیصلہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ پھر اسے قتل کر دیا گیا۔

(۲۴) اور یہ کہنا کہ دین کا معاملہ حکومت سے علیحدہ ہے اور اسلام میں سیاست نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔
اس لئے کہ یہ تو قرآن کریم، احادیث اور سیرت نبویہ کی تکذیب

کے مترادف ہے۔

(۲۵) اور بعض صوفیاء کا کہنا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے بعض امور کی چابیاں قطبوں میں سے بعض اولیاء کرام کے سپرد کر دیں ہیں۔

یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے افعال میں شرک اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مخالفت کرنا ہے۔

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ (الزمر-٦٣) زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں:

(۲۶) مندرجہ بالا یہ تمام باتیں ایسے ہی اسلام کو ختم کر دینے والی ہیں جیسے کچھ چیزیں وضو کو ختم کر دیتی ہیں۔

لہذا جب کوئی مسلمان شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کرلے تو اسے چاہیئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا دوبارہ اقرار کرے اسلام کو ختم کر دینے والے اس عمل کو ترک کر دے۔ اللہ تعالیٰ سے اس فعل بد کی معافی مانگے اور توبہ کرے قبل اس کے کہ وہ مر جائے ماسکے تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں جلتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم یہ دعا کرتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ۔

اے اللہ ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ جان بوجھ کر شرک کریں اور اس شرکیہ عمل کی بھی تجھ سے معافی چاہتے ہیں جو لاعلمی میں کر بیٹھیں۔

(رواہ احمد بسند حسن)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مسند میں حسن درجہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

دَجّالوں کو سَچّا نہ مانو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔

(صحیح رواہ احمد)

جو شخص کسی عراف یا کاہن کے پاس حاضر ہوا اور جو کچھ اس نے کہا اس کی تصدیق کر دی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی شریعت کا انکار کیا۔ مسند احمد۔ یہ حدیث صحیح ہے

نجومی[1]، کاہن[2]، عراف[3]، ساحر[4]، رملی[5]، مندل[6] اور ان کے علاوہ

---

[1] ستاروں کو دیکھ کر اٹکل پچو باتیں کرنے والا۔

[2] جنوں سے کچھ حالات معلوم کر کے لوگوں کو بتانے والا۔

[3] غیب کی خبریں دینے والا

[4] جادوگر

[5] ہتھیلیاں دیکھ کر حالات بتانے والا۔

[6] کپڑا پھینک کر لوگوں کے اندرونی معاملات کا کھوج لگانے والا

ہر وہ شخص جو سینے کے بھید دل، ماضی اور مستقبل میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کا علم رکھنے کا دعویدار ہو ان کی تصدیق کرنا حرام ہے۔

اس لئے کہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔ (الحدید ۔ ۶)

اور وہ دلوں کے راز دل تک جانتا ہے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ (النمل ۔ ۶۵)

اے پیغمبر ان سے کہہ دو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔

یہ دجال قسم کے لوگ جس شعبدہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کی بنیاد صرف اندازے، اٹکل پچو اور گمان پر ہی قائم ہے اور ان میں اکثر تو شیطانی جھوٹ ہوتے ہیں جن سے صرف ناقص العقل اور بے وقوف قسم کے انسان ہی دھوکہ کھاتے ہیں۔

غور فرمائیں کہ اگر یہ لوگ واقعی غیب جانتے ہوتے تو زمین کے سب خزانے نکال باہر کرتے؟ اور پھر یہ لوگ فقیر، بھکاری اور لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کے لئے طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے کام نہ

لیتے ؟

اگر وہ سچے ہیں تو یہودیوں کی خطرناک سازشوں کو ختم کرنے کے معاملہ میں ہمیں ان کے اندرونی رازوں سے آگاہ کریں۔؟
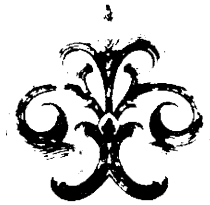
اللہ کے علاوہ کسی کی قسم مت کھائیں!

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے باپوں کی قسمیں نہ اٹھایا کرو! جو شخص اللہ کی قسم اٹھائے، سچی اٹھائے اور جس کے لئے اللہ کی قسم اٹھائی جائے اسے چاہیئے کہ وہ بھی راضی ہو جائے! یاد رکھیں! جو شخص اللہ کے نام پر بھی راضی نہ ہوا۔ اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں! (ابن ماجہ بحوالہ صحیح الجامع ۷۱۲۴)

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والدین اور شریکوں کی قسمیں نہ اٹھایا کرو! قسم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اٹھایا کرو! اور ہرگز قسمیں نہ اٹھاؤ! الا کہ تم سچے ہو!

(ابوداؤد بحوالہ صحیح الجامع ۷۱۲۶)

(۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کیا

(مسند احمد ـ یہ حدیث صحیح ہے)

(۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص

نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم صرف اس لئے اٹھائی کہ ایک مسلمان شخص کا مال حاصل کرے وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ اللہ اُس پر ناراض ہوں گے ۔ (بخاری، مسلم)

(۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس شخص کو کسی اہم کام پر قسم اٹھالینے کے بعد معلوم ہو کہ خیر اس کے علاوہ ہے ۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور اس کارخیر کو کر گزرے

(مسلم)

(۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اٹھانے والے شخص کو چاہیئے کہ وہ انشاء اللہ کہے ۔ پھر اگر چاہے تو اُس قسم پر قائم رہے، اگر چاہے تو بغیر کفارہ کے اُسے چھوڑ دے ۔

(نسائی بحوالہ صحیح الجامع ۶۰۸۲)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ: میں اللہ کے نام پر جھوٹی قسم اٹھالوں تو یہ میرے لئے غیر اللہ کے نام پر سچی قسم اٹھانے سے بہتر ہے ۔

(۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بایں الفاظ قسم اٹھائے، مجھے لات کی قسم، مجھے عزیٰ کی قسم، تو اُسے (دوبارہ) کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا چاہیئے ۔

اور جو شخص اپنے کسی ساتھی سے کہے

تَعَالَ اُقَامِرْكَ ! آؤ جوا کھیلیں !

تو اُسے چاہیئے کہ وہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرے (بخاری و مسلم)

(۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی جھوٹی قسم اٹھائی - تو وہ اسی طرح ہی جھوٹا اور بے دین ہے ۔

یعنی اگر وہ اس غیر مذہب کی تعظیم کا ارادہ رکھتا ہے تو کافر ہے اور اگر وہ اس دوسرے مذہب میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، پھر بھی کافر ہے کیونکہ کفر کا ارادہ بھی کفر ہے اور اگر ان امور سے علیحدگی کا ارادہ رکھتا ہے تو کافر نہیں لیکن ایسا کہنا بھی حرام ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۵۳۹)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ !

(۱) نبی، کعبہ، امانت، ذمہ، بچہ، والدین، بزرگی، اولیاء اور ان کے علاوہ دوسری مخلوقات میں سے کسی کی بھی قسم اٹھانا حرام اور شرک اصغر ہے ۔

یہ اس لئے کہ ایسے شخص نے غیر اللہ کی قسم اٹھاتے وقت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو اس کی تعظیم میں شریک بنا دیا ہے۔

اور یہ فعل کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔ ایسے فعل کو چھوڑنا، اس سے توبہ کرنا اور اس کے مرتکب کو روکنا بہت ضروری ہے۔

اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے نام پر قسم اٹھانا شرکِ اکبر بھی بن جاتا ہے۔ وہ اس وقت کہ قسم اٹھانے والا کسی ولی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ: وہ پوشیدہ طور پر تصرف فی الامور کا مالک ہے اگر میں نے اس کے نام پر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ مجھ سے انتقام لے گا۔

یہ اس لئے کہ ایسے شخص نے ولی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتقام اور دکھ تکلیف اور تصرف میں شریک کر دیا ہے۔

(۲) غیر اللہ کی قسم اٹھا لینا شرعی لحاظ سے قسم نہ ہوگی۔ اور جس کام کے لئے ایسی قسم اٹھا جائے اس کا کرنا بھی لازم نہ ہوگا۔

(۳) جس شخص نے قسم اٹھائی کہ: میں صلہ رحمی نہیں کروں گا یا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں گا۔ تو اُسے چاہیئے کہ وہ ایسے فعل نہ کرے۔ اپنی قسم واپس لے لے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بتایا گیا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ — تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان

فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم
بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ
إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ
مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ
أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ
أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ
إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

(مائدہ — ۸۹)

پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو قسمیں تم جان
بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے
مواخذہ کرے گا (ایسی قسمیں توڑنے کی
صورت میں کفارہ یہ ہے کہ:) دس
مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ
جو تم گھر میں اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو
یا انہیں کپڑے پہناؤ، یا ایک غلام آزاد
کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا
ہو وہ تین دن کے روزے رکھے، یہ
تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم
قسم کھا کر توڑ دو۔ اپنی قسموں کی حفاظت
کیا کرو۔ اس طرح اللہ اپنے احکام
تمہارے لئے واضح کرتا ہے کہ شاید کہ
تم شکر ادا کرو

تقدیرِ الٰہی کو حُجّت نہ بنائیں!

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ ہر اچھی، بری

تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادے کے مطابق ہوتی ہے۔ لیکن! اچھے اور بُرے فعل کا سرزد ہونا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔

اچھے کاموں کو کر گزرنا اور بُرے کاموں سے باز رہنا انسان پر واجب ہے یہ جائز نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں اِسی طرح یہی کچھ لکھا تھا۔

بلکہ! اللہ تعالیٰ نے تو رسول بھیجے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں تاکہ وہ سعادتمندی اور بدبختی کا راستہ واضح طور پر بیان کر دیں اور اس نے انسانوں کو عقل و فکر کے ساتھ (دوسرے تمام حیوانوں پر) فضیلت بخشی ہے اور اس کو گمراہی اور ہدایت دونوں کی پہچان کرا دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا هَدَیۡنٰهُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ○	ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، خواہ شکر کرنے والا بنے خواہ کفر کرنے والا بنے۔
(الدھر ۳)	

لہذا جب انسان شراب نوشی کرتا اور نماز ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی مخالفت کرنے کے سبب مستوجب سزا ہوتا ہے نیز اس وقت اُسے اس گندے فعل پر پشیمانی اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے۔

نماز کی فضیلت اور اس کے چھوڑنے پر زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ)

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (معارج ۳۴-۳۵)

اور جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔

② اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۔ (العنکبوت ۴، ۵)

اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو

لہ غافلون، وہ لوگ جو بلا عذر شرعی نماز وقت پر ادا نہیں کرتے۔

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔

(الماعون ۴، ۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ایمان لانے والے یقیناً فلاح پائیں
اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ گے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے
خَاشِعُوْنَ (المومنون ۱-۲) ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان
خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ ضائع کیا اور خواہشاتِ نفس کی پیروی
یَلْقَوْنَ غَیًّا ۝ کی، پس قریب ہے کہ وہ گمراہی
(مریم - ۵۹) کے انجام سے دوچار ہوں۔

(۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے سامنے سے نہر گذرتی ہو اور وہ شخص اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے، کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! آپ نے ارشاد فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی ادائیگی سے

خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان صرف نماز کا عہد ہے لہذا جس شخص نے نماز ترک کردی اس نے کفر کیا۔ (مسند احمد، اور یہ حدیث صحیح ہے)

(۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان آدمی اور کفر و شرک کے درمیان صرف نماز ہی کا فرق ہے۔

وضو اور نماز کا طریقہ

وضوء: قمیص کے بازو اپنی کہنیوں کے اوپر تک لپیٹ لیں اور پھر کہیں "بِسمِ الله" اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

(۱) اپنے دونوں ہاتھ دھوئیں، کلی کریں اور ناک میں پانی چڑھائیں۔ تین تین بار

(۲) اپنا چہرہ دھوئیں، پھر پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئیں تین تین بار

(۳) کانوں سمیت اپنے مکمل سر کا مسح صرف ایک مرتبہ کریں۔

(۴) پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئیں: تین تین بار

نماز: صبح کے فرض، دو رکعت (یاد رکھیں! نیت صرف دل سے ہوتی ہے)

(۱) قبلہ کی جانب سیدھا رُخ کر کے کھڑے ہوں اور کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر کہیں

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ" — اللہ بہت بڑا ہے۔

(۲) پھر دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر اپنے سینے پر رکھیں اور پڑھیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

اے میرے اللہ تو اپنی حمد و ثناء اور تعریفات کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بابرکت اور تیری بزرگی بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں!

(اس کے علاوہ جو جو اوراد اور دعائیں احادیث میں مذکور ہیں ان سب کا پڑھنا جائز ہے)[1]

---

[1] ایک مشہور دعا، یہ بھی ہے جو بہت جامع ہے اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (م)

پہلی رکعت

أعوذ باللہ من الشیطان	میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی
الرجیم ۝ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ	پناہ چاہتا ہوں، شروع اللہ کے نام
الرَّحِیۡمِ ۝ (آہستہ)	سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝	تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جو
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِكِ	تمام کائنات کا رب ہے، رحمٰن اور رحیم ہے،
یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ	روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت
وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِهۡدِنَا	کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ	ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ
الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۝	جن پر تو نے انعام فرمایا جن پر غصہ نہیں کیا
غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا	گیا اور جو بھٹکے ہوئے بھی نہیں ہیں۔
الضَّآلِّیۡنَ ۝ آمین ۔	(آمین)
بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے
قُلۡ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ۝ اَللهُ	کہو وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے
الصَّمَدُ ۝ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۝	بے نیاز ہے، اور سب اس کے محتاج ہیں
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝	نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی

(اخلاص) اولاد اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے ۔

یا اس کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھے ۔

۱۔ جس طرح نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے تھے اسی طرح) رفع الیدین کریں اللہ اکبر کہیں اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے اوپر رکھ کر رکوع کریں ۔ اور پڑھیں ۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ — پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا ۔

تین بار[1]

۲۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں ، رفع الیدین کریں اور پڑھیں ۔

" سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، — جس شخص نے اللہ کی حمد کی اللہ تعالیٰ نے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ " — اس کی حمد کو سن لیا ، اے اللہ ! ہمارے پروردگار

حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا — تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں ۔ تعریفیں

فِيْهِ — بہت ، پاکیزہ ، بابرکت ۔

۳۔ پھر اللہ اکبر کہیں اور اپنی دونوں ہتھیلیاں ، گھٹنے ، ماتھا ، ناک اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ سیدھی کرکے زمین پر رکھ کر سجدہ کریں اور پڑھیں

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى — پاک ہے میرا رب بہت بلند ۔

تین بار[1]

---

[1] تین بار ادنیٰ درجہ ہے ۔ [illegible] بار اور [illegible] بار بھی حدیث میں آیا ہے ۔

۴۔ پھر سجدے سے اپنا سر اٹھائیں، اللہ اکبر کہیں اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیں اور پڑھیں۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ	اے میرے رب مجھے بخش دے
وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ	مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت بخش اور مجھے رزق عنایت فرما۔

۵۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے کی طرح دوسرا سجدہ ادا کریں اور تین بار پڑھیں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

۶۔ پھر بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں اس انداز سے کھڑا کریں کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں۔

دوسری رکعت

(۱) اب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں، پہلے کی طرح اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت یا چند آیات ملائیں۔

(۲) پھر پہلے کی طرح ہی رکوع اور دونوں سجدے ادا کر کے تشہد کی شکل بیٹھ جائیں۔

اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں بند کرلیں اور شہادت کی انگلی اٹھائیں اور اسے حرکت دیتے ہوئے تشہد پڑھیں ۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ ، وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ

ہر قسم کی زبانی ، بدنی ، اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں ۔ اے اللہ کے نبی تجھ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات نازل ہوں ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ ۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اس طرح رحمتیں بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں ۔

وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وعلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ	اور اُن کی آل پر برکات نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر برکات نازل فرمائیں۔ بے شک تو ہی تعریف کے لائق بزرگی والا ہے
(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ (متفق علیہ)	اے میرے اللہ میں جہنم اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، زندگی، موت اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۴) پھر پہلے دائیں اور پھر بائیں جانب التفات کرتے ہوئے کہیں۔

اَلسَّلام علیکم ورحمۃ اللہ	تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

نمازوں کی تعدادِ رکعات کا نقشہ

نام نماز	پہلی سنتیں	فرض	بعد کی سنتیں
فجر	۲	۲	×
ظہر	۲ + ۲	۴	۲
عصر	۲ + ۲	۴	×
مغرب	۲	۳	۲
عشاء	۲	۴	۲ + ۳ وتر
جمعۃ المبارک	۲ تحیۃ المسجد [1]	۲	گھر جا کر ـ ۲ یا مسجد میں ـ ۲ + ۲

[1] یہ کم از کم تعداد ہے اگرچہ کوئی شخص دوران خطبہ آئے تو تو وہ بھی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ مترجم

احکامِ نماز

(۱) "پہلی سنتیں" جو فرض نماز سے پہلے ادا کی جائیں انہیں پہلی اور جو بعد میں ادا کی جائیں انہیں بعد والی سنتیں کہتے ہیں۔

(۲) بڑے پروقار انداز میں کھڑے ہوں، اپنی نظر سجدہ کے مقام پر جمائے رکھیں اور اِدھر اُدھر ہرگز نہ جھانکیں۔

(۳) جس نماز میں امام کی قرأت سنتے ہیں اُس میں خاموش رہیں اور جس نماز میں نہیں سنتے اس میں خود قرأت کریں[1]۔

(٤) دو رکعات نماز جمعہ فرض ہے لیکن ! صرف مسجد میں ہی خطبہ

---

[1] لیکن سورت فاتحہ ہر دو حالت میں پڑھنا ہوگی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاصلٰوۃَ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب: — جس شخص نے سورت فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔

(بخاری) — (مترجم)

کے بعد جائز ہے، اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

(۵) مغرب کی نماز تین رکعات فرض ہے۔ صبح کی نماز ادا کرنے کی طرح دو رکعتیں ادا کریں، اور مکمل التحیات پڑھنے کے بعد سلام نہ پھیریں بلکہ تیسری رکعت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں۔

اس رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں اور پھر باقی نماز بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مکمل کرلیں!

(۶) ظہر، عصر اور عشاء کی نماز نماز چار چار رکعتیں فرض ہیں جیسے مغرب کی نماز ادا کی ویسے ہی انہیں ادا کریں، تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہوں لیکن قیام میں صرف سورت فاتحہ ہی پڑھیں۔ اور تشہد مکمل کر کے دائیں بائیں سلام پھیرلیں۔

(۷) نماز وتر تین رکعات ہیں، طریقہ یہ ہے کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیریں، پھر اکیلی ایک رکعت پڑھیں اور اکیلی رکعت میں رکوع کے بعد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ دعا ہے، اس کا پڑھنا افضل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ	اے اللہ مجھے ہدایت دے اور
هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ	مجھے ان (لوگوں) میں شامل کردے جن کو

عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ[1] نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ[2]	تو نے ہدایت دی اور مجھے عافیت بخشی ان میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میرا کارساز بن ان میں جن کی تو نے کارسازی فرمائی اور جو کچھ مجھے دے رکھا ہے اس میں برکت عطا فرما اور اس شر سے محفوظ رکھ جس کا تو فیصلہ کر چکا ہے اس لئے کہ تو خود فیصلہ کرتا ہے تیرے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا جس سے تو محبت کرے وہ یقیناً ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے تو دشمنی رکھے

وہ ہرگز عزت نہیں پا سکتا اے ہمارے رب تو برکت والا اور بہت بلند ہے ہم تجھ سے بخشش چاہتے اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو نبی پر۔

(۸) جب امام کے پیچھے ہوں تو تھوڑا سا توقف کریں، تکبیر کہیں اور امام کے ساتھ مل جائیں اگر آپ امام کے ساتھ رکوع میں مل جائیں تو آپ کی یہ رکعت ہو جائے گی۔

---

[1] امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

[2] یہ دو جملے، حصن حصین ص۳، تحفۃ الذاکرین للامام الشوکانی رح ص۱۲۸ میں زائد نقل کئے گئے تھے۔ (مترجم)

ھاں ! اگر رکوع کے بعد ملے ہیں تو پھر رکعت شمار نہ کریں گے ۔

(۹) جب امام کے ساتھ نماز ادا کرنے کی صورت میں آپ کی ایک یا زیادہ رکعات نماز رہ گئی ہو تو امام کے ساتھ سلام نہ پھیریں بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز مکمل کرلیں ۔

(۱۰) جلدی جلدی نماز ادا کرنے سے بچیں ! کیونکہ اس سے نماز ضائع ہوجاتی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو جلدی جلدی نماز ادا کر رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا :

"اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ عَلِّمْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ "ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا . . "

واپس لوٹ اور نماز ادا کر تو نے نماز نہیں پڑھی ۔ اسی طرح اس نے تین بار نماز پڑھی اور آپ یہی فرماتے رہے : واپس لوٹ اور نماز ادا کر تو نے نماز نہیں پڑھی آخر تیسری مرتبہ وہ شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھے آپ نماز سکھا دیں کہ میں نماز کس طرح ادا کروں ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا : بہت اطمینان سے رکوع کر پھر رکوع سے سر اٹھا اور خوب اطمینان سے کھڑا ہو جا ، پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کر ، پھر سجدے سے سر اٹھا یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جائے ۔

(بخاری و مسلم)

(۱۱) جب واجبات نماز میں سے کوئی واجب تجھ سے رہ جائے، مثلاً آپ نے پہلا قعدہ ہی چھوڑ دیا یا تعداد رکعات میں کوئی شک گذرا ہے تو شک میں جو سب سے تھوڑی اور کم تعداد ہے اس کے مطابق نماز مکمل کریں اور نماز کے آخر میں دو سجدے کریں اور پھر سلام پھیر لیں ان دو سجدوں کو "سجود سہو" کہتے ہیں (یعنی بھول کے سجدے)

نماز کے متعلق احادیث

(۱) صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (رواہ البخاری)

اس طرح نماز ادا کرو! جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

(۲) اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ (رواہ البخاری)

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں ادا کرے۔ (بخاری)

(ان دونوں رکعتوں کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں)

(۳) لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوا اِلَيْهَا۔ (رواہ مسلم)

قبروں پر (مجاور بن کر) مت بیٹھو! اور نہ ہی ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو

(۴) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (رواہ مسلم)

جس وقت فرض نماز با جماعت ادا کی جا رہی ہو تو صرف وہی نماز پڑھنی جائز ہے، جس کی جماعت ہو رہی ہو۔ مسلم

(۵) اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَكُفَّ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

تَوْبًا — فرمایا:) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (نماز ادا کرتے وقت) میں کپڑا نہ اکٹھا کروں۔ (مسلم)

(رواہ مسلم)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: بازو لپیٹ کر اوپر کئے ہوئے ہوں یا کوئی دوسرا کپڑا لپٹا ہوا ہو تو اس طرح نماز پڑھنی منع ہے۔

أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا — خود سیدھے کھڑے ہوں اور اپنی صفیں بھی سیدھی کریں۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں:۔

وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ (رواہ البخاری) — ہم میں سے ہر شخص اپنے دوسرے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملا لیتا۔ (بخاری)

(۷) إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا (متفق علیہ) — جب (نماز کے لئے) جماعت کھڑی ہو جائے تو دوڑتے ہوئے مت آئیں بلکہ بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ آہستہ چلیں اور ساتھ آملیں جتنی رکعات مل جائیں وہ پڑھ لیں اور جو رہ جائیں وہ بعد میں مکمل کر لیں۔ (بخاری و مسلم)

(۸) اِرْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ — بہت اطمینان سے رکوع کریں پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور بالکل سیدھے کھڑے

قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ۔ (رواہ البخاری)

ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں اور خوب اطمینان سے سجدہ ادا کریں۔ (بخاری)

(۹) اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (رواہ مسلم)

جب سجدہ کریں تو ہتھیلیاں نیچے رکھ دیں اور کہنیاں اوپر اٹھالیں۔ (مسلم)

(۱۰) اِنِّیْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

(رواہ المسلم)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) یقیناً میں تمہارا امام ہوں لہذا تم رکوع وسجدہ میں مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ۔

(مسلم)

(۱۱) اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ ۔

(رواہ الطبرانی وایضا صححہ الالبانی وغیرہ بشواہدہ)

قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کا جو حساب ہوگا وہ نماز کا ہی ہے اگر یہ صحیح ہوئی تو باقی بھی تمام اعمال صحیح اور اگر یہ صحیح نہ ہوئی تو باقی بھی اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

(طبرانی / شیخ البانی نے اس حدیث کو دوسرے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے)

نماز جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی فرضیت

مردوں پر مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنا فرض ہے:

(۱) فرمان باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○	اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

(الجمعہ — ۹)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صرف سستی اور لاپرواہی کی بناء پر تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

(یہ حدیث صحیح ہے، مسند احمد)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ ایندھن اکٹھا کرنے والوں کو حکم دوں اور وہ میرے حکم کے مطابق ایندھن اکٹھا کریں پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جا کر جلا دوں جو بغیر کسی شرعی عذر کے اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ (مسلم)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اذان سن کر (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) نہیں آتا اور اسے کوئی شرعی عذر بھی نہیں ہے تو اس کی (اپنے گھر میں پڑھی ہوئی نماز) کوئی نماز نہیں۔

عذر: کوئی شدید خطرہ، بارش یا بیماری ہے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا شخص نے آکر عرض

کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے سے) رخصت چاہیئے؟ کیونکہ مجھے مسجد تک پہنچانے کے لئے رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے تو آپ نے اسے رخصت دے دی، جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے پھر بلایا، پوچھا کیا تو اذان سنتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! سنتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پھر نماز کے لئے آیا کر۔ (مسلم)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان پانچوں نمازوں کو مسجد میں باجماعت ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی علیہ السلام کے لئے ہدایت کے راستے مقرر فرمائے ہیں۔ اور بلاشبہ باجماعت نماز ادا کرنا انہی راستوں میں سے ہیں۔

یاد رکھو! اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرو گے جس طرح یہ (باجماعت نمازوں سے پیچھے رہنے والے بعض لوگ پڑھتے ہیں تو تم اپنے نبی علیہ السلام کی سنت چھوڑ بیٹھو گے اور سنت نبوی چھوڑنے سے یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ہم نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ (باجماعت نماز ادا کرنے سے) پیچھے رہنے والا صرف وہی منافق ہوتا تھا جس کے منافق ہونے میں کوئی شک نہ ہوتا۔ اور مسلمانوں میں وہ شخص بھی ہوتے ہیں جنھیں (بوجہ بیماری) دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا دے کر لایا جاتا یہاں تک کہ صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔

جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غسل کر کے جمعہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوئے، جس قدر اُسے میسر آئے نماز نفل ادا کرے پھر امام کے خطبے سے فارغ ہونے تک بالکل خاموش رہے اور پھر امام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرے تو اس شخص کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں بلکہ مزید تین دن کے بھی! اور جو شخص دوران خطبہ یا نماز کنکریوں سے مشغول ہوا تو اس نے ایسا لغو کام کیا (جس سے اپنا ثواب ضائع کر بیٹھا) (مسلم)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، پھر مسجد میں آیا گویا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) اونٹ قربان کیا جو شخص اس کے بعد آیا گویا اس نے گائے قربان کی۔ جو اس کے بعد آیا گویا اس نے ایک مینڈھا قربان کیا جو اس کے بعد آیا گویا اس نے مرغی قربان کی اور جو اس کے بعد بھی آیا گویا اس نے ایک انڈا قربان کیا اور جب امام خطبہ کے لئے آجائے تو یہ ثواب لکھنے والے فرشتے (دفتر لپیٹ کر) خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ (مسلم)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات کا قیام (عبادت) کیا اور جس نے

صبح کی نماز بھی باجماعت ادا کرلی گویا اس نے تمام رات قیام کیا۔ (مسلم)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا اجر و ثواب میں زیادہ ہے۔ اور اسی طرح جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے صرف نماز کی خاطر مسجد میں حاضر ہوتا ہے تو مسجد تک ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ہر قدم کے بدلے اس کی خطاء بھی معاف کردی جاتی ہے جتنا وقت نماز کی خاطر مسجد میں گذارے وہ سارا وقت نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اور نماز سے فارغ ہوکر جب تک اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے بایں الفاظ دعا کرتے ہیں۔

اللّٰھُمَّ ارْحَمْہ	اے اللہ! اس پر رحم فرما
اللّٰھُمَّ اغْفِرْلہ	اے اللہ! اسے بخش دے
اللّٰھُمَّ تُبْ علیہ	اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما

بشرطیکہ وہ باوضو ہو اور کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

میں مکمل آداب کے ساتھ جمعہ کیسے ادا کروں؟

(۱) مجھے چاہیئے کہ: جمعہ کے دن (صبح سویرے) غسل کردں ناخن اتاروں اور وضو کرنے کے بعد خوشبو لگا کر اچھا لباس زیب تن کروں۔

(۲) کچا لہسن اور پیاز وغیرہ نہ کھاؤں، سگریٹ اور حقہ وغیرہ نہ پیوں، بلکہ کسی منجن یا مسواک کے ساتھ اپنے دانت خوب صاف کرلوں

(۳) مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کروں اگرچہ خطیب ممبر پر خطبہ ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا (متفق علیہ)	جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ ادا کرنے آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ ہلکی ہلکی دو رکعتیں ادا کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۴) میں امام کا خطبہ سننے کے لئے بڑی خاموشی سے بیٹھوں اور کسی سے ہم کلام نہ ہوں۔

(۵) جمعہ کی دو رکعت فرض نماز امام کی اقتداء میں ادا کروں (دل کی نیت سے)

(۶) جمعہ کے بعد (مسجد میں) چار رکعت سنتیں ادا کروں یا گھر جا کر دو رکعت اور افضل یہی ہے۔

(۷) جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجوں

(۸) جمعہ کے دن دعا کا کثرت سے اہتمام کروں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ ۔ (متفق علیہ)	یقیناً جمعہ کے دن (قبولیت کی) ایک خاص گھڑی ہے جس میں مسلمان کی دعائے خیر رد نہیں کی جاتی وہ جو مانگے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتے ہیں۔ بخاری و مسلم

چاند اور سورج گرہن کے وقت کی نماز

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرنے والے ایک شخص کو بھیجا (جو بایں الفاظ منادی کرتا تھا "الصلوٰۃ جامعۃ") پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی جس میں چار رکوع اور چار ہی سجدے ادا کئے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ کھڑے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں بڑی لمبی قرأت کی اور بڑا لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بڑی لمبی قرأت کی لیکن! یہ پہلی قرأت کی نسبت کچھ کم تھی۔ پھر آپ نے بڑا لمبا رکوع کیا۔ لیکن! یہ رکوع بھی پہلے کی نسبت کچھ چھوٹا تھا۔ پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور دو سجدے ادا کئے پھر قیام فرمایا اور پہلی رکعت کی طرح ہی دوسری رکعت مکمل فرمائی (یعنی دو رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ) پھر آپ نے سلام پھیرا اور اتنے میں سورج مکمل طور پر روشن ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، یقیناً سورج اور چاند دونوں کسی شخص کے مرنے یا پیدا ہونے پر گرہن نہیں لگتے۔

بس! یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جو وہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے۔ لہذا جب تم یہ دیکھو! اس گھبراہٹ کے عالم میں فوراً نماز کی طرف آؤ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا

فَاذَا رَأَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا۔ جب تم یہ دیکھو! تو اللہ تعالیٰ سے (سلامتی کی) دعائیں مانگو، اس کی بڑائی بیان کرو، نماز ادا کرو اور صدقہ وخیرات کیا کرو۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

اے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد رکھو! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت مند کوئی شخص نہیں ہے اس کا بندہ یا کوئی اس کی لونڈی زنا کرتی پھرے - یہ اسے ہرگز پسند نہیں۔

اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو پھر تھوڑا ہنسو اور زیادہ رویا کرو۔ خبردار میں نے (اللہ تعالیٰ کی رسالت) پہنچا دی ہے۔ (ملخص از بخاری ومسلم)

نماز جنازہ کیسے ادا کی جائے؟

نمازی اپنے دل میں جنازہ کی نیت کرے گا اور یہ نماز مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق چار تکبیروں سے ادا کریں گے۔

(۱) پہلی تکبیر کہنے کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورت فاتحہ پڑھے گا۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی مکمل پڑھے گا۔

(۳) تیسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ یہ دعا مانگے گا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ	اے اللہ اسے بخش دے اور اس
وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ	پر رحم فرما اسے معاف فرما اور درگزر کر
نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَ	اس کے اترنے کی جگہ عزت والی بنا اور
اغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ	اس کے داخل ہونے کی جگہ وسیع کر، اس
وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى	(کے گناہوں) کو پانی، اولوں اور برف سے
الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ	دھودے اور اس کو خطاؤں سے اس
الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا	طرح پاک اور صاف کر دے جس طرح سفید
مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ	کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے
اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ	اسے اس گھر سے بہتر گھر نصیب فرما
زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ	اسے یہاں کے اہل وعیال اور اسکی بیوی
اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ	سے بہتر بیوی عنایت فرما۔ اسے جنت
وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ	میں داخل کر دے، نیز قبر اور آگ کے
(مسلم)	عذاب سے بھی بچا۔ (مسلم)

(۴) پھر چوتھی تکبیر کہنے کے بعد جو چاہے دعا مانگے اور دائیں جانب سلام پھیرے۔

موت سے نصیحت لینا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ آل عمران-۱۸۵

آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا تو محض ایک ظاہری فریب کی چیز ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے

۱۔ تزود للذی لا بد منه
فان الموت میقات العباد

صرف وہی مال جمع کر جو زندگی گزارنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ ہر بندے کی موت کا وقت مقرر ہے۔

۲۔ وتب مما جنیت وأنت حیٌّ
وکن متنبہا قبل الرقاد

تو نے جو کچھ بھی گناہ کئے ہیں اپنے جی ان کی معافی مانگ لے اور ابدی نیند سونے سے پہلے پہلے خبردار ہو جا۔

۳۔ ستندم إن رحلت بغیر زاد
وتشقی إذ ینادیك المنادی

اور اگر بغیر زاد راہ کے چل پڑا تو نادم اور شرمندہ ہوگا اور جب تجھے منادی کرنے والا (موت کا فرشتہ) پکاریگا تو بدبخت ہوگا

۴۔ أترضی أن تكون رفیق قوم
لهم زاد وأنت بغیر زاد

کیا تو اس بات سے راضی ہے کہ ایسے قافلے کے ساتھ چل پڑے جو سب کے سب مکمل زاد راہ کے ساتھ ہوں اور تیرے پاس ضروریات سفر کچھ بھی نہ ہوں؟

عیدگاہ میں نمازِ عیدین ادا کرنا

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے نماز عید ادا کرتے۔ (بخاری)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عید الفطر کی نماز میں سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں ہیں۔ ہر دو رکعات کی قرأت تکبیروں کے بعد (شروع ہوتی) ہے۔

(ابوداؤد) یہ حدیث حسن ہے۔

(۳) (بعض صحابیات کا بیان ہے کہ) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف آزاد، حیض والی اور پردہ دار عورتوں کو بھی نکالیں۔

لیکن: حیض والی عورتیں نماز سے علحدہ رہیں صرف خیرات اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں۔

(راویہ حدیث کا بیان ہے کہ) میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایسی ہیں جن کے پاس کوئی بڑی چادر وغیرہ نہیں ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کو کوئی اس کی بہن اپنی چادر میں

شامل کرلے۔ بخاری، مسلم

مندرجہ بالا احادیث سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں

① دونوں عیدوں کی نماز دو دُو رکعت ہے

② ہر نمازی پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت کے شروع میں پانچ تکبیریں کہے گا۔

③ عید کی نماز عیدگاہ میں ہوتی تھی جو مدینہ طیبہ سے باہر بالکل تھوڑے فاصلے پر ہی واقع ہے۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں کی نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ سب بچے، عورتیں، نوجوان حتیٰ کہ معذور اور حیض والی عورتیں بھی حاضر ہوتیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز ادا کرنے کے لئے عیدگاہ میں آنا ضروری ہے۔ ہاں! اگر کوئی اشد ضرورت ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری)

عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کی شرعی حیثیت

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ہم اپنے اس دن میں سب سے پہلے نماز عید ادا کرتے ہیں، پھر واپس آکر قربانی کرتے ہیں، جس شخص نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ اور جس شخص نے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی کر دی تو اس کی قربانی کوئی قربانی نہیں ہے۔ اُس نے تو بس گھر والوں کے لئے صرف گوشت ہی فراہم کیا ہے۔ بخاری و مسلم

② اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! اے (مسلمان) لوگو ! تم میں سے ہر اہل خانہ پر قربانی فرض ہے۔ (مسند احمد، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس حدیث کی سند کو قوی کہا ہے۔

③ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص استطاعت ہوتے بھی قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب تک نہ آنے پائے۔ ابن ماجہ، مستدرک حاکم

اور یہ حدیث علامہ ناصر الدین البانی نے "الجامع الصحیح" میں درج کی ہے۔

نماز استسقا[1]

① (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز استسقاء کے لئے بھی) عیدگاہ میں ہی تشریف لائے اور بارش کے لئے دعا کی پھر آپ قبلہ رخ ہوئے، دو رکعت نماز ادا کی اور اس انداز سے اپنی اوپر والی چادر الٹائی کہ اس کی دائیں جانب بائیں طرف کر دی۔ بخاری

② حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قحط پڑ جاتا (بارش نہ ہوتی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کے لئے دعا کرنے کی درخواست کرتے اور فرماتے۔

---

[1] استسقاء کا معنی پانی طلب کرنا ہے۔ جب بارش نہ ہوتی ہو اور لوگ بارش کی ضرورت محسوس کریں اُس وقت بارش طلب کرنے کی خاطر مخصوص انداز میں شہر سے باہر جاکر جو باجماعت نماز ادا کی جائے اُسے "نمازِ استسقاء" کہتے ہیں۔ (مترجم)

اے اللہ! اس سے پہلے تو ہم تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اب ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پکڑتے ہیں ہم پر بارش برسا دے تو بارش ہو جاتی۔ (بخاری)

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بارش کی دعا کروانے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑتے تھے اور جب آپ اپنے مالکِ حقیقی کو جا ملے تو پھر کبھی آپ سے دعا کی درخواست نہیں کی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کرتے اور وہ بھی اس وقت زندہ تھے لہٰذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان (مسلمانوں) کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔

نمازی کے آگے سے گذرنے سے بچیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص جان لے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اگر وہ چالیس ـــــ تک ٹھہر جائے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ

وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

(اس حدیث کے ایک راوی) ابونصر فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے آپ نے چالیس دن، مہینے یا چالیس[1] سال فرمایا ہے۔

(بخاری "باب اِثم المار بین یدی المصلی" الجزء الاوّل)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے گذرنے والے شخص پر بہت بڑا گناہ اور اس کے لئے بڑی سخت وعید ہے۔ اور اگر وہ گزرنے والا شخص جان لے کہ اس پر کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ چالیس سال وہاں ٹھہرا رہنا اپنے لئے زیادہ بہتر سمجھے۔ اور اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ سے ذرا دور ہو کر گزرے تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کے مطابق جس میں یہ نص موجود ہے کہ نمازی اپنے سجدہ کے مقام پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور نمازی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگے سترہ رکھے اس لئے کہ گزرنے والا شخص سمجھ سکے اور نمازی کے آگے سے گزرنے سے بچ سکے۔

---

[1] ابن خزیمہ کی ایک روایت میں "چالیس سال" کے الفاظ مذکور ہیں۔

اور اس حدیث کو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے صحیح کہا ہے (مترجم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطٰن (متفق علیہ)	جب کوئی شخص لوگوں کے سامنے کسی چیز کا سترہ بنا کر نماز ادا کرے اور کوئی گزرنے والا اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو نمازی اُس شخص کو سینے میں مار کر روکے، اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو پھر اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ (گزرنے والا) تو شیطان ہے۔ بخاری و مسلم۔

یہ حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے۔ اپنے عموم کے اعتبار سے مسجد حرام اور مسجد نبوی کو بھی شامل ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا؛ یا تو آپ مکہ مکرمہ میں تھے یا پھر مدینہ منورہ میں!

اور مندرجہ ذیل اس کے شاھد ھیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کعبۃ اللہ میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد بھی اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکا اور فرمایا؛ اگر گزرنے والا مزاحم ہو تو اس سے لڑائی کرو!

یہاں کعبۃ اللہ کا تذکرہ بالخصوص اس لئے کیا گیا ہے تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہاں بہت زیادہ بھیڑ اور اژدھام ہوتا ہے لہذا یہاں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ [1]

(صحیح بخاری جلد ا صـــ ۱۲۹

باب یرد المصلی من مرّ بین یدیہ)

② البتہ جو حدیث امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں روائیت کی ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں راوی مجہول ہے۔ اور اس کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبلؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سفیان بن عینیہؒ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وراعہ نے اور وہ اپنے گھرانے کے کسی نامعلوم شخص سے بیان کرتے ہیں پھر وہ اپنے دادا جان سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باب بنی سہم کے پاس نماز ادا کرتے دیکھا اور لوگ آپکے آگے سے گزر رہے تھے اور ان دونوں کے درمیان کوئی سترہ بھی

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ابونُعیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الصلوٰۃ" میں اس اثر کو باسند بیان کیا ہے۔

نہیں تھا۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ (ان دونوں سے مراد کعبۃ اللہ اور آپ کے درمیان کوئی سترہ نہیں تھا۔

مزید فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمیں ابن جریج نے بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کثیر نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان سے سوال کیا تو فرمانے لگے میں نے خود تو اپنے والد سے نہیں سنی البتہ اپنے گھرانے کے بعض افراد سے سنا ہے کہ ہمارے دادا جان یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معلول ہے۔

③ ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت (مکہ سے) باہر تشریف لے گئے تو آپ نے بطحا (مقام) پر ظہر اور عصر کی نماز (قصر کرکے) دو دو رکعتیں ادا کی۔ اور آپ نے (بطور سترہ) اپنے آگے نیزہ گاڑا ہوا تھا۔ (بخاری

باب السترہ بمکۃ وغیرھا)

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے اس کے سجدہ کی جگہ پر سے گزرنا حرام ہے۔ جب کہ نمازی نے اپنے آگے سترہ بھی رکھا ہوا ہو۔ گزرنے والے کو بہت بڑا گناہ اور بڑی سخت وعید ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنا عام ہے، خواہ حرم میں ہو یا حرم سے باہر۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے وضاحت کردی گئی ہے۔ صرف سخت قسم کی بھیڑ اور اژدھام میں مجبور شخص کے لئے ہی گزرنے کا جواز ہوسکتا ہے۔

روزہ اور اُس کے فوائد

فرمان باری تعالیٰ ہے

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرۃ۔ ۱۸۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پہ روزے فرض کردیئے گئے، جس طرح تم سے پہلے اہل ایمان پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ!

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصَّوْمُ جُنَّۃٌ — روزہ (آگ سے بچانے والی) ڈھال ہے

بخاری و مسلم

اے میرے مسلمان بھائی یاد رکھیں! روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے بہت زیادہ فائدے ہیں۔ ان جملہ فوائد میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

① روزہ نظام ہضم اور معدہ کو مسلسل مشقت سے نجات دلاتا ہے، فضلات کو ختم کرتا، جسم کو قوی اور مضبوط بناتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سی بیماریوں کا مفید علاج بھی ہے نیز روزہ تمباکو نوشوں کو اپنے پیٹوں میں آگ جھونکنے سے روکتا اور اس کے ترک کرنے میں ان کا معاون و ممد ثابت ہوتا ہے۔

② روزہ نفس کو پاکیزہ کرتا، حسن نظام کی تعلیم اور نیکی کا درس دیتا ہے۔ اطاعت اور صبر کا عادی بناتا ہے۔

③ روزہ دار شخص مساوات بین المسلمین کا نظارہ کرتا ہے، ان کے ساتھ سحری وافطاری کر کے عام اسلامی وحدت کو محسوس کرتا ہے۔ خود بھوک محسوس کرتا ہے تو پھر اپنے

دوسرے بھوکے اور ضرورت مند مسلمان بھائیوں کا بھی خیال کرتا ہے۔

احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؛

① مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کی خاطر روزہ رکھا اس کے تمام پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (بخاری ومسلم)

---

② مَن صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَهٗ سِتًّا مِن شَوَّال كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ . (رواہ مسلم)

جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے ماہِ شوال سے بھی رکھے تو گویا اس شخص نے سال بھر کے روزے رکھے ۔

مسلم

---

③ مَن قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا ، غُفِرَ لَهٗ

جس شخص نے ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ثواب

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ حاصل کرنے کی خاطر قیام کیا تو اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(متفق علیہ) (بخاری و مسلم)

(قیام سے مراد نماز تراویح ادا کرنا ہے)

واجباتِ رمضان المبارک

اے مسلمان بھائی! اللہ تعالیٰ نے ہم پر صرف اس لئے روزے فرض کیے ہیں تاکہ ہم اس کی عبادت بجالائیں۔ لہٰذا روزوں کی مقبولیت اور مکمل افادیت کی خاطر مندرجہ ذیل امور پر عمل کر!

① نماز کی حفاظت کر! بہت سے روزہ دار شخص نماز میں سستی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو دین کا ستون ہے، اور اس کا ترک کرنا کفر۔

② اچھے اخلاق کا مالک بن! کفر سے اور دین میں طعن و تشنیع کرنے سے بچ! لوگوں سے بُرا معاملہ مت کر! اپنے روزے کی حفاظت کر! روزہ نفس کو پاک کرتا اور اخلاق کو سدھارتا ہے۔

③ ازراہِ مذاق بھی لچر اور بے ہودہ کلام نہ کر! کیونکہ اس سے تو اپنا روزہ ضائع کر بیٹھے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن!

إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ

(متفق علیه)

جس دن تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو اُسے چاہیئے کہ بے ہودہ اور فحش کلامی سے باز رہے اگر کوئی اسے گالیاں دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرنا چاہے تو (روزے دار کو) چاہیئے کہ جواب میں صرف یہ کہے کہ! میں روزے سے ہوں بھئی! میں روزے سے ہوں۔

(بخاری، مسلم)

④ اور روزے سے تمباکو نوشی ترک کرنے والا فائدہ بھی حاصل کر! اس لئے کہ یہ سرطان اور ٹی۔بی ایسی مہلک بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ اپنا ارادہ پختہ کر، جس طرح سارا دن چھوڑے رکھتا ہے، رات کو بھی چھوڑ دے۔

⑤ افطاری کے وقت کھانے میں اسراف سے کام نہ لے اس سے روزے کا فائدہ بھی ضائع ہوتا ہے اور آپ کی صحت بھی

برباد ہوتی ہے۔

(۶) سنیما نہ جایا کریں اور نہ ہی ٹیلیویژن دیکھا کریں! اس لئے کہ آپ خود جانتے ہیں کہ وہ حُسنِ اخلاق اور روزہ کے تقدس کے منافی ہے۔

(۷) رات کو بہت زیادہ نہ جاگتے رہیں، اس سے آپ اپنی سحری اور صبح کی نماز ضائع کر بیٹھیں گے۔ رہا کام کاج تو وہ صبح سویرے کیا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِھَا

اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے (کام کرنے والے افراد) میں برکت عطا فرما۔ (مسند احمد، ترمذی یہ حدیث صحیح ہے)

(۸) عزیز و اقربا، نسبی رشتہ دار اور ضرورت مندوں میں بہت زیادہ صدقات و خیرات کیا کریں۔ اور جھگڑا نمٹانے میں بھی کام آئیں۔

(۹) اللہ کا ذکر، تلاوت اور سماعت قرآن کریم اور اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنے میں بہت زیادہ وقت لگایا کریں۔ اور اس پر عمل بھی

کریں۔ مسجدوں میں تعلیمی اور نفع بخش درس سننے کے لئے حاضر ہوا کریں۔ (فرصت ہو تو) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کریں۔ کیونکہ یہ سنت ہے۔

(۱۰) احکامات رمضان اور تعلیمات روزہ جاننے کے لئے کچھ رسائل اور کتابوں کا مطالعہ کریں، تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ بھول چوک کر کھانے پینے سے روزہ نہیں چھوٹتا۔ اور اسی طرح رات کو اپنی بیوی سے جماع کرنا روزے کو کوئی مانع نہیں ہے۔ البتہ نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے

(۱۱) رمضان کے روزے کی حفاظت کریں اور جب آپ کی اولاد روزہ رکھنے کی متحمل ہو تو اسے روزے کی عادت ڈالیں، رکھنے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ ہرگز نہ چھوڑیں۔ جس شخص نے جان بوجھ کر ایک روزہ چھوڑ دیا اس پر اُس روزے کی قضا ہے اور آئندہ ایسے فعل سے توبہ کرے۔

اور جس شخص نے ماہ رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا اس پر مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ کفارہ ہے۔

۱۔ ایک غلام آزاد کرے ــــــ جو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ،

۲۔ اکٹھے دو ماہ کے روزے رکھے ــــــ جو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ،

۳۔ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

⑫ اے میرے مسلمان بھائی ماہ رمضان میں روزہ چھوڑنے سے پرہیز کریں اور اسی طرح جہری طور پر لوگوں کے سامنے کھانے، پینے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑی جسارت وجرأت اسلام کو بڑا حقیر اور لوگوں کے سامنے بے شرمی اور بے حیائی کرنے والی بات ہے، اور یاد رکھیں! جس کا روزہ نہیں، اس کی عید بھی نہیں ہے کیونکہ عید رمضان مکمل ہونے اور عبادات قبول ہونے کے موقعہ پر بہت بڑی خوشی کا نام ہے۔

فضائلِ حج وعُمرہ

① فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ○

(آل عمران ۹۷)

اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ.

(متفق علیہ)

عمرہ پہلے عمرے تک (تمام گناہوں کا) کفارہ ہے اور حج مبرور[۱] کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں!

(بخاری و مسلم)

۳ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اس انداز سے حج ادا کیا کہ اس سے کوئی بے ہودگی اور نافرمانی سرزد نہ ہوئی، تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو گیا جس طرح اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ

(رواہ مسلم)

اپنے حج کے طور و طریقے اور احکامات مجھی سے اخذ کرلو! (مسلم)

۸ آپ فریضہ حج جلد ادا کریں جب کہ آپ کے پاس کفایت کے مطابق آمد و رفت کے اخراجات ہوں۔ حج کے واجبی اخراجات کے

---

[۱] حج مبرور: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کیا جائے اور اس میں کوئی گناہ اور معصیت والا کام بھی نہ ہونے پائے۔

علاوہ تحفے تحائف ایسی فضول خرچیوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ چیزیں قابل عذر نہیں ہیں لہٰذا آپ جلدی حج ادا کرلیں قبل اس کے کہ آپ بیمار پڑجائیں فقر و فاقہ آگھیرے یا اسی گناہ کا بوجھ سر لے کر مرجائیں! کیونکہ "حج" ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

(٦) عمرہ اور حج پر صرف ہونے والے مال کا حلال ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو شرف قبولیت سے نوازے۔

(٧) عورت کا حج اور اس کے علاوہ کسی دوسرے سفر میں مَحرم کے علاوہ نکلنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ	عورت اپنے کسی مَحرم کی رفاقت کے بغیر بالکل سفر نہ کرے۔
(متفق علیہ)	(بخاری ومسلم)

(٨) سفر حج سے پہلے جن جن سے آپ کا جھگڑا ہوا ہے اُن سے صلح کرلیں، قرض ادا کریں، اپنے اہل وعیال کو وصیت کریں کہ (میری روانگی اور واپسی کے موقعہ پر) وہ فضول خرچی اور

دنیاوی زیبائش میں مال ضائع نہ کریں اور نہ ہی لمبی چوڑی دعوتوں کا اہتمام کریں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۝ (۳۱ الاعراف)

کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔

⑨ حج مسلمانِ عالم کا ایک عظیم ترین اجتماع ہے تاکہ ایک دوسرے سے متعارف ہوں اور باہمی محبت بڑھائیں۔ ایک دوسرے کی مشکلات حل کرنے میں تعاون کرسکیں اور اپنے دینی و دنیاوی منافع میں باہم شریک ہوں۔

⑩ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کروانے کے لئے صرف ایک اکیلے اللہ سے مدد طلب کریں۔ اور اس کے علاوہ سب کو چھوڑکر صرف اسی سے دعا مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا (الجنّ - ۲۰)

کہو کہ میں تو صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

⑪ عمرہ ادا کرنا ہر وقت جائز ہے لیکن رمضان المبارک میں افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً	ماہ رمضان میں عمرا دا کرنا حج کے برابر ہے۔
(متفق علیہ)	(بخاری و مسلم)

⑫ مسجد الحرام میں ایک نماز ادا کرنا اُس لاکھ نماز سے بہتر وافضل ہے جو اس سے باہر ادا کی جائے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت۔

صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا	میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا
اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ	اس ایک ہزار نماز سے بہتر وافضل
فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ	ہے جو میری مسجد کے علاوہ دوسری
اِلَّا مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ	مساجد میں ادا کی جائے۔ سوائے
(رواہ مسلم)	بیت اللہ کے۔ (مسلم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَصَلٰوةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	بیت اللہ میں ایک نماز ادا کرنا میری اس
اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةٍ فِي مَسْجِدِي	مسجد میں ایک سو (۱۰۰) نماز ادا کرنے سے بہتر

هٰذَا بِمِأَةِ صَلٰوةٍ   وافضل ہے

(مسند احمد۔ یہ حدیث صحیح ہے)

۱۰۰۰ × ۱۰۰ ═══ ۱۰۰،۰۰۰ ایک لاکھ نماز

(۱۲) آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ حج تمتع ادا کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد آدمی احرام کھول دے اور پھر (آٹھ ذوالحجہ کو مکہ سے) حج کے لئے نیا احرام باندھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق

يَا آلَ مُحَمَّدٍ، مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِي حَجَّةٍ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو! تم میں سے جو حج ادا کرنا چاہتا ہے وہ اپنے حج میں عمرہ کے لئے بھی تلبیہ کہے!

(یعنی عمرہ اور حج ادا کرے)

(ابن حبان۔ اس حدیث کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔)

اعمالِ عُمرہ

① احرام : میقات سے احرام باندھیں اور بآوازِ بلند تلبیہ کہنا شروع کردیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ
لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

اے اللہ! میں عمرہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میں حاضر ہوں اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔

---

② طواف کعبہ : جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں

ؒ میقات سے حج یا عمرہ کی نیت سے بغیر احرام باندھے حدودِ حرم میں داخل ہونا منع ہے۔ یہ میقات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں۔

① اہل مدینہ کے لئے ۔ ذوالحلیفہ اس جگہ کا نام ابیار علی ہے
② اہل شام کے لئے ۔ جحفہ
③ اہل نجد کے لئے ۔ قرن المنازل
④ اہل یمن کے لئے ۔ یلملم
⑤ اہل عراق کے لئے ۔ ذات عرق
⑥ اور دوسرا جو بھی شخص ۔ جس میقات سے حرم میں داخل ہو، وہاں سے احرام باندھ لے

تو حرم تشریف لے جائیں کعبۃ اللہ کا سات چکر طواف کریں، حجر اسود سے "بسم اللہ واللہ اکبر" کہہ کر شروع کریں، اگر استطاعت ہو تو حجر اسود کو بوسہ بھی دیں، یا پھر اس کی طرف اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرلیں، ہر چکر میں اگر استطاعت ہو تو رکن یمانی کو دائیں ہاتھ سے مس کریں۔ اُسے چومنے یا اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

دورانِ طواف رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً	اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی
وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا	دے اور آخرت میں بھی بھلائی۔
عَذَابَ النَّارِ۔	اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

(بقرہ — ۲۰۱)

پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کریں، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد "الکافرون" اور دوسری میں سورۃ "اخلاص" پڑھیں۔

③ **سعی** : صفا پر چڑھیں، آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر قبلہ رخ ہوں اور یہ آیت پڑھیں!

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ	یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی

شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۔	نشانیوں میں سے ہیں

(بقرہ ــــ ۱۵۸)

میں وہاں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے اور بغیر کسی اشارہ کے تین تکبیریں کہیں۔

اور پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا	اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے،
شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ	اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کا ملک ہے اور
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ	اسی کے لئے ہی تمام تعریفات ۔ اور وہی
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔	ہر شئی پر قادر ہے۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	معبود برحق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے
اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَصَدَقَ عَبْدَهٗ	وہ اکیلا ہی ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا
وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ	کر دکھایا اور اپنے بندے کو سچا کر دکھایا
وَحْدَهٗ ۔	اور اس اکیلے نے ہی تمام لشکروں کو
(ثلاثاً)	پسپا کر دیا ۔ (تین بار)

دعا کے ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان بھی دھرائیں۔

صفا، مروہ کی سعی کرتے ہوئے میلین[1] اخضرین کے درمیان

---

[1] اب اِن ستونوں کو سبز روغن کرکے اوپر سبز ٹیوب نصب کر دی گئیں ہیں

سے دوڑتے ہوئے گزریں۔ یاد رکھیں! سعی کے سات چکر ہیں ایک جانے کا ہوا اور دوسرا آتے ہوئے مکمل ہوگیا۔ مکمل سر کے بال منڈوادیں۔ یا تمام بال چھوٹے کروائیں اور عورتیں اپنے سر سے معمولی سے بال کاٹ لیں۔

اعمال حج[1]

احرام باندھنا، منیٰ میں راتیں[2] گزارنا عرفات میں ٹھہرنا،

---

[1] حج تمتع: یہ ہے کہ آدمی حج کے مہینوں (شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن) میں عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے، پھر احرام کھول دے۔ حلال ہوجائے اور آٹھ ذوالحجہ کو مکہ سے حج کے لئے نیا احرام باندھے اور حج ادا کرے۔ یہی آسان اور افضل ترین طریقہ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لائے تو اپنے صحابہؓ کو اسی کا حکم دیا تھا

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً

تم میں سے جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے۔ وہ احرام کھول دے! حلال ہوجائے اور اس کو عمرہ قرار دے لے۔

(رواہ مسلم) (مسلم)

[2] ۹، ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذوالحجہ کی راتیں ——— مترجم

مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، سر منڈوانا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا اور صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا،

(۱) ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ کو آپ مکہ سے احرام باندھ لیں اور تلبیہ کہنا شروع کردیں۔ اور کہیں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ — اے اللہ میں حج ادا کرنے کے لئے

بِحَجَّةٍ — حاضر ہوں

منیٰ چلے جائیں اور وہیں رات گزاریں، یہاں پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر قصر کے ساتھ ادا کریں۔

یعنی ظہر، عصر، اور عشاء —— دو دو رکعتیں ادا کریں

(۲) نو ذوالحجہ کا سورج طلوع ہونے کے بعد آپ میدانِ عرفات جائیں وہاں ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم کی صورت میں ادا کریں۔ ان دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی اذان کہیں! لیکن! اقامتیں دونوں کی علیحدہ علیحدہ ہوں گی، سنتیں بھی ادا نہ کریں اور اس بات کی تسلی کرلیں کہ کیا آپ حدودِ عرفات میں ہی ہیں؟ کیونکہ مسجد نمرہ کا اکثر حصہ عرفات سے باہر ہے۔ اور یہ آپ کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

میدانِ عرفات میں عاجزی اور انکساری کے

ساتھ تلبیہ کہتے اور اللہ وحدہٗ لاشریک سے التجا ومناجات کرتے رہیں۔ اس لئے کہ میدان عرفات میں ٹھہرنا حج کا بنیادی رکن ہے۔

(۳) بعد از غروب آفتاب عرفات سے با اطمینان مزدلفہ آجائیں، یہاں مغرب اور عشا کی نماز جمع تاخیر کے ساتھ ادا کریں پھر اسی مقام پر رات گزاریں۔ تا آنکہ صبح کی نماز یہاں ادا کرسکیں اور مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار میں مصروف رہیں۔

یہاں ضعفاء اور کمزور لوگوں کو رات نہ گزارنے کی بھی اجازت ہے

(۴) پھر عید کے دن قبل از طلوع آفتاب مزدلفہ سے منیٰ چلے جائیں، سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ کبریٰ کو تکبیر کہتے ہوئے چھوٹی چھوٹی سات کنکریاں ماریں اور یہ عمل آپ رات تک کسی بھی وقت کرسکتے ہیں۔

(۵) عید کے دنوں میں منیٰ یا مکہ مکرمہ میں قربانی ذبح کرکے اس کی کھال اُتاریں، حسب ضرورت خود کھائیں اور فقراء کو کھلائیں۔ اور اگر آپ قربانی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھیں اور سات

گھر لوٹنے کے بعد۔ یہ دس مکمل ہو گئے۔ اور عورت پر بھی مرد کی طرح قربانی کرنا ضروری ہے یا پھر روزے رکھے اور یہ حج تمتع ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۶) اپنے سر کے تمام بال منڈوا دیں یا مکمل بال کتروائیں! لیکن۔ منڈوانا افضل و بہتر ہے۔ پھر احرام کھول کر دوسرے کپڑے پہن لیں۔ اس کے بعد آپ کے لئے اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے کے علاوہ سب چیزیں حلال ہیں۔

(۷) پھر آپ مکہ مکرمہ آجائیں، کعبۃ اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کریں۔ ایک چکر جانے کا اور ایک واپس آنے کا شمار کیا جائے گا اسی طرح سات چکر مکمل کریں۔ اس کے بعد آپ کی بیوی بھی آپ پر حلال ہے۔ اور یہ طواف بیت اللہ عید کے آخری دن تک مؤخر کیا جا سکتا ہے

(۸) آپ قربانی کے دنوں میں منیٰ واپس جائیں۔ وہاں رات گزاریں۔ اور ہر روز بعد از ظہر جمرہ صغریٰ سے شروع کر کے با ترتیب تینوں جمروں کو کنکریاں ماریں۔ ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ اگرچہ رات کیوں نہ چھا جائے۔ ہر کنکر مارتے وقت تکبیر کہیں۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے

کیا کنکر صحیح مقام پر پڑ رہی ہے؟ اگر کوئی کنکر اپنے صحیح مقام پر نہیں پڑی تو اُسے دوبارہ ماریں!

جمرہ صغریٰ اور وسطیٰ کو کنکریاں مارنے کے بعد کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنا سنت ہے۔

عورتوں، مریضوں، چھوٹے بچوں اور ضعیفوں کی طرف سے کوئی دوسرا شخص کنکریاں مارے تو یہ جائز ہے۔

اور اسی طرح ضرورت کی بنار پر دوسرے یا تیسرے دن تک تاخیر کر کے بھی کنکریاں مارنا درست ہے۔

⑨ الوداعی طواف واجب ہے اور اس طواف کے بعد فوراً (واپسی کا) سفر کرنا ہوگا۔ اگر یہ طواف منیٰ یا مزدلفہ میں رات گزارنا یا جمروں کو کنکریاں مارنا چھوٹ جائے تو پھر ایک جانور مکہ میں ہی ذبح کرنا ہوگا۔

حج اور عمرہ کے چند آداب

① صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے حج ادا کریں اور یہ دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَجَّۃٌ لَا

اے اللہ کریم میرے اس حج کو

وَلَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةً — ریاکاری اور دکھلاوے سے پاک رکھ!

② نیک اور صالح قسم کے ساتھیوں کے ساتھ رہیں، ان کی خدمت کریں اور اپنے ساتھ والے پڑوسی کی تکالیف برداشت کریں۔

③ سگریٹ پینے اور اس کی خرید وفروخت سے بچیں! کیونکہ یہ ایک حرام چیز ہے، آپ کے جسم اور ہمنشین کے لئے مُضر اور مال کا ضیاع ہے۔ پھر سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پائی جاتی ہے۔

④ نماز کے وقت مسواک استعمال کیا کریں، زمزم اور کھجوروں کے ساتھ تحفہ دینے کے لئے یہ (مسواک) بھی خرید کریں۔ کیونکہ صحیح احادیث سے اس کی فضیلت ثابت ہے۔

⑤ عورت کو چھونے اور اس کی طرف دیکھنے سے بچیں! اور عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ مردوں سے مکمل پردہ کریں۔

⑥ نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر ان کے لئے باعث اذیت نہ بنیں۔ اور حرمین شریفین کے اندر بھی نمازی کے آگے گزرنے سے بچیں! لہٰذا قریب ترین جو جگہ میسر آئے وہیں بیٹھ

جائیں۔ کیونکہ یہ ایک شیطانی فعل ہے۔

⑦ مکمل اطمینان سے نماز ادا کریں۔ اپنے آگے دیوار، ستون یا کسی بیگ کا ہی سترہ بنالیں۔ اور یاد رہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔

⑧ دوران طواف، سعی، رمی جمرات اور حجرِ اسود کا بوسہ وغیرہ لیتے وقت اپنے اِرد گرد کے لوگوں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آئیں۔ اور یہاں اپنے آپ میں نرمی پیدا کرنا ہی بڑا مقصد ہے۔

⑨ اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم کو چھوڑ کر مُردوں سے دُعا، مانگنے سے بچیں! کیونکہ یہ تو ایسا شرک ہے جس سے حج اور عمرہ بلکہ ہر قسم کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔
(الزمر ۔ ۶۵)

کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔

مسجد نبوی کے چند آداب

① جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوں تو دایاں پاؤں پہلے داخل کریں۔ اور یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ،	اللہ کے نام سے (داخل ہو رہا ہوں) اللہ کے رسول پر سلام ہو اور اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

② تحیۃ المسجد دو رکعت نماز ادا کریں، پھر بایں الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبینؓ پر سلام بھیجیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَام عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ	اے اللہ کے رسولؐ آپؐ پر سلام ہو اے ابوبکرؓ آپ پر سلام ہو اور اے عمر بن خطابؓ آپ پر بھی سلام ہو۔

پھر دعا مانگنے کے لئے قبلہ رُخ ہو جائیں اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہرگز نہ بھولیں!

إِذَا سَأَلْتَ فَسْئَلِ اللّٰهَ — تجھے جب بھی سوال کرنا ہو اللہ

وَإِذَا اسْتَعَنْتَ — سے کر اور جب بھی مدد مانگنا

فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ۔ — ہو۔ اللہ سے مانگ ۔

(ترمذی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

③ مسجد نبوی کی زیارت اور آپؐ پر سلام بھیجنا مستحب ہے ۔لیکن! یہ بات یاد رکھیں کہ صحت حج اِس پر موقوف نہیں ہے اسی لئے تو اس کے لئے کوئی وقت نہیں مقرر کیا گیا۔

④ بطور تبرک کھڑکیوں، دروازوں اور دیواروں وغیرہ کو چھونے اور چومنے سے بچیں! کیونکہ یہ سب بدعات ہیں ۔

⑤ نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے الٹے پاؤں باہر نکلنا بھی بدعت ہے ۔

کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ۔

⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود

بھیجیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ صَلّیٰ عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا۔	جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مسلم)

⑦ جنت البقیع اور شہدآءِ اُحد کی قبروں کی زیارت کریں۔ یہ سنت نبوی ہے۔

لیکن مساجدِ سبعہ کی زیارت کوئی سنت طریقہ نہیں ہے

⑧ مسجد نبوی زیارت کی غرض سے مدینہ طیبہ کا سفر کریں، وہاں پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس ہزار نماز سے بہتر و افضل ہے۔ جو اس سے باہر ادا کی جائے (سوائے بیت اللہ کے) اور آپ کے اس فرمان کے مطابق۔

لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثِ مَسَاجِدَ؛ مَسْجِدِالْحَرَامِ	رخت سفران تین مساجد کے علاوہ کہیں نہ باندھا جائے۔ ۱۔ مسجد الحرام۔

وَمسجد الاَقْصیٰ ۔ ۲۔ مسجد الاقصیٰ
وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا ۔ ۳۔ میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی)

(بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاقِ حسنہ

آپ کا اخلاق قرآن مجید ہی تھا۔ ہر شخص سے قرآن پاک کے سبب راضی رہتے اور اسی کی وجہ سے ناراض ہوتے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہ لیتے اور نہ ہی خفا ہوتے۔ ہاں! جب حرماتِ اللہ کی توہین کی جاتی تو پھر اللہ تعالیٰ (کو خوش کرنے) کے لئے اظہار خفگی فرماتے۔

آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر زبان کے سچے، کفالت کے اعتبار سے پورا اُترنے والے، طبیعت کے نرم، معاشرے میں مل جل کر رہنے میں ممتاز، کنواری لڑکیوں سے بھی بڑھ کر حیادار راستوں میں نگاہ نیچی رکھنے والے، فحش گو اور لعن، طعن کرنے والے قطعاً نہیں، برائی کا بدلہ برائی سے بھی نہ دیتے، بلکہ درگزر سے کام لیتے ہوئے معاف فرما دیا کرتے تھے، کسی

سائل کو بھی خالی ہاتھ واپس نہ کرتے ۔ اگر دینے کو کچھ نہ ہوتا تو
کلمہ خیر کہہ دیتے ، آپ سخت گو اور تند مزاج بالکل نہ تھے ،
آپ کسی بات کرنے والے کی بات ہرگز نہ کاٹتے ہاں ! جب
کوئی حق سے تجاوز کرنے لگتا تو پھر اُسے ٹوکتے یا اُٹھ کر چلے جاتے
آپ اپنے پڑوسی کی حفاظت اور مہمان کی عزت کرنے
والے تھے ، ہمہ وقت اللہ تعالٰی کی رضا و خوشنودی کے لئے
سرگرم عمل رہتے ۔ اچھے شگون پسند اور بدشگونی کو ناپسند
فرماتے ۔ جب دو کام سامنے ہوتے اور ان دونوں میں سے
کسی ایک کو اختیار کرنے میں کوئی گناہ کی بات نہ ہوتی تو
آپ ہمیشہ آسان کام کو اختیار فرمالیا کرتے ۔

غمزدہ کی دلجوئی اور مظلوم کی مدد کرنا آپ کو انتہائی پسند
تھا ۔ آپ اپنے صحابہؓ سے محبت فرماتے ، ان سے مشورہ لیتے
اور جب کوئی نظر نہ آتا تو اس کے متعلق ساتھیوں سے دریافت
فرماتے ۔ اگر کوئی بیمار پڑ جاتا تو اس کی خبر گیری کرتے کوئی
سفر پہ جاتا تو خیر و عافیت کی اور جب کوئی فوت ہو جاتا تو
اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ۔

معذرت کرنے والے کی معذرت قبول فرماتے ۔

معاملہ میں آپ کے حضور ہر طاقتور اور ناتواں برابر ہوتا ہے۔ آپ اس طرح تحمل مزاجی سے باتیں کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص (الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ آپ مزاح بھی فرما لیا کرتے تھے۔ لیکن! ہر بات حقیقت پر مبنی ہوا کرتی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور تواضع

آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے اور اپنے اصحابؓ کے ساتھ بڑی عزت و تکریم سے پیش آتے تھے۔

جب کبھی مجلس میں جگہ تنگ پڑ جاتی تو آپ صحابہؓ کے لئے جگہ وسیع کرتے (راستے میں) جو ملتا اسے سلام کرنے میں پہل کرتے۔ جب کوئی مصافحہ کرتا تو اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کرتے یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ علیحدہ کرتا آپ تواضع وانکساری میں تمام لوگوں سے آگے تھے۔ جن لوگوں کے پاس کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو مجلس کے آخری حصے میں جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے اور اپنے صحابہؓ کو بھی اسی بات پر عمل کرنے کا حکم فرماتے۔

مجلس میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کے ساتھ ایسا مساویانہ سلوک فرماتے کہ حاضرین میں سے کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ فلاں شخص آپ کے نزدیک مجھ سے افضل و برتر ہے جب آپ کے پاس کوئی شخص بیٹھ جاتا تو اس وقت تک اٹھ کر نہ جاتے جب تک وہ شخص خود نہ اٹھتا۔

ہاں! اگر آپ کو کسی کام میں جلدی ہوتی تو اس سے اجازت طلب کر لیتے۔ آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کے آنے پر لوگ کھڑے ہوں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لَہٗ لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَتِہٖ لِذٰلِکَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ عزیز و محبوب نہیں تھا۔ لیکن ان کی عادت مبارک یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھتے تو (تعظیماً) کھڑے نہ ہوتے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں[۱]

(مسند احمد، ترمذی یہ حدیث صحیح ہے)

آپ کسی شخص کے ساتھ بھی ایسے انداز سے پیش نہ آتے جسے وہ ناپسند سمجھتا ہو۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے، غرباء و مساکین سے محبت فرماتے، ان کے پاس بیٹھتے اور احوال دریافت فرماتے۔ کوئی فوت ہو جاتا تو جنازہ میں مکمل شرکت فرماتے، کسی فقیر اور تنگدست کو اس کے فقر و فاقہ کے باعث حقیر نہ سمجھتے اور نہ ہی کسی جاگیردار کی جاگیرداری سے مرعوب ہوتے۔ تحفے کی نعمت کو بڑا سمجھتے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کھانے میں کبھی عیب جوئی نہ کرتے تھے۔ چاہت

---

[۱] البتہ صاحب خانہ کے لئے مہمانوں کا استقبال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اسی طرح اگر کوئی سفر سے واپس لوٹے تو اس سے معانقہ کرنے کے لئے بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔

ہوتی تو تناول فرما لیتے نہیں تو چھوڑ دیتے۔ ہمیشہ کھانا پینا شروع کرتے "بسم اللہ" پڑھتے اور داہنے ہاتھ سے کھاتے پیتے اور فارغ ہو کر "الحمد اللہ" پڑھتے، خوشبو پسند فرماتے اور بدبو دار چیزوں سے نفرت کرتے مثلاً کچا لہسن پیاز وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَجَّۃٌ لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ۔ — اے اللہ میرے اس حج کو ریاکاری اور دکھلاوے سے پاک رکھنا۔

المقدسی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے

آپ لباس زیب تن کرنے یا مجلس میں تشریف فرما ہونے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امتیازی حیثیت نہیں رکھتے تھے حتیٰ کہ کوئی دیہاتی شخص حاضر ہوتا تو وہ پوچھتا! تم میں محمد کون ہیں؟ قمیض آپ کا محبوب ترین لباس تھا (نصف پنڈلیوں تک لمبی) خوراک اور لباس میں کبھی اسراف نہیں کرتے تھے، ٹوپی کے اوپر پگڑی باندھتے۔ اور دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں چاندی کی انگوٹھی رکھا کرتے تھے اور آپ کی گھنی داڑھی مبارک تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اور مشرکین سے جہاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جہانوں کی رحمت

بنا کر بھیجا، تو آپ نے عرب سمیت تمام دنیا کے لوگوں کو اس چیز کی دعوت دی جس میں ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی، سعادت، فلاح اور کامیابی تھی۔ پہلی چیز جس کی طرف آپ نے بلایا وہ یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو پکارنا بھی عبادت ہی میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا (الجن - ۲۰)	کہو میں تو صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

تو پھر مشرکین آپ کے مخالف ہو گئے کیونکہ یہ بات ان کے بت پوجنے والے عقیدے اور اندھی آبائی تقلید کے خلاف تھی اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر زدہ اور مجنوں ہونے کے الزامات تھوپ دیئے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ خود ہی آپ کو صادق اور امین ایسے القابات دے چکے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کی تکالیف اور دشنام طرازیوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے بھی آپ کو بایں الفاظ صبر کی تلقین فرمائی تھی۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (دہر - ۲۴)	پس! تم اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور ان میں سے کسی بدعمل یا منکرِ حق کی بات نہ مانو۔

بعثت کے بعد آپ تیرہ ۱۳ سال تک مکہ مکرمہ میں بمع اپنے متبعین کے ٹھہرے رہے

لوگوں کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلاتے اور ان کی تکالیف پر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے۔ پھر آپ مع اپنے صحابہ کے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تاکہ عدل، محبت اور مساوات کی بنیادوں پر ایک نئی اسلامی مملکت قائم کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی معجزات کے ساتھ امداد فرمائی۔ توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانے والے اہم ترین معجزات قرآن کریم، علم، جہاد اور آپ کا اخلاق حسنہ ہیں۔

دنیا کے مختلف بادشاہوں کی طرف آپ نے خطوط لکھے اور انہیں دعوتِ اسلام پیش کی۔ مثلاً آپ نے قیصر کی طرف لکھا:

أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ
اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ
وَيَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى
كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا
نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۔ آل عمران ۔ ۶۴

مسلمان ہو جا! سلامت رہے گا اور
تجھے اللہ تعالیٰ دہرے اجر و ثواب سے نوازے
گا۔ اور اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات
کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں
ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم
میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب
نہ بنائے۔

ایک دوسرے کو رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ (جو علماء سوء اپنے طرف سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا کر پیش کرتے ہیں ان کی اطاعت نہ کریں)۔

جب ان لوگوں نے دعوت اسلام کو ٹھکرا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت جمع کر کے مشرکین اور یہود کے خلاف جنگیں لڑیں اور بالآخر ان پر غلبہ حاصل کیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً بیس۲ غزوات لڑے، جہاد، دعوت اسلام اور اقوام عالم کو مختلف قسم کے ظلم و استبداد سے نجات دلانے کی خاطر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بیسیوں لشکر تیار کر کے مختلف علاقوں کی جانب روانہ کئے۔ آپ صحابہؓ کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ سب سے پہلے دعوتِ توحید پیش کریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی اتباع

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔
آل عمران — ۳۱	

رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ	تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے ماں، باپ، اولاد اور تمام لوگوں

أَجْمَعِيْنَ ۔ متفق علیہ　　　　　　سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں! (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاق حسنہ، شجاعت اور عزت و بزرگی ایسی تمام صفات جمع کر دی ہیں جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جس کی آپ سے جان پہچان ہو جاتی وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینا رسالت پہنچا دی ہے امت کی مکمل خیر خواہی اور شیرازہ بندی کی اور اپنے صحابہ کے دل توحید باری تعالیٰ سے کھول دیئے پھر اسی چیز کا ہی اثر تھا کہ انھوں نے جہاد کر کے ملکوں کے ملک فتح کئے تاکہ لوگوں کو (ظالم حکمران) بندوں کی بندگی سے آزاد کر کے بندوں کے رب کی عبادت میں مشغول کر دیں۔

اور انھوں نے ہم تک یہ دین اسلام بدعات و خرافات سے مبرا و منزہ پہنچا دیا ہے لہذا ہمیں نہ اس میں زیادتی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کچھ کمی کرنے کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔

(مائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے لئے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (مستدرک حاکم، ذہبی)

میں تو صرف اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ ہیں آئیے! ہم انھیں مکمل طور پر اپنائیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب بن سکیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب-۲۱)

درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول ایک بہترین نمونہ ہیں۔

یاد رکھیں! اللہ اور اس کے رسول کی سچی محبت کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث پر عمل کرنے اور ان کے مطابق فیصلہ دینے کا تقاضہ کرتی ہے۔ اور اس توحید سے محبت کرنے کا بھی تقاضہ کرتی ہے جس کی آپ دعوت دیتے رہے نیز قرآن وسنت پر عمل پیرا رہنے اور ان دونوں سے کسی دوسرے کے حکم یا قول کو مقدم نہ سمجھنے کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (حجرات-۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ اس توحید سے محبت کی جائے جس کی طرف آپ دعوت دیتے رہے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوا جائے اور جو شخص اس توحید کی دعوت دے اس سے بھی اظہار محبت کیا جائے اور انھیں نفرت بھرے القابات نہ دیئے جائیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّہٗ وَاتِّبَاعَہٗ وَشَفَاعَتَہٗ وَالتَّخَلُّقَ بِأَخْلَاقِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اے اللہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور سچی تابعداری اور آپ کی شفاعت عطا فرما۔ اور آپ کے اخلاق حسنہ کے مطابق ہمارے اخلاق درست فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے متعلق احادیث

(۱) اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔

یقیناً میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ۱۔ اللہ کی کتاب ۲۔ اور میری سنت

(مستدرک حاکم، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے

(۲) عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ

تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفاء

الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا .

راشدین کی سنت لازم ہے اسے خوب مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ (مسند احمد[1] صحیح)

(۳) يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .

اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ! دنیا میں میرے مال سے جو چاہے مانگ لے، (قیامت کے دن) میں بارگاہ ایزدی میں تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا (بخاری)

(۴) مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ

جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی وہ اللہ کا نافرمان ہوا۔ (بخاری)

(۵) لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ .

میری تعریف میں اس طرح مبالغہ آرائی نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مبالغہ سے کام لیا میں تو صرف ایک بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو! (بخاری)

(۶) قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو تباہ و برباد کرے کہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کی

---

[1] یہ حدیث بایں الفاظ ومعنیٰ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی موجود ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (مترجم)

اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ	قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (بخاری)
(۷) مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	جس شخص نے میرا نام لے کر کوئی ایسی بات بیان کی جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے ۔ مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے
(۸) اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ	میں (غیر محرم) عورتوں سے کبھی مصافحہ نہیں کرتا ۔ (ترمذی، یہ حدیث صحیح ہے)
(۹) مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۔	جس شخص نے میری سنت سے بے رغبتی کی، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے (بخاری و مسلم)
(۱۰) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ۔	اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو ۔ (مسلم)

(یعنی ایسا علم جس پر نہ تو خود عمل پیرا ہو سکوں، نہ لوگوں کو سکھاؤں اور نہ ہی اس سے میرے اخلاق سُدھریں)

ہم اپنی اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم ۔ ٦)	اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچالو!

ماں، باپ، استاد اور ہر شخص جس کے زیر تربیت کوئی بھی بچہ ہے انہیں ان کے ماتحتوں کی تربیت کے بارے اللہ تعالیٰ کے سامنے بازپرس ہوگی اگر اچھی تربیت کی ہوگی تو تربیت یافتہ اور تربیت دینے والا دونوں دنیا و آخرت کی سعادتمندیوں سے بہرہ ور ہوں گے اور اگر تربیت دینے والوں نے سستی اور کاہلی سے کام لیا ہوگا تو پھر انجام بخیر نہ ہوگا اور ان ماتحتوں کا بوجھ بھی معلم و مربی پر ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری کتاب)	تم میں سے ہر شخص با اختیار ہے اور ہر شخص کا جس جس پر اختیار ہے ان سب کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔

اور استاد کے لئے تو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ۔

اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو وہ تیرے لئے سُرخ اونٹوں (بہت قیمتی مال) سے بھی بہتر ہے ۔ (بخاری و مسلم)

اور اس صحیح حدیث کے مطابق اپنے بچے کی صحیح تعلیم و تربیت کرنے والے والدین کے لئے بھی بڑا اعزاز ہے ۔

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ ۔ (مسلم)

جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے سوائے تین عملوں کے تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

۱۔ صدقہ جاریہ ۔
۲۔ علم جس سے نفع حاصل کیا جا رہا ہے
۳۔ نیک بچہ ! جو (اس کی وفات کے بعد) اس کے لئے دعاء کرے ۔

تربیت کرنے والے کے لئے ہر چیز سے بڑھ کر ضروری بات یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کرے کیونکہ ہر وہ کام جو بچوں کے سامنے کیا جائے گا۔ وہ اسے اچھا سمجھیں گے اور جو کام چھوڑ دیا جائے گا اسے بُرا سمجھیں گے۔ بچوں کے سامنے استاذ اور والدین کا

حسن سلوک ان کی اعلیٰ ترین تربیت ہے۔

(۱) جب بچہ بولنا شروع کرے تو اُسے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھایا جائے۔

جب بڑا ہو جائے تو اس کا معنی اور مفہوم سمجھایا جائے۔

(۲) بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس پر ایمان لانے کا شوق اور محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق، رازق اور ہمیں ہر چیز عطا کرنے والا ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں!

(۳) بچوں کو جنت کی رغبت دلائیں۔ کہ جنت اسے ملے گی جو نماز پڑھتا روزے رکھتا، والدین کا کہا مانتا اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے نیک اعمال بجالاتا ہے۔

انہیں جہنم سے اس طرح ڈرایا جائے کہ ہر وہ شخص جہنم کی آگ میں جلے گا جو نماز چھوڑتا، والدین کی نافرمانی کرتا، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے بُرے عمل کرتا، شریعت کے فیصلوں کو چھوڑ کر دوسرے فیصلوں پر راضی ہوتا، دھوکے بازی سے لوگوں کا مال ہڑپ کرتا، جھوٹ بولتا اور سود کھاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۴) بچوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے انہیں یہ بھی سکھائیں کہ وہ جب بھی سوال کریں۔ اللہ تعالیٰ سے کریں اور جب بھی مدد مانگیں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگیں۔

کیونکہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ بیٹا!

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ — تجھے جب بھی مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے

وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ — مانگ اور جب مدد کی ضرورت پڑے

بِاللّٰهِ۔ ترمذی — تو بھی اللہ ہی سے طلب کر۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

نماز کی تعلیم

بچے اور بچی کو چھوٹی عمر میں ہی نماز کی تعلیم دینا ضروری ہے تاکہ بڑے ہو کر بھی نماز کے پابند رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمُ الصَّلٰوةَ — تمہارے بچے جب سات سال کے

إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا وَاضْرِبُوهُمْ — ہو جائیں تو انہیں نماز سکھایا کرو!

عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا۔ — اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں

وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔ — نماز ترک کرنے پر مارا کرو۔

(مسند احمد، حدیث صحیح ہے) — اور ان کے بستر بھی علیحدہ علیحدہ کر دو!

بچوں کے سامنے وضو کرنا، نماز ادا کرنا، انہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا اور نماز کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں کی ترغیب دینا، یہ

سب چیزیں ان کی تعلیم میں ہی شامل ہیں۔ استاذ اور والدین کا یہ فرض ہے
یاد رہے کہ ہر سستی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ضرور باز پرس کریں گے۔

(۲) بچوں کی تعلیم کے لیئے ضروری ہے کہ انہیں قرآن کریم پڑھایا جائے
سورت فاتحہ اور دوسری چھوٹی چھوٹی سورتوں سے ابتدا کروائی جائے
مسنونہ دعائیں حفظ کروائی جائیں اور مکمل نماز سکھائی جائے تاکہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق مکمل نماز ادا کر سکیں
اور ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو تجوید اور قرآن وحدیث کی تعلیم دلانے
کے لیئے استاذ مقرر کریں۔

(۳) بچوں کو جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے کا شوق دلائیں، لیکن ان
کی صف مردوں کی صف کے پیچھے ہو۔ اگر کوئی غلطی کر بیٹھیں تو بڑی
نرمی سے ان کی اصلاح کریں، نہ انہیں دھتکاریں اور نہ ہی ان پر بے جا
سختی کریں، کہیں وہ نماز ہی نہ چھوڑ بیٹھیں اور اس وجہ سے ہم گناہ گار ہوں
اور ہمیں چاہیئے کہ اپنا بچپن اور کھیل یاد رکھتے ہوئے انہیں بھی معذور
سمجھیں۔

گناہوں سے ڈرانا

جانے کا سبب بنتا ہے، ہم پر بھی لازم ہے کہ اپنی زبانوں کی حفاظت کریں۔ تاکہ ان کے لئے اچھا نمونہ بن سکیں۔

(۲) بچوں کو جوئے اور قمار بازی کی تمام اقسام سے منع کریں، مثلاً قسمت پڑی، لڈو، شطرنج اور کیرم بورڈ وغیرہ اگرچہ وہ تفریح کے لئے ہی کیوں نہ کھیلیں۔ اس لئے کہ یہ تمام چیزیں جوئے اور قمار بازی کی ترغیب دیتی اور آپس میں عداوت اور دشمنی ڈالتی ہیں، نیز ان چیزوں میں ان کا جانی، مالی نقصان اور وقت کا ضیاع ہونے کے ساتھ ساتھ نمازیں بھی رہ جاتیں ہیں۔

(۳) بچوں کو فحش اور گندے رسائل پڑھنے، برہنہ تصاویر دیکھنے، من گھڑت قسم کے جنسی افسانوں سے دلچسپی لینے، سینما، ریڈیو اور ٹیلیوژن پر فلمیں دیکھنے سے منع کریں، اس لئے کہ ان تمام چیزوں سے ان کا اخلاق اور مستقبل تباہ ہوتا ہے۔

(۴) بچوں کو سگریٹ نوشی کی لعنت سے بچائیں، انہیں سمجھائیں کہ تمام ڈاکٹروں کا بالاتفاق فیصلہ ہے کہ یہ انسان کے جسم اور دانتوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ اس کے پینے سے انسان سرطان ایسی مہلک بیماری کا شکار ہوجاتا ہے اور اس کا گندہ دھواں سینے میں جم جاتا ہے، جس سے پھیپھڑے ناکارہ ہوجاتے ہیں۔ اس سے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اسی لئے اس کا پینا اور خرید و فروخت کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، اس کے بجائے آپ بچوں کو فروٹ اور اس

قسم کی دوسری مقوی دماغ چیزیں کھانے کی ترغیب دلائیں

(۵) بچوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی ان سے کبھی ازراہ مذاق بھی جھوٹ نہ بولیں، تاکہ وہ کبھی کسی معمولی چیز پر جھوٹ نہ بولنا پائیں۔ جب ہم ان سے کوئی وعدہ کرلیں تو اُسے ہر حال میں پورا کر دکھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ لِصَبِیٍّ تَعَالُ	جس شخص نے کسی بچے کو کہا بیٹا!
هَاكَ ثُمَّ لَمْ يُعْطِهٖ فَهِيَ	اِدھر آ، یہ چیز لے! اور دیا کچھ نہ تو
كَذِبَةٌ (یہ حدیث صحیح ہے)	یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ (مسند احمد)

(۶) اپنی اولادوں کو رشوت، سود، دھوکے بازی اور چوری کا مال نہ کھلائیں۔ کیونکہ یہ ان کے سرکش، نافرمان اور بدبخت ہونے کا سبب بنے گا۔

(۷) اپنی اولادوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے غیظ وغضب اور ہلاکت کی دعا نہ کریں۔ اسی لئے کہ کسی وقت ہر اچھی بُری دعا قبول ہوجاتی ہے جو اولاد کی گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لئے بہتر یہی ہے کہ ہم بچوں سے کہا کریں۔

هَدَاكَ اللّٰهُ	اللہ تجھے ہدایت دے
اَصْلَحَكَ اللّٰهُ	اللہ تجھے نیک کرے
اَرْشَدَكَ اللّٰهُ	اللہ تیری رہنمائی کرے

وغیرہ وغیرہ

(۸) اپنی اولاد دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ مردہ لوگوں سے دعائیں مانگنا اور مدد طلب کرنا بھی شرک ہی ہے کیونکہ وہ صرف بندے ہیں اور جو نفع نقصان کے کچھ بھی مالک نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو، جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

(أي المشركين) یونس — ۱۰۶

بچیوں کو پردہ کروائیں

لڑکی کو صغر سنی میں ہی پردہ کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ بڑی ہو کر بھی اس کی پابند رہے ۔ ایسے تنگ قسم کے چھوٹے چھوٹے اور جن سے مکمل جسم نہ ڈھانپا جاسکے کپڑے استعمال نہ کروائیں ۔

انہیں صرف ایک فراک یا نکر نہ پہنائیں کیونکہ اس سے مردوں یا غیر مسلم قوم کی مشابہت لازم آتی ہے ۔ اور نو عمر لڑکوں کے جذبات ابھرتے ہیں جو کسی قیامت کی آفت سے کم نہیں !

لہٰذا جب وہ اپنی عمر کے ساتویں سال کو پہنچ جائیں تو انہیں حکم دیں کہ اپنے سر کے اوپر سکارف باندھیں ۔

اور جب سن بلوغت کو پہنچ جائیں تو پھر اپنے چہرے کا بھی پردہ کیا کریں اور لباس زیب تن کرنے کے بعد مکمل پردہ کرنے کی غرض سے سادہ برقعہ استعمال کیا کریں ۔

اور یہ دیکھیں ! قرآن کریم تمام مومن عورتوں کو اسی پردے کا حکم دیتا ہے

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ

(الاحزاب ـ ۵۹)

اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں ۔

اور اللہ تعالیٰ نے عورت کو اپنے حسن کی نمود نمائش اور چہرہ کھول کر چلنے سے منع فرمایا ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب ۳۳)

اور دور سابق جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو ۔

(۲) اولاد کو وصیت کی جائے کہ لڑکے اور لڑکیاں علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا لباس استعمال کریں ۔ تاکہ ایک جنس سے دوسری جنس پہچانی جاسکے ۔ مغربی لباسوں سے دور رہیں اور قطعی طور پر ان کی مشابہت اختیار نہ کریں ۔ مثلاً بڑی تنگ قسم کی پینٹ یا اس قسم کی دوسری گندی عادتیں صحیح حدیث میں ہے ۔

لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَلَعَنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعن کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں ۔

اَلْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ	ان مردوں اور عورتوں پر لعنت کی ہے جو
وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ	خود، بجڑے بنتے ہیں - بخاری

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا -

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ	جس نے بھی کسی (غیر مسلم) قوم کی مشابہت
مِنْهُمْ (ابو داود یہ حدیث صحیح ہے)	اختیار کی وہ انہی میں سے ہے -

اخلاق و آداب

(۱) بچے کو دائیں ہاتھ سے کھانے، پینے اور لکھنے اور کوئی بھی چیز لینے دینے کا عادی بنائیں اور اُسے ہر کام کے شروع میں بسم اللہ اور مکمل کرنے کے بعد الحمد للہ پڑھنے کی تعلیم دیں۔ اور اسے ہمیشہ بیٹھ کر کھانا کھانے کی عادت ڈالیں -

(۲) بچے کو صاف ستھرا رہنے کا عادی بنائیں کہ وہ اپنے ناخن اتارے، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھووے اور اسے استنجا کرنے تک سکھائیں کہ وہ بول و براز کے بعد پانی سے اچھی طرح صفائی کرے تاکہ اس کی نماز درست ہو سکے اور اس کے کپڑے بھی ناپاک نہ ہوں -

(۳) بڑے پیار اور نرمی کے ساتھ انہیں علیحدگی میں بھی نصیحت آموز کلمات کہتے رہا کریں۔ اگر کسی وقت کوئی غلطی کر بیٹھیں تو انہیں دھتکار نہ دیں۔ اگر وہ بوجہ بچپن سرکشی پہ ہی تل جائیں تو ان سے کلام کرنا

چھوڑ دیں لیکن! تین دن سے زائد نہیں۔

(۴) بچوں کو اذان کے وقت خاموش رہنے کا حکم دیں اور جو جو کلمات موذن کہتا ہے اسی طرح ساتھ ساتھ جواب دینے کی تاکید کریں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور یہ مسنونہ دعا پڑھائیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدًا ہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

اے اس مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اور وسیلہ عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے (بخاری)

(۵) ممکن ہو تو ہر بچے کے لئے علیحدہ بستر تیار کریں، اگر نہیں تو کم از کم ان کے لحاف ہی علیحدہ علیحدہ بنا دیں بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ، لڑکے لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے مختص کر دیئے جائیں اور یہ ان کے اخلاق اور حفظانِ صحت کی خاطر اچھا ہے

(۶) انہیں اس چیز کا عادی بنائیں کہ لوگوں کے راستے میں تکلیف دہ چیزیں نہ پھینکیں ـــ بلکہ اگر کوئی ایسی چیز نظر پڑ جائے تو اُسے راستے سے ہٹا دیں۔

(۷) انھیں بُرے دوستوں کے پاس بیٹھنے اور سڑکوں پر گھومنے والے بچوں کے ساتھ پھرنے سے منع کریں۔

(۸) انہیں تعلیم دیں کہ جب گھر آئیں، اسکول جائیں یا راستے میں کوئی ملے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا کریں۔

(۹) بچوں کو یہ بھی وصیت کریں کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نیکی، احسان اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دیں۔

(۱۰) بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ مہمانوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئیں۔ اور انہیں جو کچھ میسر ہو سامان ضیافت پیش کریں۔

جہاد اور بہادری

(۱) بالخصوص اپنے خاندان کے افراد اور تلامذہ کے لئے ایک مجلس کا انعقاد کریں۔ جس میں استاذ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات پیش کرے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ وہ سب شجاعت اور بہادری میں بے مثال اور بہترین قائد تھے۔ اور حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف ممالک پر فتح حاصل کی، جو ہماری ہدایت کا سبب بنے اور وہ صرف اپنے پختہ ایمان، جذبہ جہاد، قرآن وسنت پر عمل اور اپنے بلند پایہ اخلاق کی وجہ سے ہی تمام دنیا پر چھاگئے۔

(۲) بچوں کو بہادری اور شجاعت کی خصوصی تربیت دی جائے، انہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا سبق سکھایا جائے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہ ہوں۔ بچوں کو دھوکہ فریب وہم اور جھوٹ بول بول کر ڈرانا بالکل جائز نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اندھیروں سے ڈرایا جائے۔

(۳) ہم پر فرض ہے کہ بچوں کے دلوں میں ظالم یہودیوں سے انتقام لینے کی محبت پیدا کریں۔ جب ہمارے نوجوان اسلامی تعلیم اور فلسفہ جہاد

سے واقف ہوں گے تو لازم طور پر فلسطین اور بیت المقدس سے آزاد کروانے کے لئے جنگ لڑیں گے اور اللہ کے حکم سے ان مظلوموں کی ضرور مدد کریں گے۔

(۴) صحیح اسلامی تربیت دینے کے لئے کتابیں خریدیں خود پڑھیں اور بچوں کو پڑھائیں، جن میں قرآن کریم اور سیرت النبی کے واقعات ہوں، صحابہ کرام کی زندگی کے کارنامے اور بہادر قسم کے جنگ جو مسلمانوں کے تذکرے موجود ہوں۔

مندرجہ ذیل ایسی ہی چند کتابوں کے نام پیش کئے جاتے ہیں:
(۱) اصلاح عقیدہ (۲) قصص القرآن (۳) سیرتِ صحابہ رض
(۴) سیرتِ صحابیات

والدین سے حسن سلوک

اگر آپ دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

(۱) اپنے والدین کے ساتھ بڑے ادب و احترام سے گفتگو کریں۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○	تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو۔ بلکہ ان کے ساتھ احترام سے بات کرو۔

(بنی اسرائیل — ۱۵)

(۲) والدین کی ہمیشہ اطاعت اور فرمانبرداری کریں لیکن! اس وقت نہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں۔

کیونکہ

فَلَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ	مخلوق کی اطاعت کرتے ہوئے خالق کائنات
فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ	کی نافرمانی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

(۳) والدین کے ساتھ بڑی نرمی کا سلوک کریں نہ انہیں غصہ دلائیں اور نہ خود ہی ان کی طرف غصہ بھری نظر سے دیکھیں۔

(۴) والدین جب کچھ کہیں، خوب غور سے سنیں ان کی عزت اور مرتبے کا خوب خیال رکھیں اور ان کے مال کی حفاظت کریں۔ کوئی چیز بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ اٹھائیں۔

(۵) جس کام سے وہ خوش ہوں وہ کر گذریں اگرچہ ان کا حکم نہ ہی ہو جیسا کہ: ان کی خدمت بجا لانا، بازار سے ضرورت کی چیزیں خرید کر لانا، اور حصول علم کی خاطر جدوجہد کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۶) اپنے تمام معاملات میں ان سے مشورہ کیا کریں۔ اگر آپ کی رائے ان کے خلاف ہو تو بڑی معذرت کے ساتھ اُن کے گوش گزار کریں۔

(۷) جب وہ آواز دیں تو بڑی خندہ پیشانی سے انہیں جواب دیں۔

نَعَمْ يَا أُمِّيْ	جی امی جان
نَعَمْ يَا أَبِيْ	جی اماں جان ــــ حاضر ہوں!

اور ایسے نہ کہیں:

یَا بَابَا — ھاں ــــ بابا

یَامَامَا — ھاں ــــ بے بے

کیونکہ یہ الفاظ غیر زبانوں (انگریزوں) کے ہیں۔

(۸) ان دونوں کے عزیز و اقارب کی (ان کی زندگی میں اور فوت ہو جانے کے بعد بھی) عزت و احترام کریں۔

(۹) ان سے جھگڑا نہ کریں اور نہ ہی یہ کہیں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں بس! بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ ان کے سامنے حق بات واضح کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۰) والدین سے ضد نہ کریں اور نہ ہی ان کے سامنے اپنی آواز بلند کریں، ان کی بات بڑی خاموشی سے سُنیں اور ہمیشہ اُن کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اور ان کے احترام کی خاطر اپنے بہن بھائیوں سے بھی لڑائی جھگڑا نہ کریں کہ اس میں ان کی عزت نہیں رہتی۔

(۱۱) جب والدین آپ کے پاس آئیں تو آگے بڑھ کر ان کی پیشانی چوم لیں۔

(۱۲) گھر میں والدہ کا ہاتھ بٹائیں اور والد کے کام میں معاونت کرنے سے بھی پہلو تہی سے کام نہ لیں۔

(۱۳) اگرچہ آپ کو کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہو ان کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائیں، اگر وہ ناراض ہوں تو معذرت کرلیں۔ ان دونوں سے قطع تعلق ہرگز نہ کر بیٹھیں۔

(۱۴) بغیر اجازت طلب کئے ان کے پاس نہ جائیں خاص کر ان کی نیند یا یا آرام کے وقت۔

(۱۵) اگر آپ تمباکو نوشی کے مرض میں مبتلا ہیں تو کم از کم ان کے سامنے نہ پئیں۔ اور اس سے مکمل چھٹکارہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۶) اُن کے کھانا کھانے سے پہلے خود نہ کھائیں۔ بلکہ کھانے، پینے کے معاملہ میں بھی ان کی عزت ملحوظ رکھیں۔

(۱۷) ان پر جھوٹ نہ بولیں اور ان کے کسی ناپسندیدہ کام پر بھی انہیں ملامت نہ کریں۔

(۱۸) اپنی بیوی اور بچوں کو والدین پر ترجیح نہ دیں بلکہ ہر کام سے بڑھ کر ان کی رضا و خوشنودی کا خیال رکھیں۔

کیونکہ

رِضَا اللهِ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَ سَخَطُهٗ فِیْ سَخَطِهِمَا (الحدیث)	والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اور ان کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

(۱۹) ان کی موجودگی میں اُن کے مقام سے اعلیٰ درجہ کی جگہ پر ہرگز نہ بیٹھیں اور نہ ہی ان کے سامنے متکبرانہ انداز میں پاؤں پھیلائیں۔

(۲۰) اپنے والد کی طرف سے نسبت کرنے میں تکبر اور غرور سے کام لیتے ہوئے اپنی ہتک محسوس نہ کریں۔ ہر چہ آپ کتنے بڑے عہدے پر ہی فائز کیوں نہ ہوں۔ انہیں کوئی ایسا لفظ تک نہ بولیں جو ان کے لئے باعث تکلیف ہو

(۲۱) اپنے والدین پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں تم پر شکایت کا موقعہ مل جائے اور پھر یہ چیز آپ کے لئے باعث عار ہوگی، پھر آپ کی اولاد بھی تم سے یہی سلوک کرے گی۔

ے جیسا کروگے، ویسا بھروگے

(۲۲) والدین کی زیارت کے لئے اکثر جایا کریں اور انہیں تحائف پیش کیا کریں، انہوں نے جن تکالیف سے پالا پوسا اور آپ کی تربیت کی ہے ان کا شکریہ ادا کریں۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ جس قدر تمہیں اپنی اولاد کا غم، اسی طرح انہیں بھی آپ کا - - - - -

(۲۳) والدین کی نافرمانی کرنے اور ان کے ناراض ہونے سے ڈریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا و آخرت کی بدبختی تمہارا مقدر ہو جائے اور تمہارے ساتھ تمہاری اولاد بھی وہی معاملہ کرے جو تم اپنے والدین سے کر رہے ہو۔

(۲۴) تمام لوگوں سے بڑھ کر اپنی والدہ کی قدر کریں، پھر والد کی، اور یہ بات یاد رکھیں کہ:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ۔ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

(۲۵) والدین سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا ہو تو نرم لہجہ اختیار کریں، اگر دے دیں تو شکریہ بجا لائیں۔ اگر نہ دیں تو پھر انہیں معذور سمجھیں اور نہ ہی اپنے بہت زیادہ مطالبات سے انہیں پریشان کریں۔

(۲۶) جوں ہی آپ کام کاج کے قابل ہوں تو حلال روزی کی خاطر کاروبار

میں اپنے والدین کا ہاتھ بٹائیں۔

(۲۷) آپ پر کچھ والدین کے حقوق ہیں اور کچھ بیوی کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ حقوق پورے کریں۔ اگر وہ دونوں جدا جدا ہیں تب بھی ان کی خبر گیری کرتے رہیں اور ان دونوں کو مخفی طور پر وقتاً فوقتاً تحائف پیش کرتے رہا کریں۔ ہاں! اگر طرفین میں کوئی اختلاف ہو تو بڑی حکمت عملی سے سلجھانے کی کوشش کریں۔

(۲۸) آپ کی بیوی اور والدین کے درمیان اگر کبھی جھگڑا ہو جائے تو اس وقت بڑی حکمت عملی سے اپنی بیوی کو سمجھائیں اگرچہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو، اور یاد رکھیں! والدین کو ہر حال راضی رکھنا آپ کے لئے ناگزیر ہے۔

(۲۹) اگر بیوی کو گھر بسانے اور طلاق دینے کے معاملہ میں کبھی آپ کا والدین کے ساتھ اختلاف ہو جائے تو پھر معاملہ شریعت کے سپرد کر دیں۔ آپ سب کے لئے یہی بہتر راستہ ہے۔

(۳۰) اولاد کے حق میں والدین کی دعا اور بد دعا دونوں قبول ہو جاتی ہیں، لہذا آپ والدین کی بد دعاؤں سے بچیں۔

(۳۱) عام لوگوں سے بھی بڑے اچھے اخلاق و آداب سے پیش آئیں۔ اس لئے کہ جو لوگوں کو گالیاں دیتا ہے، لوگ اُسے گالیاں دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ : يَسُبُّ آبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ آبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ (متفق علیہ)

آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ وہ اس طرح کہ: ایک شخص دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو جواباً وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور جب ایک شخص دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو جواباً دوسرا آدمی اس کی والدہ کو گالیاں دیتا ہے

(لہٰذا ابتدا کرنے والے شخص نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالیاں دیں)

(۳۲) والدین کی زندگی میں ان کی زیارت کیا کریں اور فوت ہو جانے کے بعد ان کی قبر پر جاکر ان کے لئے بخشش کی دعائیں مانگا کریں اور ان کی طرف سے صدقہ و خیرات دیا کریں۔

اور اُن کے لئے خصوصاً بایں الفاظ دعا کیا کریں۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝

اے رب تعالیٰ مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے جس طرح ان دونوں نے مجھے چھوٹی عمر میں بڑی شفقت و محبت سے پالا ہے۔ خدایا! تو بھی ان پر رحم فرما:

کبیرہ گناہوں سے بچیں

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا

اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے

تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (نساء ۳۱)

پرہیز کرتے رہو۔ جن سے تمہیں منع کیا جارہا ہے۔ تو تمھاری چھوٹی بڑی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ (متفق علیہ)

تمام کبیرہ گناہوں سے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا کسی شخص کو ناجائز قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری ومسلم)

(۳) کبیرہ — ہر وہ گناہ جس کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں حد لگائی جائے یا آخرت میں اس کے لئے ڈانٹ پلائی گئی ہو۔

(۴) کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ان کی تعداد سات سو ہے اور پھر ان سات سو میں سے سات تو بہت ہی بڑے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ توبہ کر لینے سے کوئی بھی کبیرہ گناہ باقی نہیں رہتا، اور نہ ہی کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے وہ صغیرہ (چھوٹا) رہتا ہے (بلکہ وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے) اور کبیرہ گناہوں کے بھی درجات ہیں تمام کے تمام برابر نہیں ہیں۔

کبیرہ گناھوں کی اقسام

(۱) عقیدے میں سب سے کبیرہ گناہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور شرک کیا ہے؟ غیر اللہ کی عبادت کرنا یا اس سے دعا مانگنا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت:
اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَة ۔ دعا عبادت ہے۔ (ترمذی صحیح)
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
حصول دنیا کی خاطر دینی تعلیم حاصل کرنا، کتمان علم، خیانت، کاہن، جادوگر یا نجومی کی تصدیق کرنا۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا یا نذر ماننا، جادو گری یا کہانت سیکھنا یا کرنا کرانا، غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا (یا اپنی عزت و شرف، بیٹے، نبی یا کعبہ وغیرہ کی بھی) کسی مسلمان کے متعلق برا گمان رکھنا یا بلا دلیل اسے کافر قرار دینا، کافروں کو کافر نہ سمجھنا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا، (جیسا کہ موضوع حدیث بیان کرنا جب کہ بیان کرنے والا جانتا ہو کہ یہ موضوع ہے)۔
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے یکسر بے خوف ہو جانا۔ اس کی رحمت سے نا امید ہونا میت پر نوحہ کناں ہونا، یا سینہ کوبی کرنا، نظر بد سے بچنے کی خاطر اپنے بچوں کے گلے میں، گاڑی یا گھر کے دروازوں پر تعویذ دھاگے، سیپ یا منکے وغیرہ لٹکانا، تقدیر کو جھٹلانا، عقیدے کے اعتبار سے یہ سب چیزیں کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں

(۲) جسم و جان اور عقل کے متعلق کبیرہ گناہ

کسی شخص کو ناجائز قتل کرنا، کسی انسان یا حیوان کو آگ میں جلانا ضعیف شخص، بیوی، شاگرد، خادم یا کسی جانور پر ظلم کرنا، غیبت اور چغلی کرنا (صرف فتنہ اٹھانے کی خاطر لوگوں کی برائیاں بیان کرنا، ہر قسم کے نشہ آور مشروبات استعمال کرنا یا ان کی خرید و فروخت میں معاون بننا، زہر کھانا یا بلا ضرورت خنزیر یا مردار کھالینا یا کوئی اور نقصان دہ چیز کھالینا (جیسے کہ حقہ اور سگریٹ وغیرہ) - اور آدمی کا اپنے آپ کو کسی چیز سے ہلاک کر لینا، چاہے اس میں کافی عرصہ ہی کیوں نہ لگ جائے (جیسے سگریٹ پینے سے آدمی آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے) فضول اور باطل جھگڑا اٹھائے رکھنا، عام لوگوں پر ظلم و زیادتی روا رکھنا حق بات سن کر غصہ کرنا، دل میں تنگی محسوس کرنا یا بالکل ہی ٹھکرا دینا، مسلمانوں کو گالیاں دینا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کو بھی گالی دینا۔ تکبر اور غرور کرنا، مسلمانوں کی جاسوسی کرنا، کسی شخص کو ناجائز سزا دلوانے کی خاطر حاکم کے پاس چغلی کرنا، باتیں کرتے وقت اکثر جھوٹ سے کام لینا، بت یا بلا ضرورت کسی روح والی چیز کا فوٹو اتارنا۔ سب کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔

ضرورت: مثلاً اعلیٰ کمیشن، ڈرائیونگ لائسنس، پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ۔

(۳) مال سے متعلقہ کبیرہ گناہ: یتیم کا مال ہڑپ کرنا،

شطرنج یا جوا کھیلنا، چوری کرنا، راستے میں لوگوں کو لوٹنا، کسی کا مال غصب کرنا، رشوت لینا، ماپ تول میں کمی کرنا، اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھا کر دوسروں کے مال پر قبضہ کرنا، خرید و فروخت میں دھوکہ کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹی گواہی دینا، دھوکہ دہی سے کام لینا، لوگوں کو ذلیل و حقیر سمجھنا، فضول خرچی کرنا، وصیت کرتے وقت حقداروں کا خیال نہ کرنا، گواہی چھپانا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مقدر میں کیا ہے اس پر راضی نہ رہنا، مردوں کا سونا پہننا، تکبر کرتے ہوئے شلوار، پاجاما یا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے رکھنا، سب شامل ہیں۔

(۴) **عبادات کے متعلق کبیرہ گناہ :** نماز چھوڑنا یا بلا عذر شرعی وقت سے تاخیر کے پڑھنا، زکوٰۃ نہ دینا، ماہ رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھنا، استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا، جہاد فی سبیل اللہ سے فرار اختیار کرنا، جس شخص پر جہاد واجب ہو اس کا جہاد ترک کر دینا، چاہے جہاد دل، مال یا زبان سے ہی کیوں نہ ہو، بلا عذر شرعی جمعہ اور باجماعت نماز ادا نہ کرنا، طاقت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے پہلو تہی کرنا۔ پیشاب کے بعد صفائی نہ کرنا، علم کے مطابق عمل نہ کرنا، سب شامل ہیں۔

(۵) [illegible] کے متعلق کبیرہ گناہ :

[illegible] لگانا، عورت

کا [illegible] عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں کا لباس

کی مشابہت اختیار کرنا (جیساکہ ڈاڑھی منڈ واتا) والدین کی نا فرمانی کرنا، بغیر کسی شرعی عذر کے اپنے عزیز و اقارب سے قطع تعلق ہونا۔ خاوند اپنی بیوی کو بستر پر بلائے تو اس کا بغیر عذر شرعی انکار کر دینا (جیسا کہ حیض یا نفاس ہے)۔

حلالہ[1] کرنا یا کروانا، بغیر کسی محرم کے عورت کا سفر کرنا، جان بوجھ کر غیر والد کو والد ظاہر کرنا، بیوی کسی شخص سے زنا کرے تو اس پر رضامندی کا اظہار کرنا، پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانا، چہرے سے بال نوچنا یا ابرو سے بال اکھاڑنا، خواہ مرد ہو یا عورت۔

(۶) کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے:

اے میرے مسلمان بھائی اگر کبھی آپ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھیں تو شعور ہوتے ہی فوراً اسے ترک کر دیں۔ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگیں اور دوبارہ اس گندے فعل کا ارتکاب ہرگز نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ	ہاں! یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی

[1] طلاق والی عورت کے ساتھ اس شرط پر نکاح کرنا کہ اس سے ہمبستری کرنے کے بعد پہلے خاوند کو واپس لوٹا دی جائے۔

يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ
فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا
حَكِيمًا ۝
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ
يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ
إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ
وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَ
هُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝
(النساء — ١٧، ١٨)

کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں اور
اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں ایسے
لوگوں پر اللہ اپنی لطف و عنایت سے پھر متوجہ
ہو جاتا ہے اور اللہ ساری باتوں کی خبر
رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے مگر توبہ ان
لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برے کام
کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان
میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے
اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ
کی اور اسی طرح توبہ ان لوگوں کے لئے
بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں
ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے دردناک
سزا تیار کر رکھی ہے ۔

صرف قرآن وسُنّت کی اِتّباع کریں
اور
بدعات سے بچیں

بدعات کی دو قسمیں ہیں :

(۱) بدعت دنیاوی

(۲) بدعت دینی

اور بدعت دنیاوی کی پھر دو قسمیں ہیں :

۱- بدعت سیئہ، جیسا کہ سینما، ٹیلیویژن، ریڈیو اور اس قسم کی اخلاق اور معاشرے کو تباہ کرنے والی دوسری چیزیں اور موجودہ فلموں سے جو نقصان ہو رہا ہے، سب کو معلوم ہے۔

ھاں ! ان چیزوں کو اگر معاشرے کی بھلائی، بہتری، خیر خواہی اور اصلاح کے لئے استعمال کیا جائے، تو پھر اور بات ہے ! اور دنیاوی فائدے کی خاطر اگر نئی چیزیں ایجاد کی جائیں تو اُسے

۲- بدعت حسنہ کہلائیں گے۔ جیسے ہوائی جہاز، موٹر گاڑی، ٹیلیفون اور اس قسم کی دوسری مفید چیزیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت۔

اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْیَاکُمْ (رواہ مسلم) — تم اپنے دنیاوی معاملات میں مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتے ہو۔ (مسلم)

بدعت دینی : وہ ہے، کہ جس فعل پر کتاب اللہ اور صحیح حدیث کی کوئی دلیل نہ ہو، اور یہ بدعت عبادات اور دین میں ہوتی ہے۔ یہی وہ بدعت ہے جس کی اسلام نے مذمت کی ہے۔ اور گمراہی کا حکم کیا ہے

(۱) بدعتی قسم کے مشرکین کی مذمت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰه (شوریٰ — ۲۱) — کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک باری تعالیٰ رکھتے ہیں جو ان کے لئے من گھڑت دین وضع کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت نہیں دی۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (رواہ مسلم) — جس شخص نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے (مسلم

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ — (دین میں) نئے نئے طریقۂ کار اختیار کرنے سے بچو! اس لئے کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔ (ترمذی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَهَا (رواه الطبرانی)	یقیناً اللہ ہر بدعتی کی توبہ روکے رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ خود اس بدعت سے باز آجائے۔ (طبرانی یہ حدیث صحیح ہے)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ إِنْ رَآهَا النَّاسُ أَنَّهَا حَسَنَةٌ۔	ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی کیوں نہ سمجھیں۔

(۶) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ۔	جس شخص نے اسلام میں اچھی سمجھ کر بھی کوئی بدعت جاری کی اس شخص کا ذاتی خیال یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت پہنچانے میں خیانت کی ہے۔
لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ:	اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں:
اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (مائدہ - ۳)	آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

لہٰذا جو چیز اسلام مکمل ہونے کے دن۔ اسلام میں شامل نہیں

تھی وہ اب کیسے ہو سکتی ہے۔

(۷) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دین اسلام میں جس شخص نے کوئی اچھا کام شروع کیا اُس نے شرع میں اضافہ کیا۔ اگر دینِ اسلام میں اچھے اچھے نئے کام شروع کرنا جائز ہوتے تو اہل ایمان سے بڑھ کر اہل عقول یہ کام بطریق احسن ادا کرتے اور اگر دین اسلام کے ہر معاملہ میں اچھے اچھے نئے کام شروع کرنا جائز قرار دے دیئے جائیں تو پھر ہر شخص اپنے لئے ایک نئی شرع تیار کرلے۔

(۸) امام غضیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا تَظْهَرُ بِدْعَةٌ اِلَّا تُرِكَ مِثْلُهَا سُنَّةٌ۔ جہاں کوئی بدعت ظہور پذیر ہوتی ہے تو اس کی جگہ سے ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔

(۹) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا تُجَالِسْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَيَمْرَضَ قَلْبُكَ۔ کسی بدعتی کی صحبت اختیار مت کر! کہ تیرا دل بیمار ہو جائے۔

۱۰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ فَلَا تَعَبَّدُوْهَا۔ ہر وہ عبادت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے ادا نہیں کی تم بھی نہ کرو۔

بدعات کی بہت زیادہ قسمیں ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں

(۱) ولادت نبوی کے دن محفلیں منعقد کرنا، اور معراج کی رات اور نصف شعبان کی رات عبادت خصوصی کا اہتمام کرنا۔

(۲) رقص و سرود رچانا، تالیاں بجانا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ڈھول بجانا اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کو تبدیل کر کے باآواز بلند آہ، اہ، آہو، ہی کرنا۔

(۳) نوحہ و ماتم کی مجلسیں قائم کرنا اور کسی شخص کی موت پر قراء حضرات کو بلا کر قرآن خوانی کروانا وغیرہ وغیرہ ----

صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ

(۱) قراء حضرات یہ کلمہ "صدق اللہ العظیم" قرآن مجید کی تلاوت کے آخر میں کہتے ہیں، باوجود اس کے کہ نہ تو یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہؓ اور نہ ہی تابعین سے۔

(۲) یقیناً تلاوت قرآن مجید ایک عبادت ہے جس میں کسی قسم کی کوئی بھی زیادتی کرنا جائز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت

مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جس شخص نے ہمارے اس دین اسلام میں کوئی نیا کام جاری کیا جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) لہذا قراء حضرات جو یہ عمل کر رہے ہیں اس پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ؐ اور عمل صحابہؓ سے کوئی دلیل نہیں ہے یہ تو صرف متاخرین کی ایجاد کی ہوئی بات ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن مجید سنا تو جب وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پہنچے وَجِئْنَابِكَ عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا" تو فرمایا حَسْبُكَ "صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم" نہ تو د کہا اور نہ ہی انہیں کہنے کا حکم دیا۔

(۵) ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جاہل لوگ اور چھوٹے بچے سمجھتے ہیں کہ شاید یہ بھی قرآن مجید کی آیت ہے لہذا نماز اور نماز کے علاوہ جب بھی قرآن مجید پڑھتے ہیں تو آخر میں "صدق اللہ العظیم" کہتے ہیں اور یہ جائز نہیں کیونکہ یہ کوئی قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے۔ اور بعض لوگ تو قرآن مجید کے اندر سورتوں کے آخر میں یہ جملہ لکھ بھی دیتے ہیں۔

(۶) مفتی اعظم مملکۃ العربیہ السعودیہ سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے صریح الفاظ میں اس کو بدعت قرار دیا۔

(۷) لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان" قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا" تو یہ جھوٹے یہودیوں کی تردید میں کہا گیا ہے۔ اس سے پہلے والی آیت ہی اس کی دلیل ہے:

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو یہ آیت معلوم تھی لیکن باوجود اسکے آپ نے کبھی تلاوت کے بعد "صدق اللہ العظیم" نہیں کہا اور نہ ہی کبھی صحابہ کرام رض اور سلف صالحین نے۔

(۸) اس بدعت کی وجہ سے ہی تو یہ سنت (دعا) فوت ہو چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ (ترمذی)

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے اسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۹) پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ اس نے تلاوت کیا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے توسط سے جو کچھ چاہتا ہے دعا مانگ لے کیونکہ یہ ایک نیک عمل ہے جو دعا کی قبولیت کا سبب ہے مناسب یہ ہے کہ قاری یہ دعا مانگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو کوئی غم یا فکر لاحق ہو تو وہ یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری لونڈی کا بچہ ہوں میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم جاری وساری ہے میرے بارے تیرا ہر فیصلہ عدل ہے تجھ سے تیرے ہر

اَسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ بَصَرِيْ وَ جَلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذِهَابَ هَمِّيْ ـــــ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَحُزْنَهٗ وَاَبْدَلَهٗ مَكَانَهٗ فَرَحًا ۔

(صحیح، احمد)

اس نام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس سے تونے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے یا جو تونے اپنا نام اپنی کتاب (قرآن مجید) میں نازل کیا ہے۔ یا ہر وہ نام جو تونے اپنی مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی بتلایا ہے۔ یا ہر وہ نام جو تونے اپنے پاس علم غیب میں ہی مخفی رکھا ہوا ہے کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار بنا اور میری آنکھوں کا نور، میرا غم ختم کرنے اور پریشانیاں دور کرنے کا وسیلہ بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس بندے کا غم اور پریشانی دور کرکے اس کے بدلے اسے فرحت و خوشی نصیب فرماتا ہے

(مسند احمد، اور یہ حدیث صحیح ہے)

نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا

معاشرہ کی اصلاح کا دارومدار انہی دونوں ستونوں پر ہے اور یہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہو جسے ساری دنیا

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (آل عمران ۔ ۱۱۰)

کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور جب ہم نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیں گے تو معاشرہ بالکل بگڑ جائے گا، اچھے اخلاق ختم ہو کر رہ جائیں گے اور ہر معاملہ میں برائی اور بے حیائی عام ہو جائے گی یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا کسی ایک ہی فرد پر ضروری نہیں ہے بلکہ اس امت مسلمہ کے ہر مرد و عورت وہ عالم ہو یا کوئی اور شخص اس کے علم اور طاقت کے مطابق فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (رواہ مسلم)

جو شخص برائی دیکھے اسے چاہیئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اتنی طاقت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو پھر کم از کم اُسے اپنے دل ہی سے بُرا جانے اور یہ ضعیف ترین ایمان کی نشانی ہے۔ (مسلم)

مُنکر۔ اسے کہتے ہیں جو چیز شریعت میں ناپسند کی گئی ہو۔

نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے وسائل

(۱) جمعہ اور دونوں عیدوں کے دن کا خطبہ۔

ان خطبات میں امام معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کی تردید کرے۔

(۲) قومی اخبارات و مجلات میں معاشرے کی برائیاں بیان کی جائیں ان کے نقصانات بتائے جائیں اور بڑے مثبت انداز میں مکمل طور پر انہیں ختم کرنے کا حل بیان کیا جائے۔

(۳) کتاب : معاشرے کو سدھارنے اور لوگوں کے ذہنی افکار کی اصلاح کے لئے مؤلفین کو چاہیئے کہ عمدہ اور مفید کتابیں تحریر کریں۔

(۴) وعظ و نصیحت : اس مقصد کے لئے باقاعدہ طور پر ایک مجلس قائم کی جائے اور حاضرین میں سے ایک شخص مثلاً سگریٹ نوشی کے جانی اور مالی نقصانات ہی بیان کر دے۔

(۵) نصیحت : ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو نصیحت کرے مثلاً اسے مخفی طور پر سونے کی انگوٹھی اتار پھینکنے کی ترغیب دلائے یا اسے نماز چھوڑنے اور غیر اللہ سے دعا مانگنے سے ڈرائے وغیرہ وغیرہ ......

(۶) رسائل یہ بھی مفید ترین وسائل میں سے ایک ہے کیونکہ ہر پڑھا لکھا انسان اتنی استطاعت تو ضرور رکھتا ہے کہ نماز، جہاد، زکوٰۃ جیسے فرائض کی اہمیت اور قبر پرستی ایسے شرکیہ افعال کی مذمت پر چند صفحات کا مطالعہ کرے۔

مبلغ کے بنیادی اوصاف

(۱) نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں بڑا خیر خواہانہ انداز اختیار کرے تاکہ لوگ آسانی سے اس کی بات مان لیں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور ہارون

علیہما السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے

اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰی

جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے، اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔ (طٰہٰ - ۴۴)

اور جب کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ فحش کلامی سے کام لیتا ہوا کفران نعمت کا شکار ہو رہا ہے تو اسے بڑی نرمی سے سمجھائیں! اور کہیں کہ بھائی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ وہی تو دراصل ان برائیوں کی جڑ ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے وہ شکریے کا مستحق ہے اور اس کی کفران نعمت کرنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ وہ تو دنیا و آخرت میں شقاوت و بدبختی کا سبب بن جائے گی۔ اور پھر آخر میں اسے توبہ و استغفار کرنے کی ترغیب دلائیں

(۲) جس کا وہ حکم دے رہے ہیں ان چیزوں کے حلال و حرام ہونے میں انہیں خود بھی تمیز ہو تاکہ ان کے علم سے پورا پورا فائدہ حاصل ہو ایسا نہ ہو کہ ان کی جہالت کے سبب نقصان پہنچے۔

(۳) انتہائی اچھا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کا حکم دے رہا ہے خود بھی اس پر عمل پیرا ہو۔ اور جس سے منع کر رہا ہے خود بھی اس عمل سے دور رہے تاکہ تبلیغ کامکمل اور پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

بقرہ - ۴۴

تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کو کہتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے ؟

اور جو شخص ان افعال شنیعہ میں مبتلا ہے اسے بھی چاہئیے کہ وہ اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی اس حالت پر نظر ثانی کرے ۔

(۴) ہم اپنے اس عمل میں مکمل خلوص سے کام لیتے ہوئے مخالفین کو راہ راست کی طرف بلائیں اور ان کے لئے ہدایت کی دعا بھی کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بری الذمہ ہو سکیں ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

الاعراف ۱۶۴

اور جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تھا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت ترین سزا دینے والا ہے تو انھوں نے جواب دیا، ہم یہ سب کچھ تمہارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں ۔

(۵) بنیادی طور پر داعی بڑا جرأت مند اور بہادر ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ہرگز نہ ڈرے اگر تکالیف بھی آئیں تو انہیں بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرے۔

برائیوں کی قسمیں

(۱) **مساجد میں برائیاں:** یہ ہیں کہ ان کی خوب زیب و زینت کرنا اور انھیں مختلف رنگوں سے سجانا، زیادہ مینار بنانا۔

نمازیوں کے سامنے مختلف قسم کی تختیاں لکھ کر نصب کرنا، کیونکہ ان سے نمازی کے خشوع و خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے، خصوصاً وہ قطعات لکھ کر لٹکانا تو بالکل ممنوع ہے جن میں غیر اللہ سے مدد مانگنے کی ترغیب دلائی گئی ہو، نمازی کے آگے سے گزرنا، بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا، ورد وظائف، قرآن کریم، عام کلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر باآواز بلند درود پڑھنا جس سے دوسرے نمازیوں کو پریشانی ہو۔ ان کا آہستہ پڑھنا ہی ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقُرْآنِ — تم میں سے کوئی شخص دوسرے شخص کے سامنے باآواز بلند قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے۔ (ابوداؤد اور یہ حدیث صحیح ہے)

(صحیح رواہ ابوداؤد)

مسجد میں تھوکنا، اونچی اور بلند آواز سے کھانسنا، بعض خطباء اور واعظین

کا صحیح احادیث کے خلاف ضعیف اور موضوع قسم کی احادیث بڑی دُھر کے ساتھ بیان کرنا اور یہ بھی نہ بتانا کہ یہ حدیث ضعیف یا موضوع ہے، اذان سے پہلے لاؤڈ سپیکر میں غیر اللہ سے مدد مانگنا جلسوں کے مناسب قصیدے پڑھنے کے دوران قصے کہانیاں بیان کرنا، بعض نمازیوں سے سگریٹ یا حقے کی گندی بو کا آنا، بڑے گندے اور موٹے کپڑے میں نماز ادا کرنا جس سے مکروہ قسم کی بو آ رہی ہو، سخت لہجہ میں آوازیں بلند کرنا۔ ذکر واذکار کے دوران حال کھیلنا یا تالیاں بجانا، مسجدیں خرید و فروخت یا سودے بازی کرنا، گمشدگی کا اعلان کرنا اور باجماعت نماز ادا کرتے وقت کندھے سے کندھے اور قدم سے قدم نہ ملانا۔

(۲) **راستوں کی برائیاں**: یہ ہیں کہ عورت کا میک اپ کرکے بے پردہ پھرنا، ان کا بے دریغ بآواز بلند باہم گفتگو کرنا اور ہنسنا، مرد، عورت دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے آپس میں بڑی بے حیائی اور بے غیرتی کے ساتھ باتیں کرتے جائیں، قسمت پڑیوں کی خرید و فروخت کرنا، بازاروں میں کھلے عام شراب فروخت کرنا، مردوں اور عورتوں کا اخلاق تباہ کرنے والی برہنہ تصاویر بیچنا، راستوں میں گندگی پھیلانا، بعض لونڈوں کا عورتوں کی تاک میں راستوں میں کھڑے رہنا، سڑکوں بازاروں اور گاڑیوں میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ مخلوط سفر کرنا۔

(۳) **بازاروں میں ہونیوالی برائیاں**: یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا شرافت، ذمہ، والد یا اپنے بیٹے وغیرہ کی قسم اٹھانا۔ ایک دوسرے سے دھوکہ کرنا، خریدنے یا بیچنے والے کا کذب بیانی سے کام لینا، راستے میں تھڑی لگا بیٹھنا، صحیح بات کا انکار کرنا، گالی گلوچ بکنا، ناپ تول میں کمی کرنا، گلہ پھاڑ پھاڑ

کر آواز لگانا۔

(۴) معاشرے کی عام برائیاں: یہ ہیں کہ موسیقی اور فحش گانے سننا، غیر محرم مردوں کے ساتھ عورتوں کا مل بیٹھنا، اگرچہ وہ ان کے شوہر کے بھائی یا چچا اور خالہ زاد بھائی ہی کیوں نہ ہوں، کسی جاندار کا فوٹو یا مجسمہ دیواروں پر آویزاں کرنا، یا میز پر سجانا۔ ا، اگرچہ وہ تصویر اپنی یا اپنے والد کی ہی کیوں نہ ہو، گھریلو ساز و سامان، کھانے پینے اور کپڑوں میں فضول خرچی سے کام لینا، زائد چیزیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دینا، جب کہ ضروری ہے کہ وہ غربا و مساکین میں تقسیم کر دی جائیں، تاکہ وہ ضرورت کے مطابق استعمال کر لیں، سگریٹ نوشی اور اس کی پیش کش کرنا، کیونکہ اس سے مالی اور جانی نقصان کے ساتھ ساتھ پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو بھی نفرت ہوتی ہے جب کہ وہ خود اس مرض کا شکار نہ ہو چوسر[1] وغیرہ کھیلنا، والدین کی نافرمانی کرنا، فحش لٹریچر پڑھنا گھروں کے دروازوں یا گاڑی کے سامنے یا بچوں کے گلوں میں دھاگے، گنڈے سبز پتے یا کوئی اور چیز لٹکانا اور اعتقاد یہ رکھنا کہ اس سے نظر بد کا اثر نہیں ہوتا اور مصیبتیں بھی ٹل جاتی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کی بھی تنقیص کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت والے امور میں سے کسی ایک کا مذاق اڑانا تو سراسر کفر ہے۔ جیسا کہ:

۱۔ نماز پڑھنے کا مذاق اڑانا یا اسلامی پردہ اور داڑھی کو دقیانوسیت کا نام دینا۔

---

[1] ایک قسم کا کھیل جس کو اردشیر بن بابک شاہ ایران نے ایجاد کیا تھا۔ مصباح ص ۸۶۹ مترجم

بازار میں داخل ہونے کی دُعاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہو اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا اور دس لاکھ درجات بلند فرما دیتا ہے۔

دعاء

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(صحیح رواہ احمد) [1]

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لئے ہی تمام تعریفات وہی زندہ کرتا اور ملتا ہے، وہ خود اس شان سے زندہ ہے کہ کبھی نہیں مرے گا، ہر قسم کی بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (مسند احمد صحیح الجامع للألبانی ۶۱۰۷-)

(علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

---

[1] یہ حدیث بایں الفاظ دمعنی ترمذی میں موجود ہے۔
(مترجم)

اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

جہاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور مال خرچ کرنے سے بھی ہوتا ہے
میدان جنگ میں دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے سے بھی ہوتا ہے زبان اور قلم کے
ساتھ لوگوں کو تبلیغ کرنے اور اسلام کا دفاع کرنے سے بھی ہوتا ہے

جہاد کی کئی اقسام ہیں

(۱) فرض عین : یہ وہ جہاد ہے جو دشمنان اسلام کے خلاف جنگ کا تقاضا کرتا ہے جب دشمن مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہوں (جیسا کہ اب یہودیوں نے فلسطین پر حملہ بول کر قبضہ جمار کھا ہے) تو تمام مسلمانوں پر فرض ہے اپنی جانوں اور مالوں کی قربانی دے کر انہیں وہاں سے نکال دیں ۔ اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائے چین سے نہ بیٹھیں ۔

(۲) فرض کفایہ : یہ وہ جہاد ہے کہ جب مسلمانوں میں سے بعض لوگ اس کی ذمہ داری اٹھالیں تو دوسروں سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے اور وہ دنیا کے تمام ممالک تک دعوت اسلام پہنچانا ہے تاکہ وہاں اسلامی حکومت قائم ہو ، پھر جو مسلمان ہو جائے بہتر ہے ورنہ جو اسلام کے خلاف ہو گا اسے قتل کر دیا جائے گا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ساری کائنات میں بلند و بالا ہو جائے اور یہ جہاد قیامت تک جاری رہنا چاہیئے ۔ جب مسلمان زراعت و تجارت ایسے دنیاوی معاملات میں مشغول ہو کر اس جہاد کو

چھوڑ دیں گے تو پھر ذلیل وخوار ہو کر رہ جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان پر صادق آئے گا ۔

إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ عَنْكُمْ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ (مسند احمد صحیح)	جب تم ادھار لین دین شروع کر دو گے اور ہل چلا کر کھیتی باڑی کرنے میں خوب مشغول ہو کر جہاد فی سبیل اللہ ترک کر بیٹھو گے تو پھر اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا کہ جسے کبھی تم سے دور نہیں کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے پہلے دین (جہاد) کی طرف نہ لوٹ آؤ (مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے)

(۳) مسلمان حکمرانوں سے جہاد : مسلمان عوام کو چاہیئے کہ اپنے حکمرانوں کی مکمل طور پر خیر خواہی اور حمایت کریں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت :

اَلدِّيْنُ نَصِيْحَةٌ قُلْنَا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (رواہ مسلم)	دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمان حکمران اور عام لوگوں کے لئے (مسلم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت :

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ	بہترین جہاد جابر بادشاہ کے سامنے

عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ   کلمہ حق کہنا ہے۔ ابو داؤد ترمذی

(حسن رواہ ابو داود والترمذی)   (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے)

ہم بڑے مخلصانہ طریقہ سے ظالم حکام کی اصلاح کریں جو ہماری قوم سے تعلق رکھتے اور ہماری زبان ہی بولتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمام مسلمان گناہوں سے توبہ کریں، اپنے عقائد صحیح کرلیں، اپنی اور اپنے اپنے گھر والوں کی اسلام کے مطابق تربیت کریں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. (رعد - ۱۱)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

لہذا اس زمانے کے بعض مبلغین نے اس چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

اَقِيْمُوْا دَوْلَةَ الْإِسْلَامِ فِيْ قُلُوْبِكُمْ تَقُمْ لَكُمْ عَلٰى أَرْضِكُمْ

اپنے دلوں میں اسلامی حکومت قائم کرلو، زمین پر خود بخود تمہارے لئے قائم ہوجائے گی۔

تو اس لئے ضروری ہے کہ اس بنیادی قاعدہ کی ہی اصلاح کرلی جائے جس پر اسلامی حکومت کی تمام عمارت کھڑی کرنا ہے اور وہ صرف اور صرف ہمارا معاشرہ ہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا   اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان

مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ	کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ	بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گذرے ہوئے
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ	لوگوں کو بنا چکا ہے ان کے لئے ان کے اس
دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ	دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ	اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے
خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي	اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے
لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا	بدل دے گا بس! وہ میری ہی بندگی کریں
وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ	اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ	اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق
(النور ــ ۵۵)	ہیں۔

(۴) کفار، کیمونسٹوں اور ان اہل کتاب سے بھی جہاد کرنا ضروری ہے جو مسلمانوں سے جنگ کریں اور یہ جہاد حسب استطاعت مال و دولت، جسم، جان اور کبھی زبان سے بھی کرنا ہوتا ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ ۔	اپنے مال و متاع، جسم و جان اور زبانوں سے مشرکین کے خلاف جہاد کرو۔
(صحیح رواہ احمد)	(مسند احمد یہ حدیث صحیح ہے)

(۵) فاسقوں اور نافرمانوں سے جہاد: ہاتھ زبان یا صرف دل سے

بھی کیا جا سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ ۔ (مسلم)

جو شخص برائی دیکھے اسے چاہیئے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اتنی طاقت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر کم از کم اسے اپنے دل ہی سے بُرا جانے اور یہ ضعیف ترین ایمان کی نشانی ہے ۔ (مسلم)

(۶) **شیطان مردود سے جہاد** : یہ ہے کہ اس کی مخالفت کرنا اور جو کچھ وہ وسوسے ڈالتا ہے ان کے پیچھے نہ لگنا ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ ۔ فاطر-۶

درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو ، وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں

(۷) **جہاد بالنفس** : یہ ہے نفس امارہ کی مخالفت کرنا اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کی بیوی سے یہ بات کہلائی ! جب کہ اس نے خود حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلانے کا اعتراف کر لیا تھا ۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ إِلَّا

میں کچھ اپنے نفس کی برأت نہیں کر رہا ہوں نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے اِلّا یہ کہ

مَارَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو بے شک
(یوسف ـــ ۵۳) میرا رب بڑا غفور اور رحیم ہے ۔

کسی شاعر نے کہا ہے :

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّیْطَانَ وَاعْصِهِمَا

وَإِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

اور اگر یہ دونوں (نفس اور شیطان) تیرے لیے خالص نصیحت کریں
پھر بھی انھیں متّہم گردان اور جھوٹا سمجھ ۔

اے اللہ ہمیں عملی طور پر بڑے اخلاص کے ساتھ جہاد کرنے کی توفیق
عطا فرما ! (آمین)

فتح و نصرت کے اسباب

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ملک فارس فتح کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجا۔ بعد میں ان کی طرف ایک عہد نامہ ارسال فرمایا: جس کی عبارت یہ ہے۔

(۱) تقویٰ و پرہیز گاری

حمد وثنا کے بعد میں تجھے اور تیرے تمام لشکر کو ہر حال میں تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ کیوں کہ دشمن کے خلاف تقویٰ ایک بہت بڑی طاقت ہے اور دوران جنگ بہت بڑا ہتھیار۔

(۲) گناہ چھوڑنا

میں تجھے اور تیرے لشکر کو حکماً کہتا ہوں کہ اپنے دشمن سے بڑھ کر گناہوں سے زیادہ ڈریں اس لئے کہ لشکر کے گناہوں سے ان پر دشمن کا خوف مسلط ہو جاتا ہے۔ جو دشمن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں صرف اسی کے سبب تو مسلمانوں کی امداد کی جاتی ہے اگر یہی چیز تم میں آگئی تو پھر تمہاری طاقت بھی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم تعداد کے اعتبار سے تھوڑے اور سامان جنگ میں بھی ان سے کم ہیں تو اگر ہم گناہوں میں ان کے برابر ہو گئے تو پھر وہ ہم پر غالب آجائیں گے۔

یاد رکھو! اگر نیکی اور پرہیزگاری کے سبب ان کے خلاف ہماری مدد نہ کی جائے تو ہم قوت کے اعتبار سے ان پر کبھی غلبہ نہ حاصل نہ کرسکیں گے۔

خبردار! ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نگہبان مقرر ہیں تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ خوب جانتے ہیں تمھیں ان سے حیا کرنی چاہیئے تم اللہ کے راستے میں جہاد پر ہو! لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو! اور یہ گمان نہ رکھو کہ اگرچہ ہم نافرمانیاں ہی کیوں نہ کرتے رہیں پھر بھی ہم پہ شریر دشمن مسلط نہیں کیا جائے گا۔

کئی قومیں ایسی ہیں کہ جن میں ان سے بھی زیادہ شریر ترین دشمن مسلط کردیا گیا جیساکہ بنی اسرائیل پر مجوسی کفار کا تسلط جما دیا گیا جب کہ وہ مکمل طور پر بداعمالیوں کا شکار ہوگئے۔ (اور جیساکہ عرب مسلمانوں پہ بھی یہودی مسلط ہوگئے)۔

(۳) اپنے نفس امارہ کے خلاف بھی اللہ تعالیٰ سے اسی طرح مدد مانگا کرو۔ جس طرح اپنے دشمن کے خلاف مدد چاہتے ہو، میں خود بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمھارے لئے ایسی ہی دعا مانگتا ہوں۔ (بدایہ والنہایہ لابن کثیر)

ہر مسلمان کے لئے شرعی وصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ	کسی مسلمان کے لائق نہیں ہے کہ وہ
يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ	کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو اور پھر وصیت

يُرِيْدُ اَنْ يُّوْصِىْ فِيْهِ اِلَّا وَ وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ — لکھ کر اپنے سرہانے رکھے بغیر دو راتیں گزار دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے مجھ پر کوئی ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت نہ لکھی ہوئی ہو (بخاری و مسلم)

آپ ان الفاظ سے وصیت کر سکتے ہیں۔

(۱) میں اپنی تمام جائیداد سے اتنا حصہ وصیت کرتا ہوں جو اقرباء اور غریب پڑوسیوں اور اسلامی کتب خریدنے پر خرچ ہو۔ یاد رہے کہ جو شخص وراثت میں حصے دار ہو اس کے لئے وصیت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مکمل جائیداد سے تیسرے حصے سے زائد۔

(۲) جب میں مرض موت میں مبتلا ہوں تو میرے پاس کچھ نیک لوگ تشریف لے آئیں جو مجھے اللہ تعالیٰ پر حسن ظن کی یاد دہانی کروائیں۔

(۳) موت سے پہلے مجھے کلمہ توحید پڑھنے کی تلقین کریں موت کے لیے تلقین۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (رواہ مسلم) — اپنے مرنے والے کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (حسن رواہ حاکم) — مرتے وقت جس کے منہ سے آخری "لا الٰہ الا اللہ" ادا ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (حاکم)

(۴) مجلس میں حاضر لوگ موت کے بعد میرے لئے یہ دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ	اے اللہ اسے بخش دے
وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ	اس کے درجات بلند کر
وَارْحَمْہُ	اور اس پر رحم فرما
وَھٰکَذَا	اور اسی قسم کی دوسری دعائیں

(۵) موت کے بعد چند افراد عزیزوں، قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو وفات کی اطلاع دیں اگرچہ ٹیلیفون پر ہی کیوں نہ ہو امام مسجد صاحب کو بھی چاہیئے کہ وہ نمازیوں کو اطلاع کر دیں تاکہ وہ میت کی مغفرت کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔

(۶) قرض ادا کرنے میں بہت جلدی سے کام لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ	مومن شخص کی روح ہمیشہ بوجہ قرض
بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْہُ	معلق رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف
(صحیح رواہ احمد)	سے قرض ادا ہو جائے۔

(مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے)

عقلمند مسلمان شخص پر ضروری ہے کہ وہ قرض جیتے جی ہی ادا کرلے کہ کہیں بعد میں لواحقین سستی سے کام لیتے ہوئے اسے نظر انداز ہی نہ کر دیں۔

(۷) جنازہ لے جاتے وقت خاموش رہیں اور کوشش کریں کہ نمازیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو اور میت کے حق میں بڑے خلوص سے بخشش کی

دعا مانگیں۔

(۸) دفن کے بعد مغفرت کی دعا کریں کیونکہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْاَلُ (صحیح رواہ الحاکم)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت دفن کرنے کے بعد فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو! اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے حق بات پر ثابت رہنے کا سوال کرو! کیونکہ اس وقت اس سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے (مستدرک حاکم، یہ حدیث صحیح ہے)

(۹) مصیبت زدہ لواحقین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقے کے مطابق تعزیت کریں۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ (رواہ البخاری)	بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور جو کچھ اس نے دے رکھا ہے وہ بھی اسی کا ہے اس کے پاس ہر ایک کی اجل مقرر ہے صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں (بخاری)

شریعت میں ان باتوں کے لئے کوئی بھی وقت یا جگہ کا تعین نہیں ہے اور مصیبت زدگان یہ کلمات پڑھتے رہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔	بے شک ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں
اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا	اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کے بعد مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما !

اور میت کے لواحقین پر واجب ہے کہ وہ مکمل صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہیں ۔

(۱۰) میت کے لواحقین، ہمسایوں اور دوستوں پر ضروری ہے کہ وہ میت کے گھر والوں کے لئے کھانے کا بندوبست کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر) فرمایا :

اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرَ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ ۔	جعفر کے اہل و عیال کے لئے کھانا تیار کرو ! اس لئے کہ انھیں ایسا صدمہ پہنچا ہے جس کے بعد انہیں (کھانا پکانے کی فرصت نہیں رہی ۔

(ابو داؤد، ترمذی ، یہ حدیث حسن ہے)

خلافِ شرع کام

(۱) میت کے ترکہ سے ورثاء میں سے کسی شخص کے لئے کوئی چیز مختص کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ — وارث کے لئے وصیت نہیں کی جا سکتی

(صحیح دارقطنی) — (دارقطنی یہ حدیث صحیح ہے)

(۲) میت پر بآواز بلند رونا اور نوحہ کناں ہونا، چہرہ پیٹنا، گریبان چاک کرنا، اور سیاہ لباس پہن کر اظہار رنج و غم کرنا۔
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا فرمان ہے:

اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ — میت پر جو کچھ بھی نوحہ خوانی ہوتی ہے اس کی پاداش میں اسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

بخاری و مسلم (جب کہ اس نے اپنے لواحقین کو زندگی میں اس کی وصیت کی ہو۔

(۳) لاؤڈ اسپیکروں یا اشتہارات کے ذریعہ اعلان کروانا اور کھانا وغیرہ تقسیم کرنا اس لئے کہ یہ سب کام بدعت ہیں اس میں مال کا ضیاع اور غیر مسلموں سے مشابہت ہوتی ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے

وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (صحیح ابوداؤد) — جس شخص نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔

(ابوداؤد، اور یہ حدیث صحیح ہے)

(۴) قراء حضرات کو گھر بلا کر قرآن کریم کی تلاوت کروانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَاعْمَلُوا بِهِ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا — قرآن پاک پڑھو! تو اس پر عمل کرو! اس کی تلاوت کر کے کھانے پینے کا ڈھونگ

تَسْتَكْثِرُوا بِهِ ۔ نہ رچاؤ! اور نہ ہی دنیاوی مال و متاع

(صحیح رواہ احمد) حاصل کرو۔ (مسند احمد، اور یہ حدیث صحیح ہے)

لہذا اس طریق پر قرآن پاک کا معاوضہ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں
ھاں! اگر فقراء و مساکین کو کچھ رقم دے دی جائے تاکہ میت کو اس کا
ثواب پہنچے تو اس سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے

(۵) تعزیت کے سلسلہ میں گھر یا مسجد میں اجتماع کرنا یا کھانے وغیرہ کا
اہتمام کرنا بھی درست نہیں ہے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے ہاں
عام لوگوں کا اجتماع کرنا یا دعوت عام کا اہتمام کرنا بھی نوحہ خوانی میں ہی
شامل ہے۔

امام شافعی اور امام نووی رحمہا اللہ نے بھی اس اجتماع کو اپنی کتاب[۵]
میں درست قرار نہیں دیا۔

ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اہل میت کی طرف سے کی گئی
دعوتِ ضیافت کو درست قرار نہیں دیا۔ فتاوی بزازیہ

اس لئے کہ یہ معاملہ صرف کھانے پینے کی خاطر شروع کیا گیا ہے کیونکہ
ایسا اہتمام خوشیوں کے موقعوں پر کرنا مشروع ہے نہ کہ غمی اور دکھ کے
عالم میں ۔

---

۵ کتاب الاذکار۔ للنووی، باب التعزیہ ۔

احناف کے مشہور "فتاوٰی بزازیہ" میں لکھا ہے ۔

وَ یُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاِسْبُوْعِ وَنَقْلِ الطَّعَامِ اِلَی الْقَبْرِ فِی الْمَوْسِمِ وَاتِّخَاذِ الدَّعْوَۃِ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ وَجَمْعِ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ ۔	میت کے لواحقین کی طرف سے پہلے تیسرے یا سات دن کے بعد کا کھانا درست نہیں ہے اور اسی طرح ایام حج میں قبر پر کھانا لے جانا ، قراء حضرات کو قرآن پاک کی تلاوت کے لئے دعوت دینا یا حفاظ اور علمائے کرام کو جمع کرکے ختم کا اہتمام کرنا سب ناجائز ہیں ۔

(۶) قبر پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا ، قبر والے کا جنم دن منانا اور قبر پر ذکر و اذکار کرنا سب چیزیں ناجائز ہیں ۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل بلکہ صحابہؓ کے عمل سے بھی یہ باتیں ثابت نہیں

(۷) قبر پر بڑے بڑے پتھر رکھنا یا اس پر پختہ فرش بنانا ، اسے خوب چونا گچ کرنا اور لکھنا یا چراغ جلانا سب حرام ہے ۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ (رواہ مسلم)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ قبر بنانے اور اس پر عمارت قائم کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ (مسلم)

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

نَھٰی اَنْ یُّکْتَبَ عَلَی الْقَبْرِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر

شَیْئً — پر لکھنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے

(رواہ الترمذی وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی) — (ترمذی، حاکم)

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے)

مکمل ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

(۱) اللہ تعالیٰ شیطان کی بابت فرماتے ہیں کہ اس نے کہا:

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ، — اور میں ان کو حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں رد و بدل کریں گے۔

(النساء - ۱۱۹)

ڈاڑھی منڈوانا بھی خلقت باری تعالیٰ کو تبدیل کرنے اور شیطان کی اطاعت کرنے کے مترادف ہے

(۲) فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ — جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو

وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا — اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ۔

(الحشر - ۷)

اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈوانے سے منع اور رکھنے کا حکم دیا ہے

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی	مونچھیں کترواؤ، ڈاڑھی کو چھوڑ دو
خَالِفُوا الْمَجُوْسَ (رواہ مسلم)	اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم)

یعنی مونچھوں کے جو بال ہونٹوں سے بڑھ کر منہ میں پڑنے لگیں انہیں کاٹ ڈالو، ڈاڑھی چھوڑ دو اور کفار کی مخالفت کرو)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس چیزیں فطرت انسانی سے ہیں۔

قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ	لبیں کاٹنا، ڈاڑھی رکھنا، مسواک کرنا
وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ	ناک صاف کرنا، ناخن کاٹنا۔۔۔۔۔
وَقَصُّ الْاَظَافِرِ۔۔۔۔	۔۔۔ آخر تک۔ (مسلم)
۔۔۔ الخ	(لہذا ڈاڑھی رکھنا ایک فطری فعل ہے
(رواہ مسلم)	اسے منڈوانا حرام ہے)
(۵) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم الْمُتَشَبِّهِيْنَ	ان مردوں پر لعنت کی ہے، جو عورتوں
مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ	کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔
(رواہ البخاری)	(بخاری)

(لہذا ڈاڑھی منڈوا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا لعنت! یعنی رحمت الہی سے محرومی کا باعث ہے)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۔۔۔۔ لٰكِنَّ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ	۔۔۔۔۔۔ لیکن میرے رب عزوجل

عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اُعْفِیَ لِحْیَتِیْ وَاَنْ اَقُصَّ شَارِبِیْ (حسن رواہ ابن جریر)

نے تو حکم دیا ہے کہ میں ڈاڑھی بڑھاؤں اور اپنی مونچھیں کتروائں ! (ابن جریر، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے)

ڈاڑھی رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہمیشہ اس کی حفاظت کی ہے اور جب کہ احادیث میں داڑھی منڈوانے کی مذمت واضح طور پر بیان کی گئی ہے ۔

(۷) رخساروں سے بال منڈوانا یا نوچنا بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ بال ڈاڑھی میں ہی شامل ہیں جیسا کہ لغت کی مشہور کتاب "قاموس" میں بیان کیا گیا ہے ۔

(۸) موجودہ طب نے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ڈاڑھی دونوں جبڑوں کو دھوپ سے بچاتی ہے اور اس کا منڈوانا جلد کے لئے نقصان دہ ہے

(۹) ڈاڑھی کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے بطور زینت پیدا کیا ہے ۔ اسی طرح کوئی ڈاڑھی منڈا شخص جب سہاگ رات اپنی بیوی کے پاس گیا تو اس عورت نے اس سے منہ پھیر لیا اور کوئی توجہ نہ دی ۔ کیونکہ وہ پہلے اسے ڈاڑھی سے دیکھ چکی تھی ۔ چند عورتوں نے جب دلہن سے پوچھا کہ تو ڈاڑھی والے خاوند کو کیوں پسند کرتی ہے ؟ تو اس نے جواب دیا کہ :

"میں نے مرد سے شادی کی ہے نا کہ عورت سے" ۔

(۱۰) ڈاڑھی منڈوانا ایک بُرائی ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق لوگوں کو اس بُرے فعل سے روکنا چاہیئے۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(رواہ مسلم)

تم میں سے جو شخص کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو اسے ہاتھ سے تبدیل کر دے اگر ہاتھ سے طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کر دے اور اگر زبان سے بھی کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا تو (کم از کم) دل سے ہی بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان کی نشانی ہے۔ (مسلم)

(۱۱) میں نے ایک ڈاڑھی منڈے شخص سے پوچھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں؟

اس نے جواب دیا ہاں بہت زیادہ

پھر میں نے اس سے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں:

وَاَعْفُوا اللِّحٰی — ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

آپ بتائیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویدار ہے وہ آپ کی مخالفت کرتا ہے یا اطاعت؟

اس نے جواب دیا کہ اطاعت ہی کرتا ہے

پھر اس نے مجھ سے پکا وعدہ کیا کہ میں آئندہ کبھی ڈاڑھی نہیں منڈواؤں گا۔

(۱۲) ھاں! اگر آپ کی بیوی ڈاڑھی رکھنے کے سلسلہ میں آپ کی مخالفت کرے تو اسے کہیں! میں ایک مسلمان مرد ہوں، میں تیرے پیچھے لگ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور کوئی چیز بطور ہدیہ اور تحفہ دے کر اسے راضی کر دیں اور ساتھ ساتھ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی یاد دلائیں۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔
(صحیح رواہ احمد)

کسی مخلوق کی اطاعت ایسے کام میں نہیں ہو سکتی جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہو (مسند احمد)
(یہ حدیث صحیح ہے)

گانا بجانا اور موسیقی سننے کے متعلق شرعی حکم

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ	اور انسانوں میں سے ایسا بھی ہے
لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ	جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا	اللہ تعالیٰ کے راستے سے علم کے بغیر بھٹکا
هُزُوًا (لقمان - ٦)	دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں
	اڑا دے۔

اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "لَهْوَ الْحَدِيْث" سے مراد گانا لیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانا ہے۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے اور موسیقی کے رد میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے شیطان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ	تو جس جس کو اپنی آواز سے پھسلانے
مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ	کی طاقت رکھتا ہے پھسلائے ...

.... (الاسراء - ٦٤) ....

(شیطان کی آواز گانا اور موسیقی ہے)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ	میری امت میں سے کچھ لوگ ضرور ہوں گے جو زنا کرنا، ریشم پہننا، شراب پینا اور موسیقی سننا سب چیزیں حلال سمجھیں گے
(رواہ البخاری و ابو داؤد)	(بخاری و ابو داؤد)

مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا کرنا، اصلی ریشم پہننا، شراب پینا اور موسیقی سننا حلال اور جائز سمجھیں گے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں ناجائز اور حرام ہیں۔

"المعازف" ان تمام آلات کو کہتے ہیں جو گانے بجانے میں استعمال ہوں جیساکہ سارنگی، گنگ، طبلہ، ڈگڈگی، ڈھولکی اور اس قسم کی دوسری بے شمار چیزیں یہاں تک کہ گھنٹی بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق

اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ	گھنٹی بھی شیطانی آوازوں میں سے ایک آواز ہے
(رواہ مسلم)	(مسلم)

اور یہ حدیث گھنٹی کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے جو زمانہ جاہلیت میں لوگ جانوروں کی گردنوں میں لٹکایا کرتے تھے کیونکہ وہ آوازیں بالکل ناقوس ایسی اور شکل و شباہت میں اس گھنٹی جیسی ہوتی ہے جو عیسائی اپنے گرجوں میں استعمال کرتے ہیں۔ بجائے گھنٹی کے بلبل کی آواز والی کال بیل سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

(۴) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب القضا میں نقل کیا ہے کہ: گانا سننا

ایک مکروہ فعل اور باطل کے مشابہ ہے، اس کا عادی احمق ہے اس کی گواہی قبول نہیں۔

گانے اور موسیقی کے نقصانات

اسلام ہر چیز کو اس کے نقصانات کے باعث ہی حرام قرار دیتا ہے گانے اور موسیقی کے بہت سے نقصانات ہیں جنھیں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

(۱) **المعازف** : گانے بجانے میں استعمال ہونے والے آلات؛

یہ روحوں کی شراب ہے، انھیں سننے والا شخص نشہ والے آدمی سے بھی بڑھ کر قبیح حرکات کا مرتکب ہوتا ہے جب سریلی آوازوں کا نشہ چڑھ جاتا ہے تو پھر ان میں شرک کی آمیزش ہو جاتی ہے پھر وہ لوگ فحاشی اور ظلم وزیادتی پر اتر آتے ہیں۔ شرک، ناجائز قتل اور زنا یہ تینوں صفتیں موسیقی سننے والے لوگوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

سیٹیاں اور تالیاں بجانا یا سننا

(۲) ایسے لوگوں میں شرک کا غلبہ ضرور ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنے پیر سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیئے۔

(۳) فحش گانے سننا، زنا اور بدکاری کو دعوت دیتا ہے اور یہی بے حیائی میں داخل ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے۔ بعض آدمی، لڑکے اور

عورتیں تو انتہائی پاکباز ہوتی ہیں لیکن! جب گانے بجانے اور موسیقی کی محفلوں میں شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو اس قدر ان کی قوت ایمانی کمزور ہو جاتی ہے، کہ: پھر بدکاری کرنا ان کے لئے آسان ہو جاتی ہے جیساکہ شرابی شخص کے لئے معاصی میں مبتلا ہونا ایک معمولی بات ہے۔

(۴) رہی بات قتل کرنے کی تو دوران سماعت ایک دوسرے کو قتل کرنا ان کا عام معروف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: میں نے اسے حال اور وجد میں ہی قتل کر ڈالا اور وہ اس طرح اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس شیطان حاضر ہوتے ہیں جس کا شیطان قوی ہوتا ہے وہ دوسرے کو قتل کر ڈالتا ہے۔

(۵) گانا اور موسیقی سننا دلوں کی تقویت کا باعث نہیں بنتا اور نہ ہی کوئی اور خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے بلکہ دل راہ راست سے ہٹ کر فسق و فجور اور گناہوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، موسیقی کی روح سے وہی نسبت ہے جو شراب کی عقل و جسم سے [illegible] اسی لئے موسیقی کے رسیا لوگ شرابیوں سے بڑھ کر نشے میں چور ہو جاتے ہیں وہ اپنے آپ میں اس طرح لذت محسوس کرتے ہیں جس طرح شراب نوش لذت محسوس کرتے ہیں بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ

(۶) شیطان اس دوران ایسے لوگوں کا [illegible] کر انہیں اپنے آغوش میں لے کر آگ میں داخل ہو جاتے ہیں یا پھر ان میں سے کوئی شخص گرم لوہا یا آگ اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے اور اسے کچھ نہیں ہوتا اور اس قسم کی اور بھی بہت سی حرکات کرتے ہیں۔

البتہ : نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اس سے ایسے افعال نہیں ہو پاتے کیونکہ یہ محمدی طریقہ کی شرعی عبادات ہیں۔ جن سے شیطان بھاگ جاتے ہیں اور جو حرکات و افعال وہ کرتے ہیں وہ شیطانی طریقے کی فلسفی اور شرک و بدعت پر مبنی عبادتیں ہیں جن میں شیطان خود شامل ہوتا ہے۔

سیخ[1] زنی کی حقیقت

سیخ زنی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، اگر اس میں کوئی بہتری ہوتی تو ضرور وہ اس میں ہم سے سبقت لے جاتے۔ یہ تو صرف صوفیاء اور بدعتی قسم کے لوگوں کا شغل ہے ایسے لوگوں کو میں نے بارہا دیکھا کہ مسجد میں مجلس جمائے دف بجانے کے ساتھ ساتھ بایں الفاظ گاتے ہیں۔

هَاتِ كَأْسَ الرَّاحِ	لائیں، کاسئہ راحت لائیں۔
وَاسْقِنَا الْاَقْدَاحِ	اور ہمیں پیالے بھر بھر کر پلائیں

دیکھیں! وہ اللہ کے گھر میں بھی حرام شراب کے پیالوں کا تذکرہ کرنے سے کچھ شرم محسوس نہیں کرتے، پھر وہ بڑی دھوم دھام سے دف بجاتے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے چیخ چیخ کر مدد مانگتے ہیں

یاعلی، یاعلی کہتے ہیں

---

[1] لوہے کی لمبی سیخ جسے صوفی لوگ استعمال کرتے ہیں (مترجم)

یہاں تک شیطان انہیں خوب اپنے پھندے میں پھنسا لیتا ہے تو پھر ان میں سے کوئی ایک اٹھ کھڑا ہوتا ہے اپنی قمیص اتار کر لوہے کی سیخ ہاتھ میں لے کر اپنے پہلو میں داخل کر لیتا ہے، پھر کوئی دوسرا اٹھتا ہے تو وہ شیشے کی بوتل توڑ کر اپنے دانتوں سے چبانا شروع کر دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سب حقیقت ہے جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں تو پھر یہودیوں کو ختم کیوں نہیں کر ڈالتے۔ جنھوں نے ہمارے علاقے ہتھیا رکھے ہیں، اور ہماری اولادوں کو قتل کر ڈالا ہے، اور ان کے اس قسم کے اعمال میں شیطان ان کی مکمل مدد کرتے ہیں جو ان کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عز وجل کے ساتھ شرک کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، جب کہ وہ غیر اللہ سے استغاثہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ۝ (الزخرف - ۳۶، ۳۷)

جو شخص رحمٰن کے ذکر سے تغافل کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، اور یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ بھی شیطان کو ان کے مطیع کر دیتا ہے تاکہ وہ گمراہی میں اور زیادہ بڑھ جائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْ...

ان سے کہو جو شخص گمراہی میں مبتلا ہو...

فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا — ہے اسے رحمٰن ڈھیل دیا کرتا ہے ۔

(مریم - ۷۵)

اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ شیطان ان کے مطیع ہوتے ہیں اور ان کا کہا مانتے ہیں یا ان کی خدمت گذاری میں ان کے پیش بیش رہتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تو ملکہ بلقیس کا تخت لانے کے لئے جنوں ہی سے کہا تھا جیساکہ قرآن کریم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے ۔

قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ

جنوں میں سے ایک بڑے قوی ہیکل نے عرض کیا میں اسے حاضر کر دوں گا ، قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانتدار ہوں ۔

(النمل - ۳۹)

بطور اور وہ لوگ جو ہندوستان گئے ہیں انھوں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں کے مجوسی آتش پرست سیخ زنی کرتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ کفار ہیں ۔
یاد رکھیں کہ سیخ زنی اور کرامت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ان شیاطین کے افعال میں سے ہے جو گانے بجانے کی محفلوں میں جمع ہوتے ہیں ۔ اسی لئے اکثر طور پر جو لوگ سیخ زنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ جب وہ غیر اللہ سے استغاثہ کرتے ہیں تو اس وقت تو جہری طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں تو ایسے لوگ اولیاء اللہ اور صاحب کرامت کب ہو سکتے ہیں :

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (یونس - ۶۲، ۶۳، ۶۴)

سنو اللہ کے دوست وہ ہیں، جو ایمان لائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ اختیار کی ان کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں ہے دنیا و آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔

ولی تو وہی پکا مسلمان ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے ہرگز مدد نہیں چاہتا اور متقی اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے، اور شرک کا مرتکب نہ ہو تو پھر گاہے بگاہے بغیر مطالبہ کے خود بخود اس سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے سامنے عزوجاہ اور شہرت کا خواہش مند ہوتا ہے۔

دورِ حاضر میں گانا بجانا اور موسیقی

زمانہ حاضر میں گانا بجانا، بیاہ شادیوں، عام محفلوں اور وسائل نشر و اشاعت میں عام ہوگیا ہے اور ان میں آلاتِ موسیقی کا استعمال ناجائز قسم کی محبت، جنسی تعلقات اور غلط قسم کے میل ملاپ کو جنم دیتے ہیں اور گلوکار لوگ عورتوں کے چہروں اور دوسرے جسمانی اعضاء کا تذکرہ کرتے ہیں جو نوجوان نسل کی خواہشات نفسانیہ کو خوب بڑکانے کا سبب بنتے ہیں اور نوجوانوں کو جنسی ملاپ، زنا اور بداخلاقی کا سبق دیتے ہیں۔

گلوکار اور گلوکارہ جب موسیقی اور گانے کے ساتھ ملا جلا پروگرام پیش کرتے ہیں تو اسے ایک مستقل فن کا نام دے کر ایک طرف لوگوں کا مال ہتھیاتے ہیں اور دوسری طرف، گاڑیاں سامان تعیش خریدنے کے صورت میں یہ سرمایا یورپ منتقل کرتے ہیں، اپنے سریلے رسیلے گانوں اور جنسی فلموں سے لوگوں کا اخلاق تباہ و برباد کرتے ہیں اور بہت زیادہ نوجوان نسل کے لئے اس فتنے کا باعث بنتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر ان کی محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ ۱۹۶۷ء میں یہودیوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں ریڈیو اناؤنسر نے مسلمان فوج کو مخاطب ہو کر اعلان کیا۔

جوانو! آگے بڑھو کہ تمہارے ساتھ فلاں فلاں گلوکار اور گلوکارہ ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ مجرم یہودیوں کے ہاتھوں شکستِ فاش کا سامنا کرنا پڑا، اس پر فرض تھا کہ کہتا:

سِيْرُوْا فَاللّٰه مَعَكُمْ	آگے بڑھو کہ اللہ کی مدد
بِمَعُوْنَتِهٖ ۔	تمہارے ساتھ ہے۔

اور اس جنگ میں ایک (مصری) گلوکارہ نے اعلان کیا کہ جب ہم فتح یاب ہو گئے تو میں اپنا وہ ماہانہ پروگرام جو قاہرہ میں رچاتی ہوں "تل ابیب" کے مقام پر منعقد کروں گی۔

جب کہ جنگ جیتنے کے بعد یہودیوں نے بیت المقدس میں "حائط المبکیٰ" کے ساتھ چمٹ کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے انہیں کامیابی سے نوازا۔

اور جب کہ اکثر گانے، قوالیاں، فحاشی اور بے حیائی کے علاوہ شرک و بدعت
کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔
عوز فرمائیں گایا جاتا ہے

وَقِيلَ كُلُّ نَبِيٍّ عِنْدَ رُتْبَتِهِ
وَيَا مُحَمَّدُ هٰذَا الْعَرْشِ فَاسْتَلِم

ہر نبی کا ایک مقام ہے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عرش کے مالک آپ بن جائیں۔

جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

بلاشبہ ایسے جملے خلاف حقیقت اور اللہ و رسولؐ پر صریح جھوٹ
بولنا ہے۔

خوش الحانی اور سُریلی آواز بھی عورتوں کے لئے باعث فتنہ ہے

حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انتہائی خوش الحان شخص تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کبھی کبھی اپنی عمدہ اور سریلی آواز سے اونٹ ہانکنے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ ایک مرتبہ سفر میں اشعار پڑھتے پڑھتے عورتوں کے قریب آپہنچے

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے بچو!

بس! آواز بند کرو، تو وہ فوراً چپ ہوگئے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ عورتیں ان کی آواز سنیں۔ (مستدرک حاکم)

(امام ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے)

غور فرمائیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہدی خواں کے متعلق یہ خطرہ محسوس کیا کہ اگر عورتیں سُن لیں تو کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ اور ایسی ہی اچھی آواز کے ساتھ دوسرے اشعار وغیرہ پڑھنے کے متعلق یہی حکم سمجھیں۔

اور اگر آج ہمارے زمانہ کے فاسق فاجر اور بے حیا قسم کے ماہر موسیقی کی سریلی آواز سے گندے اور عشقیہ غزلیں عورتیں سُنیں تو کیا فتنے میں نہیں مبتلا ہوں گی؟ جن کا فاحشہ عورتوں کے رخسار، میڈیاں، پستان اور جسم

کے دوسرے اعضاء کا نقشہ کھینچنا اور تذکرہ کرنے پر ہی سارا دار و مدار ہوتا ہے
پھر سننے والوں پر جو حالتِ وجد طاری ہوتی ہے
اور اس قسم کی آوازوں پر فریفتہ ہونے والے بیمار دل جن جن انفعال
کی طلب میں ہوتے ہیں اور شرم وحیا کی چادر یکسر اتار دیتے ہیں۔ پھر اس قسم
کی آوازوں کو اگر موجودہ موسیقی اور میگا فون پر ملا کر گایا جائے تو یقینی طور
پر عقلوں پر غالب آجاتی ہے اور جن لوگوں کے دل ذرا بھی اس کی طرف مائل
ہو جاتے ہیں تو ان پر تو شراب کا سا اثر کرتی ہے۔

گانا بجانا نفاق کی جڑ ہے

(۱) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: گانا بجانا دل میں ایسے نفاق پیدا کرتا
ہے جیسے پانی سبزہ اگاتا ہے، جب کہ ذکر الٰہی دل میں ایسے ایمان پیدا کرتا
ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔

(۲) امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی گانا بجانا سننے کا
عادی ہو جاتا ہے۔ اس کا دل غیر شعوری طور پر نفاق سے بھر جاتا ہے اگر وہ شخص
حقیقت نفاق کو جانتا ہو تو ضرور اس (نفاق) کو اپنے دل میں دیکھ لے۔
اور کسی بھی شخص کے دل میں بیک وقت گانے بجانے اور قرآن کریم کی محبت
دونوں جمع نہیں ہو سکتیں۔ جب ایک آتی ہے تو وہ دوسری کو اس کی جگہ (دل)
سے نکال دیتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ موسیقی کے رسیا لوگوں کو ہم نے خود دیکھا
ہے کہ: انہیں قرآن سننا بہت دشوار ہوتا ہے وہ اِدھر توجہ نہیں دے پاتے

اور نہ ہی قاری کے پڑھنے سے کچھ نفع حاصل کر سکتے ہیں ۔ باوجود آیات قرآنی سننے کے ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ! اور نہ ہی ان کے دل خشیت الٰہی محسوس کرتے ہیں ۔

لیکن، جب گانا گایا جائے ، اس کی آواز کے ساتھ آواز ملائیں گے، ان پر وجد بھی طاری ہوگا اور دلوں میں خوشی بھی محسوس کریں گے اسی لئے تو وہ گانا بجانا اور موسیقی سننے کو ترجیح دیتے ہیں ۔ اور اکثر لوگ دیکھے ہیں جو گانے اور موسیقی سننے کے فتنہ میں مبتلا ہیں وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر نمازیں سستی کرنے والے ہوتے ہیں خاص کر مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں کرتے ۔

(۳) اکابرین علماء حنابلہ میں سے ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : غیر محرم عورت کی آواز اور گانا سننا ، تمام حنابلہ کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے

(۴) امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کی ہے کہ : کسی بھی غیر محرم عورت کی آواز میں گانا سن کر لذت حاصل کرنا مسلمان پر حرام ہے ۔ (جیسا کہ آج کل اُم کلثوم ، صباح (مصری) اور نور جہاں (پاکستانی) وغیرہ کے گیت لوگ سنتے ہیں) ۔

گانے بجانے اور موسیقی سے کیسے بچیں ؟

(۱) ریڈیو اور ٹیلیویژن وغیرہ سے گانا سننے سے بچیں ، خاص طور پر فحش اور موسیقی کے ساتھ گائے جانے والے گیتوں سے اپنے آپ کو بچائیں ۔

(۲) گانے اور موسیقی کا اصل متبادل اور توڑ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم ہے

اور خاص طور پر سورۂ بقرہ کی تلاوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔ (رواہ المسلم)

جس گھر میں سورت بقرہ کی تلاوت کی جائے یقیناً اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (مسلم)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (یونس - ۵۷)

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے۔ اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔

(۳) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا جائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات پڑھے جائیں۔

جائز گانے

(۱) عید کے دن گانا، اور اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ یہ حدیث دلیل ہے۔

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن) ان کے ہاں تشریف لائے جب کہ ان کے

تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ وفی روایۃ عِنْدِی جَارِیَتَانِ تَغْنِیَانِ فَانْتَہَرَھُمَا اَبُوبَکْرٍ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام دَعْھُنَّ فَإِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَإِنَّ عِیْدُنَا ھٰذَا الیوم ۔ (رواہ البخاری)

پاس دو بچیاں بیٹھیں بجا رہی تھیں اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ دو بچیاں بیٹھی کچھ گا رہی تھیں، تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے انھیں ڈانٹا ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ! انھیں چھوڑ دو ! یقیناً ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے ۔ (بخاری)

(۲) نکاح کے وقت دف کے ساتھ گانا ــــ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان دلیل ہے :

فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ضَرْبُ الدُّفِّ وَالصَّوْتُ فِی النِّکَاحِ ۔

حلال اور حرام نکاح کے درمیان بڑا فرق دف بجانا اور نکاح کا اعلان عام کرنا ہے (مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے)

(۳) کسی اہم کام اور مہم پر لوگوں کو تیار کرنے کی خاطر جوشیلے اسلامی ترانے گانا ، خاص طور پر جب کہ ان اشعار اور گیتوں میں دعائیہ جملے بولے جائیں ۔ جیسا کہ خندق کھودنے کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود بطور مثال حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اشعار پڑھ کر سنائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خوب جوش دلایا :

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃْ
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃْ

اے اللہ (ابدی عیش وعشرت کی) زندگی تو آخرت کی زندگی ہے
تو انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما۔

تو اس کے جواب میں انصار اور مہاجرین نے یہ شعر کہا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ پر تا زیست جہاد کرنے کی بیعت کی ہے)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ خود مٹی اٹھا اٹھا کر پھینک
رہے تھے اور باآواز بلند پڑھتے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا
يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَيْنَا...
... اَبَيْنَا
(متفق علیہ)
(بخاری، مسلم)

اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ صدقہ دیتے نہ روزہ رکھتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے (اے اللہ عزوجل) ہم پر اطمینان و سکون نازل فرما! اگر دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ، کفار نے ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ ہمیں فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم (ان کا) انکار کرتے ہیں یہ اشعار پڑھتے وقت ابینا، ابینا کے الفاظ آپ زیادہ بلند آواز سے ادا کرتے تھے

(۴) وہ نعتیں، نظمیں اور نغمے جن میں توحید باری تعالیٰ کا درس دیا گیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فضائل و محاسن بیان کئے گئے ہوں جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت ہو۔ اسلام پر ثابت قدم رہنے اور اخلاق حسنہ کا سبق ملتا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت والفت اور تعاون کی ترغیب دی گئی ہو اسلام کی بنیادی خوبیاں بیان کی گئی ہوں یا اس کے علاوہ مسلم معاشرے کی بہتری اور دین اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہو۔

(۵) عید و نکاح کے موقع پر عورتوں کے لئے آلات موسیقی میں سے صرف دف بجانا جائز ہے۔ اور ذکر وغیرہ میں تو دف بجانا بالکل جائز نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کبھی نہیں کیا اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی سے یہ فعل ثابت ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے بعض صوفی ذکر باری تعالیٰ کے دوران دف بجانا اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں اور اسے سنت کا درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک بدعت ہے۔

اور بدعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(رواہ الترمذی وقال حسنٌ صحیحٌ)

(دین میں) نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن، صحیح کہا ہے۔

فوٹو اور مجسموں کے متعلق اسلام کا حکم

اسلام نے سب سے پہلے لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی ہے اور اس اللہ کے علاوہ تمام بزرگوں، ولیوں کی عبادت ترک کرنے کا حکم دیا جن کی شکلیں بتوں، مجسموں اور تصاویر کی صورت میں موجود تھیں، اور دعوتِ اسلام کا یہ طریقہ جب سے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا، جاری ہے - ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ -

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کر دیا کہ صرف اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت[1] کی بندگی سے بچو !

(النحل - ۳۶)

اور ان مجسموں کا تذکرہ سورہ نوح میں موجود ہے اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ مجسمے نیک لوگوں کے ہی تھے - جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس فرمان کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے -

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ

انھوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے

---

[1] اللہ کے علاوہ ہر وہ شخصیت جس کی رضا سے اسکی پوجا پاٹ کی جائے طاغوت ہے

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا   معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود، اور سواع
وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا   کو اور نہ ہی یغوث اور نسر کو۔ انھوں نے
وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا (نوح- ۲۳)   بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

یہ قوم نوح کے نیک لوگوں کے نام ہیں جب وہ فوت ہوگئے تو شیطان نے قوم کو وسوسہ ڈالا کہ جن جگہوں پہ وہ مجلس فرمایا کرتے تھے وہاں (ان کے مجسموں کو تیار کرکے) نصب کرو! اور ان صالحین کے ناموں پہ ہی ان مجسموں کا نام رکھ دو۔ انہوں نے ایسا ہی کر دیا لیکن! ان کی عبادت کرنے سے باز رہے اور جب یہ لوگ بھی فوت ہوگئے اور ان مجسموں کی حقیقت کا علم بھی جاتا رہا تو بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔

اس واقعہ سے خاص طور پہ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے غیر اللہ کی عبادت کا سبب بزرگوں، ولیوں اور قائدین کے مجسمے ہی بنے ہیں۔ اب اکثر لوگ اس قسم کے مجسمے اور خاص طور پہ فوٹو جائز سمجھتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ موجودہ دور میں ان مجسموں اور تصویروں کی عبادت جو نہیں کی جاتی؟

اور یہ نظریہ کئی ایک وجوہات کی بنا پر مردود ہے۔

(۱) تصویروں اور مجسموں کی پوجا پاٹ اور عبادت تو دور حاضر میں بھی ہو رہی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم علیہما السلام کی تصویریں گرجا گھروں میں پوجی جاتی ہیں بلکہ وہ لوگ تو صلیب کے سامنے بھی سرنگوں ہوتے ہیں مزید یہ کہ بڑی خوبصورت قسم کی تختیوں کے اوپر عیسیٰ

اور مریم علیہا السلام کی تصویریں منقش کی گئی ہیں، اور بڑے مہنگے داموں بکتی ہیں جو عیسائی لوگ تعظیم اور عبادت کی خاطر گھروں میں لٹکاتے ہیں۔

(۲) وہ ملک جو مادہ پرستی کے اعتبار سے بڑے آگے اور روحانیت کے اعتبار سے بہت پیچھے ہیں۔ ان میں یہ رسم ہے کہ وہ اپنے زعماء اور قائدین کے مجسموں اور تصویروں کے سامنے سے تعظیماً برہنہ سر ہو کر گذرتے ہیں اور جھک کر سلام کرتے ہیں۔ جیسا کہ امریکہ میں "جارج" اور "واشنگٹن" کے مجسمے، فرانس میں "نپولین" اور روس میں "لینن" اور "اسٹالین" وغیرہ کے مجسمے اور قدآدم تصاویر شاہراہوں پر نصب کی ہوئی ہیں جنہیں گزرنے والے جھک کر سلام کرتے ہیں۔ انہی طور و اطوار اور طرز فکر سے متاثر ہونے والے بعض عرب ممالک میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے بھی اپنے قائدین کی تصاویر شاہراہوں پر نصب کی ہوئی ہیں اگر یہی حالت رہی تو یقینی طور پر کسی نہ کسی دن باقی اسلامی اور عرب ممالک میں بھی اسی طرح مجسمے نصب کر دیئے جائیں گے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہی سرمایہ مساجد تعمیر کرنے، مدارس، ہسپتال اور دوسرے بے شمار رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ ہوتا تو ہر حال میں بہتر اور انتہائی نفع بخش ہوتا۔

ھاں! اگر قائدین سے عقیدت ہے تو کوئی حرج نہیں مندرجہ بالا چیزیں ان کے نام سے موسوم کر دی جائیں۔

(۳) اور طویل عرصہ گزرنے کے بعد ان مجسموں اور تصویروں کی تعظیم و توقیر کرتے ہوئے لوگ ان کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور ان کی عبادت شروع

کردیں گے جیسا کہ ترکی اور دوسرے یورپی ممالک میں ہوا ہے۔ اور واضح طور پر نوح علیہ السلام کی قوم کی مثال گزر چکی ہے جنھوں نے اپنے بزرگوں اور رہنماؤں کے مجسمے تیار کر لئے اور پھر ان کی عزت و تعظیم میں غلو سے کام لیتے لیتے آخر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔

(۴) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بایں الفاظ حکم فرمایا تھا۔

لَا تَدَعْ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ	تجھے جو بھی مجسمہ نظر آئے، توڑ دے
وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ	اور جو بلند قبر دیکھے، اسے (عام قبروں کے)
(رواہ مسلم)	برابر کر دے۔ (مسلم)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ:

وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخْتَهَا	اور جو تصویر دیکھے اسے تہس نہس کر دے
(صحیح رواہ احمد)	(مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے)

تصاویر اور مجسموں کے نقصانات

یاد رہے کہ اسلام جس چیز کو حرام قرار دیتا ہے وہ کسی، دینی، اخلاقی، مالی یا ان کے علاوہ کسی دوسرے معاملہ میں مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے، اور حقیقی مسلمان تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دے، قطع نظر اس کے کہ اسے اس کا سبب یا علت معلوم ہے یا نہیں!

تصاویر اور مجسموں کے نقصانات تو بہت زیادہ ہیں البتہ ہم بڑے بڑے چند ایک قلمبند کئے دیتے ہیں۔

(۱) **دین اور عقائد میں:** ہم دیکھتے ہیں کہ ان تصویروں اور مجسموں کی وجہ سے ہی اکثر لوگوں کے عقائد خراب ہو جاتے ہیں:

دیکھیں: عیسائی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اور صلیب کی عبادت کرتے ہیں، یورپی اور روسی اپنے قائدین اور لیڈروں کے مجسمے پوجتے ہیں اور تعظیم و تکریم کی خاطر ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور بعض عرب اسلامی ممالک تک میں یہ وبا پھیل چکی ہے کہ انھوں نے بھی اپنے قائدین کے مجسمے نصب کر لئے۔

پھر سلسلہ تصوف سے تعلق رکھنے والے بعض صوفیوں نے بوقت نماز اپنے شیوخ اور اماموں کی تصویریں اپنے سامنے رکھنا شروع کر دیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسا کرنا باعث خشوع ہے اور دوران ذکر الٰہی اپنے شیوخ کا تصور رکھتے تھے۔ بجائے اس بات کے کہ وہ اللہ عز و جل کا تصور کریں ——— اور اپنے آپ کو اس کے سامنے حاضر ہونے کا تصور رکھتے اور پھر انھوں نے اپنے شیوخ کی تصاویر تعظیم و تکریم کی خاطر باعث برکت سمجھتے ہوئے دیواروں پر آویزاں کر دیں، اور ایسے ہی گلوکاروں اور اداکاروں سے اظہار محبت کرتے ہوئے ان کی تصاویر بڑی عزت و تکریم کے ساتھ دیواروں پر آویزاں کی جاتی ہیں، اور یہ تھیں؛ ایک عرب گلوکارہ نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں معرکے کے دن اپنے اپنے فوجیوں سے مخاطب ہو کر ریڈیو پر اعلان کیا!

اے جیالے سپاہیو! آگے بڑھو!
کہ تمھارے ساتھ فلاں، فلاں گلوکار، گلوکارہ اور رقاصہ ہے اور ان کے نام بھی لئے۔ بجائے اس کے کہ اُسے کہنا تو یہ چاہیئے تھا!
آگے بڑھو! کہ اللہ تعالیٰ کی مدد، تائید اور توفیق تمھارے شامل حال ہے
نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا کیونکہ ان کی مدد کو گلوکارہ اور رقاصائیں جو کافی تھیں؟

ع یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور در حقیقت یہی چیز ان کے لئے باعث شکست بنی۔ اور عرب دنیا نے اس شکست فاش سے بھی کچھ سبق نہیں لیا۔ کہ اللہ عز وجل کی طرف لوٹ آئیں تاکہ وہ ان کی مدد کرے۔

(۲) وہ تصاویر جن سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق تباہ و برباد ہورہے ہیں۔ ذرا دیکھیں تو سہی، ناچ گانا اور مجرہ رچانے والے کنجر کنجریوں کی برہنہ تصاویر سے سڑکیں، بازار اور لوگوں کے گھر بھرے پڑے ہیں اور نوجوان نسل ان سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتی ہے، جو ظاہر و باطن ہر دو صورت میں بدکاری اور بے حیائی سے قطعاً پاک نہیں۔ اسی چیز نے ان کے دلوں میں شر کا بیج بو یا کہ جس سے ان کے اخلاق تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دین کے بارے میں کبھی سوچا تک نہیں — اور نہ ہی کبھی اپنے مقبوضہ علاقے دشمنوں سے آزاد کرنے کا عزم کیا ہے اور نہ ہی کبھی انہیں اپنی عزت، شرف اور جہاد کی سوچ آئی۔

تصاویر کی تو اس زمانہ میں اس قدر بہتات ہے اور خاص کر عورتوں کی فحش تصویروں کی ـــــ کہ جوتوں کے معمولی ڈبے بھی بغیر تصویر کے نہیں اخبارات، جرائد و مجلات، کتابوں اور ٹیلیویژن کا تو نام ہی کیا لیں؟ وہاں تو رات دن تصاویر کے علاوہ کارٹون دکھلائے جاتے ہیں، جس میں مخلوق خداوندی کو بگاڑ کر سراسر ان کی توہین کی جاتی ہے ـ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو کسی شخص کا ناک لمبا، کان بڑے بڑے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی نہیں بنائیں ـــــ اور نہ ہی کسی کو اس قسم کا بدصورت پیدا کیا ہے، جو یہ بناتے ہیں، تو بعض اوقات تو انسان کا نقشہ بالکل کتوں، بلیوں بندروں اور سوروں کی شکل میں پیش کر دیتے ہیں ـ

(اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا وَاِیَّاھُمْ)

(۳) اور مادی اعتبار سے تصاویر کے نقصانات تو سب پر عیاں ہیں کہ اس شیطانی راستے پہ ہزار ہا ملین روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگ اونٹ گھوڑے، ہاتھی یا انسانی شکل مجسمے خرید کر گھر سجاتے ہیں ـــــ اپنے کنبے کا گروپ فوٹو یا اپنے مرے ہوئے باپ کی تصویر دیواروں پہ آویزاں کرتے ہیں اور ان چیزوں پر اندھا دھند روپیہ صرف کرتے ہیں۔ اگر یہی مال میت کی روح کو ایصال ثواب کی خاطر فقراء و مساکین پہ صدقہ کر دیا جائے تو یقیناً اُسے اُس سے فائدہ پہنچتا۔ بے شرمی اور بے غیرتی کی انتہا ہو گئی! کہ بعض شخص اپنی بیوی کے ساتھ منائی جانے والی سہاگ رات کی برہنہ تصاویر اپنے بیڈ روم کی دیواروں پر آویزاں کر لیتے ہیں ـــــ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف میری ہی بیوی نہیں ہے ـــــ بلکہ تمام لوگوں کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ـ

کیا فوٹو بھی مجسموں کی طرح حرام ہیں؟

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صرف زمانہ جاہلیت میں جس جس قسم کے بت اور مجسمے بنانے کا رواج تھا وہی حرام ہیں موجودہ فوٹو حرام نہیں ہیں اور یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ پتہ نہیں! شاید ایسے لوگ ان کی حرمت میں نص صریح تک بھی نہیں پڑھ پاتے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (تصاویر دیکھ کر) دروازے پر کھڑے رہے، اندر داخل نہ ہوئے، ناپسندیدگی کے آثار آپ کے چہرہ انور پر رونما تھے

ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَمَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟

میں اللہ اور اس کے رسول سے معافی کی خواستگار ہوں، مجھ سے کیا غلطی ہوگئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تکیہ یہاں کیسے؟ میں نے عرض کیا میں نے خود خریدا ہے۔ تاکہ آپ بیٹھ کر اس سے ٹیک لگا لیا کریں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان تصاویر بنانے والے مصورین کو قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا۔

اور انہیں کہا جائے گا۔ جو تصاویر بنائی ہیں ان میں جان بھی ڈالو؟ پھر ارشاد فرمایا جس گھر میں تصاویر ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری و مسلم)

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اُن لوگوں سے بڑھ کر سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو مخلوق باری تعالیٰ کی شبیہ تیار کرتے ہیں۔ (مصورین اور پینٹرز وغیرہ) بخاری و مسلم)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گھر میں تصاویر دیکھیں تو داخل نہ ہوئے تا وقتیکہ انہیں ختم نہ کر دیا گیا۔ (بخاری)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر بنانے اور گھر میں رکھنے ہر دو کاموں سے منع فرمایا ہے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن، صحیح کہا ہے)

جائز تصاویر اور مجسمے

(۱) درخت، ستارے، سورج، چاند، پہاڑ، پتھر، ندی، نالے، دریاؤں ایسے دلفریب قدرتی مناظر، بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، اور دوسری تمام مساجد کی تصاویر بنائی جا سکتی ہیں بشرطیکہ انسانوں یا جانوروں کی تصویروں سے خالی ہوں۔

اس بات پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل قول دلیل ہے کہ انہوں نے مصور سے فرمایا:

اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں

فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا نَفْسَ لَهُ۔ — توپھر کسی درخت یا غیر ذی رُوح کی تصویر بنالے۔ (بخاری)

(۲) شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس یا اس قسم کے دوسرے ضروری امور کی خاطر جائز ہے۔

(۳) چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کی تصاویر شائع کرنا تاکہ گرفتار کرکے ان سے قصاص لیا جا سکے اور اسی طرح طبی علوم میں ضرورت کے تحت۔

(۴) چھوٹی بچیوں کے لئے گھروں میں کپڑوں سے گڑیاں بنانا جائز ہے کہ وہ انہیں کپڑے پہنائیں گی، نہلائیں، دہلائیں اور سلائیں گی —— یہ بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ جب کہ اس نے ماں بننا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مندرجہ ذیل قول اس پر دلیل ہے کہ میں بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ (بخاری)

البتہ بچوں کے لئے باہر سے گڑیاں درآمد کرنا درست نہیں ہے۔ خاص کر لڑکیوں کی شکل میں بالکل برہنہ اور ننگے مجسمے —— کیونکہ وہ ان سے اسی قسم کا سبق سیکھیں گے اور یہی روش اختیار کریں گے۔ علاوہ ازیں اس صورت میں غیر مسلم ممالک میں ہمارا زرِ مبادلہ بھی منتقل ہوگا۔

(۵) سر کے علاوہ دوسرے جسم کی تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ اصل تصویر تو سر کی ہوتی ہے۔ جب سر کاٹ دیا جائے تو جسم میں رُوح باقی نہیں رہتی لہٰذا اس کی شکل شجر وحجر ایسی ہی ہوگی۔

جبرائیل علیہ السلام نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ان مجسموں کے سر کاٹ دینے کا حکم فرما دیجئے تاکہ پھر وہ ایک درخت کی صورت میں ہوں گے اور اس پردہ (جس پر تصویریں تھیں) کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو گدیاں بنالیں جن کے اوپر بیٹھا جائے۔ (ابو داؤد، یہ حدیث صحیح ہے)

کیا تمباکو نوشی حرام ہے؟

اگرچہ حقہ اور سگریٹ نوشی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نام تک نہ تھا لیکن اسلام نے ایک عام اصول وضع فرمایا کہ ہر وہ چیز جو جسمانی لحاظ سے مضر اور پڑوسی کے لئے باعث تکلیف ہو یا اس سے مال و دولت کی تباہی و بربادی لازم آتی ہو ناجائز اور حرام ہے۔ تمباکو نوشی کی حرمت پر ذیل میں دلائل درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ	ان کے لئے پاک چیزیں حلال اور ناپاک
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ	چیزیں حرام کرتا ہے۔ (الاعراف [illegible])

تمباکو یقیناً ایک مضر، بدبودار اور خبیث چیز ہے۔

(۲) وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى	اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت
التَّهْلُكَةِ (بقرہ — ۱۹۵)	میں نہ ڈالو۔

جب کہ تمباکو نوشی بھی سرطان اور ٹی، بی ایسے مہلک امراض کا باعث ہے۔

(۳) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ نساء ۲۹ اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو
(تمباکو انسان کے پھیپھڑوں کو تباہ کر دیتا ہے جس سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے)
(۴) شراب نوشی کے نقصانات کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
(۴) وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے

(بقرہ ۲۱۹) بہت زیادہ ہے۔
(اور تمباکو نوشی تو بجائے کچھ فائدے کے مکمل طور پر نقصان دہ ہے)۔
(۵) وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ فضول خرچی بالکل نہ کرو، فضول خرچ
الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔
الشَّيَاطِيْنِ (الاسراء - ۲۶، ۲۷)
(تمباکو نوشی بھی فضول خرچی ہی ہے جو سراسر شیطانی فعل ہے)
(۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ نہ خود نقصان اٹھاؤ، نہ دوسروں کو

(صحیح مسند احمد) پہنچاؤ۔
(تمباکو نوشی سے خود کو نقصان کے ساتھ ساتھ مال بھی ضائع ہوتا ہے
اور ہمنشیں کو تکلیف بھی)
(۷) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال ضائع کرنا حرام قرار دیا ہے۔
اللہ اس کو پسند نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)
(۸) اور فرمایا: اچھے اور برے ہمنشیں کی مثال ایسے ہے جیسے کستوری بیچنے
والا اور آگ کی بھٹی میں پھونکیں مارنے والا ..... بخاری و مسلم

(۹) اور فرمایا : میری اُمّت میں سے سب کو مُعاف کر دیا جائے گا ، سوائے بلند آواز کرنے والوں کو ۔ (مُسلم)

(اور تمباکو میں بھی زہر (نیکوٹین) ہے جس سے پھیپھڑے کی نالیاں ختم ہو جاتی ہیں)

(۱۰) اور فرمایا جس نے کچا لسن یا پیاز کھایا ہوا ہو وہ ہم سے اور مسجد سے علیحدہ ہو کر اپنے گھر ہی بیٹھا رہے ۔ (بخاری و مسلم)

(جب کہ تمباکو کی بُو لسن ، پیاز سے کہیں زیادہ گندی ہے)

(۱۱) بہت زیادہ فقہاء کرام نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا ہے اور جنھوں نے اسے حرام نہیں سمجھا انہیں درحقیقت اس کے جدید نقصان سرطان ایسے مرض کا پتہ ہی نہیں چلا ۔

(۱۲) ذرا غور تو فرمائیں : اگر کوئی شخص ایک روپے کا نوٹ جلائے ۔ تو ہم کہیں گے ——— کیا پاگل ہو گیا ہے ؟ اور پھر سینکڑوں روپے کو سگریٹ کی شکل میں جلانا کیسے درست ہوا ؟ جب کہ اس سے مال کا ضیاع ، جسم کا نقصان اور ساتھی کو تکلیف پہنچتی ہے ؟

پھر اپنے حقے اور سگریٹ سے لوگوں کو متنفر اور پاک فضاء کو مکدر کرنا دینی اور اخلاقی لحاظ سے کہاں تک درست ہے ؟

اور یاد رکھیں ! ہوا کو خراب کر دینا ، پانی خراب کر دینے کے مترادف ہی ہے لہذا اگر ہم کسی تمباکو نوش سے سوال کریں کہ قیامت کے دن وقتِ حساب یہ تیری سگریٹیں ، حقہ ، چلمیں اور تمباکو نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا یا بُرائیوں کے ؟ تو وہ یقیناً جواب دے گا کہ بُرائی کے پلڑے میں

(۱۳) تمباکو نوشی ترک کرنے میں اللہ سے مدد مانگیں جو شخص بھی رضائے الٰہی کی خاطر کوئی برا عمل چھوڑنے کا عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماتا ہے اور صبر سے بھی کام لیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ رات کے وقت، اذان اور نماز کے بعد بایں الفاظ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں۔ اے اللہ، ہمارے دلوں میں تمباکو کی نفرت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما!

ائمہ مجتہدین کا حدیث پر عمل کرنا

تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو جتنی جتنی احادیث پہنچی وہ ان کے مطابق عمل پیرا ہوئے اور اجتہاد بھی کیا۔ پھر بہت سے معاملات میں اختلاف بھی ہوا۔ جب کہ ایک کو حدیث ملی اور دوسرے تک نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ اس زمانہ میں موجودہ دور کی طرح احادیث مدون و مرتب نہیں کی گئیں تھیں، اور حفاظ الحدیث حجاز، شام، عراق، مصر اور دوسرے اطراف و کنار کے اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے تھے، اور ذرائع مواصلات بھی اس دور میں بڑے مشکل اور بامشقت تھے لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر آنے کے بعد اپنا عراق والا مذہب ترک کر دیا تھا کیونکہ انہیں یہاں آکر وہ احادیث ملیں جو پہلے ان تک نہیں پہنچیں تھیں۔ پھر دیکھیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ عورت کو مجرد ہاتھ لگنے سے ہی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

نہیں ٹوٹتا! تو ایسے اختلاف کی صورت میں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کی طرف رجوع کرنا ہم پر واجب اور ضروری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (نسآء - ۵۹)	پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی صحیح طریقہ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

اور پھر حق کبھی مختلف شکلوں میں نہیں ہوتا۔ لہذا عورت کو ہاتھ لگانے سے یا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ٹوٹتا۔ اور ہمیں قرآن کریم جو منزل من اللہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث میں ہمارے لئے جو اس کی شرح کی ہے اس کی اتباع کرنے کے علاوہ کسی دوسری چیز کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الاعراف — ۳)	لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو — مگر تم نصیحت کو کم ہی مانتے ہو۔

کسی مسلمان شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ صحیح حدیث سن کر

صرف اس بنا پر رد کر دے کہ وہ اس کے امام کے مذہب کے خلاف ہے، کیونکہ تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں ہر شخص کے ہر قول کو رد کر دیا جائے گا۔

حدیث کے متعلق ائمہ کے اقوال

بعض آئمہ کرام کے اقوال درج کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جس بات پر مقلدین ضد کر کے اڑے بیٹھے ہیں امام اس سے بری الذمہ ہیں۔ تمام لوگ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) کسی شخص کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے، جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے کہاں سے لیا ہے۔؟

(۲) جس شخص کو میرے قول کی دلیل معلوم نہیں اس پر حرام ہے کہ: میرے قول کے مطابق فتویٰ دے، اس لئے کہ آخر ہم انسان ہی تو ہیں، آج ایک فتویٰ دیتے ہیں تو کل اس سے رجوع بھی کر سکتے ہیں۔

(۳) جب میں کوئی بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر بیٹھوں تو میری بات کو چھوڑ دو۔

(۴) ابن عابدینؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: جب کسی مقلد کو اس کے مذہب کے خلاف کوئی صحیح حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرنے سے مقلد اپنے مذہب سے خارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ثابت شدہ

ہے کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ:

اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ — جب بھی کوئی صحیح حدیث مل جائے

فَھُوَ مَذْھَبِیْ ۔ — تو میرا وہی مذہب ہے!

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ جو اہلِ مدینہ کے امام ہیں فرماتے ہیں:

۱- میں ایک انسان ہوں مجھ سے صحیح بات بھی متوقع ہے اور غلط بھی
تو تم میری رائے کو قرآن و حدیث پر پرکھ لو!
جو کتاب و سنت کے موافق ہو لے لو!
جو خلاف ہو چھوڑ دو!

(۲) فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخصیت ایسی نہیں ہے جس کی ہر بات پر عمل کیا جا سکتا ہو!

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نسلی تعلق اہلِ بیت سے ہے فرماتے ہیں کہ:

(۱) دنیا میں ہر شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پہنچی بھی ہیں اور کچھ نہیں بھی پہنچیں۔ لہذا میں کوئی بات کہوں یا فتوی دے بیٹھوں اور وہ ہو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تو اس صورت میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی عمل کیا جائے

(۲) اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے شخص کے قول پر عمل کرتا ہوا حدیث کو ٹھکرا دے۔

(۳) اگر تم میری کسی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے

خلاف کوئی بات پاؤ! تو میرے قول کو چھوڑ کر حدیثِ رسولؐ پر عمل کرو اور میرا بھی یہی مسلک سمجھو!

(۴) جو بھی صحیح حدیث ہو میرا وہی مذہب ہے۔

(۵) آپ نے ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا! آپ متن حدیث اور اسماء الرجال مجھ سے زیادہ جانتے ہیں لہذا جہاں سے صحیح حدیث ملے بتا دیجئے کہ میں بھی وہاں سے حاصل کر لوں!

(۶) ہر وہ مسئلہ جس میں میرے قول کے خلاف کوئی صحیح حدیث مل جائے میرا زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اس سے رجوع سمجھا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو اہل سنت کے امام ہیں فرماتے ہیں:

(۱) میری، امام مالکؒ، شافعیؒ، اوزاعی، ثوریؒ بلکہ کسی بھی شخص کی بالکل تقلید نہ کرو! جہاں سے بھی قرآن وسنت کے موافق بات ملے اس پر عمل کرو!

(۲) جس شخص نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کر دیا تو ہلاکت کے گڑھے میں آ کھڑا ہوا۔

مندرجہ ذیل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عمل کریں

(۱) جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ کر کے ان کا قتل عام نہیں کریں گے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

(۲) جو شخص دین الٰہی کی سربلندی کے لئے لڑے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری)

(۳) جو شخص لوگوں کی رضا و خوشنودی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد مانگتا مرگیا وہ جہنم میں داخل ہوگیا۔ (بخاری)

(۵) جس نے علم چھپایا اُسے (قیامت کے دن) آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (مسند احمد)

(۶) جس نے شطرنج کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسند احمد)

(۷) اسلام کی ابتداء تھوڑے لوگوں سے ہوئی ہے اور اسی طرح عنقریب چند لوگوں میں سمٹ آئے گا لہذا ان تھوڑے لوگوں کو مبارکباد ہو۔ (مسلم)
اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ چند نیک لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جب لوگ بگڑ جائیں تو وہ ان کی اصلاح کی ٹھان لیں۔

(ابوعمرو الدانی نے اس حدیث کو بسند صحیح نقل کیا ہے)

(۸) ان چند نیک لوگوں کو مبارکباد ہو کہ جب اکثر و بیشتر لوگ نافرمان ہوں اور وہ اُس معاشرے میں بھی چراغِ دین جلائے رکھیں۔

(مسند احمد یہ حدیث صحیح ہے)

(۹) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ بس! اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔

(بخاری)

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو !

(۱) چہرے اور ابروؤں کے بال اکھاڑنے کی صورت میں مخلوق باری تعالیٰ میں تغیر و تبدل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۲) وہ عورتیں جو باوجود کپڑے پہننے کے بالکل ننگی اور عریاں ہوں، خود مردوں کی طرف مائل ہوتیں اور انہیں اپنی طرف مائل کرتی ہیں ان کے سر بختی اونٹوں کی مانند ہیں، یعنی بلند جوڑا رکھتی ہیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو تک پا سکیں گی۔ (مسلم)

(۳) اللہ سے ڈرو! اور حلال روزی تلاش کرو! (مستدرک حاکم، یہ حدیث صحیح ہے)

(۴) بوقتِ دعا بلند آواز سے شور نہ مچاؤ! کہ تم کسی غیر موجود یا بہرے سے تو نہیں مانگ رہے ہو؟ ۔ (مسلم)

(۵) تمام لوگوں سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے پھر صالحین کی۔ (ابن ماجہ، اور یہ حدیث صحیح ہے)

(۶) جو تجھ سے قطع تعلق ہو جائے اس سے بھی صلہ رحمی کرو! جو تجھے تکلیف پہنچائے اس سے بھی حسن خلق سے پیش آ! اور حق بات کہہ اگرچہ تیرے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو! (ابن نجار نے یہ حدیث بسند صحیح نقل کی ہے)

(۷) درہم، دینار اور کپڑے لتے کا بندہ تباہ و برباد ہو گیا کہ اگر اسے کچھ دیا جائے تو راضی اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے (بخاری)

(۸) کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرو تو تمہاری آپس میں محبت بڑھے (وہ یہ ہے کہ) آپس میں ایک دوسرے کو عموماً السلام علیکم کہا کرو۔ (مسلم)

(۹) دنیا میں ایک مسافر کی طرح سادہ زندگی بسر کرو۔ (بخاری)

(۱۰) مجلس میں کوئی شخص بھی بیٹھنے کی خاطر کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے
ہاں! آنے والے کو جگہ دینے کی خاطر ذرا کھل کر بیٹھ جائیں۔ (مسلم)

اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد، بغض، جاسوسی وغیرہ نہ کرو اور نہ ہی لوگوں کے سامنے دو آدمی علیحدہ ہوکر کوئی بات کریں کہ دوسرے بھی وہ سننے کے خواہشمند ہوں، اور نہ ہی دوسروں کے عیب تلاش کرو! اور جو خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہو، خواہ مخواہ اس کی قیمت نہ بڑھاؤ! نہ ہی ایک دوسرے سے قطع تعلق ہو جاؤ، اور نہ ہی فخر وغیرہ سے کام لو! اور نہ ہی تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا کرے اللہ کے عبادت گذار اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم و زیادتی کرے، نہ ہی اس کی مدد چھوڑے، اور نہ ہی اُسے حقیر و ذلیل جانے، آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا	تقویٰ یہاں ہے
اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا	تقویٰ یہاں ہے

کسی شخص کو بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو بنظر حقارت دیکھے۔

یاد رکھو! ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون بہانا، آبرو ریزی کرنا یا اس کا مال لوٹنا حرام ہے۔ اور بدظنی سے بچو! کیونکہ بدظنی سب سے بڑا جھوٹ

ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیتوں اور نیک اعمال کو دیکھتا ہے ۔ (ملخص از بخاری ومسلم)

مسلمان کے متعلق احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حقیقی مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔ (بخاری ومسلم)

(۲) مسلمان کو گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے ۔ (بخاری)

(۳) اپنی ران پردہ میں رکھیں کیونکہ آدمی کی ران ستر میں شامل ہیں ۔ (مسند احمد

(۴) زیادہ لعن طعن کرنے والا بے حیا اور بد زبان شخص مومن نہیں ہے (مسلم)

(۵) جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ (مسلم)

اور جس نے دھوکہ بازی سے کام لیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے (ترمذی)

(۶) جو شخص نرمی سے محروم کر دیا وہ خیر سے محروم کر دیا گیا ۔ (مسلم)

(۷) جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو مد نظر رکھتے ہوئے لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی ــــ تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے لوگوں سے کافی ہو جائے گا ۔ اور جو شخص لوگوں کی رضا و خود شنود کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے لوگوں کے ہی سپرد کر دیتا ہے ۔ (ترمذی)

(۸) رشوت لینے اور دینے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے (ترمذی)

(۹) جس مرد کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے رہا، جہنم میں جائے گا۔ (بخاری)

(۱۰) جب کسی شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کہا "اے کافر" تو ان دونوں سے ایک پر یہ "کلمہ کفر" صادق آگیا۔ (بخاری)

(۱۱) کسی منافق کو یہ نہ کہو کہ "اے ہمارے سردار" کیونکہ اگر تم نے اسے سردار کہا تو اپنے رب عزوجل کو ناراض کر بیٹھے۔ (مسند احمد)

(۱۲) بچہ اپنے عقیقہ سے معلق رہتا ہے، چنانچہ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اسی دن اس کا نام رکھا جائے، اور سر منڈوایا جائے۔ (ابو داؤد)

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام نے عورت کو عزت بخشی، کیونکہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اس کے سر ڈالی ہے۔ معاشرے کی اصلاح عام کا انحصار عورت کی اصلاح پر ہے، اسی لئے اس پر غیر محرم سے پردہ کرنا فرض قرار دیا ہے کہ شریروں کے شر سے محفوظ رہے اور معاشرہ برائی سے پاک۔
اور پردہ خاوند بیوی کے درمیان باعث محبت بھی ہوتا ہے کیونکہ جب ایک عام شخص اپنی بیوی سے کسی حسین تر عورت کو دیکھے گا تو اپنی بیوی سے تعلق خراب کر بیٹھے گا۔ اور بعض اوقات تو یہی وجہ باعث طلاق بن

جاتی ہے۔ پردہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ۔ (الاحزاب ۔۵۹)	اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔

(۱) ایک عالمی سطح کی لیڈر (اینی بیزانٹ) کا بیان ہے کہ میرے خیال میں عورت اسلام کے زیر سایہ جس قدر آزاد ہے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے نظام میں نہیں ہے۔ عورتوں کے حقوق کا جتنا اسلام خیال رکھتا ہے دوسرے مذاہب میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے جو مرد کو ایک سے زیادہ شادی کرنے سے منع کرتے ہیں۔

اور پھر دیکھیں) انگلستان میں عورتوں کو حقوق دیئے گئے کو صرف بیس سال ہوئے ہیں جب کہ اسلام نے اپنی ابتدائے آفرینش سے ہی انہیں محروم نہیں رکھا۔ اور یہ سب باتیں بے بنیاد، من گھڑت اور جھوٹ ہیں کہ اسلام عورت کو رُوح سے خالی ایک مجرد جسم تعبیر کرتا ہے۔

(۲) اس کا مزید کہنا ہے کہ: جب ہم عدل و انصاف کے ترازو میں رکھ کر اس بات کو پرکھتے ہیں تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ: تعدد ازدواج کا اسلامی نظریہ جو عورتوں کی حفاظت، ان کے اخراجاتِ خورد و نوش کا بندوبست اور ان کے کپڑے لتے کا سب انتظام کرتا ہے۔ اس

مغربی نظام سے بہت پاکیزہ ہے، جو مرد کو کھلی چھٹی دیتا ہے کہ کسی بھی عورت کو ورغلا کر جب چاہے، جہاں چاہے لے جائے اور ہوس پوری کرنے کے بعد باہر سڑک پر پھینک جائے۔

(۳) ایک مستشرق (فرانسواز ساجان) کا کہنا ہے: اے مشرقی عورت! جو لوگ تجھے مردوں کے برابر لا کھڑا کرنے کی دعوتِ مساوات دے رہے ہیں ——— ہوشیار رہ! کہ وہ تیرا مذاق اڑانا چاہتے ہیں — جیسا کہ اس سے پہلے وہ ہمارا مذاق اڑا چکے ہیں۔

(۴) ایک انگریز پروفیسر (فون ہمر) کا کہنا ہے کہ: پردہ! عورت کی حفاظت اور احترام کے لئے ایک بڑی قابل رشک چیز ہے۔

اسلام کے متعلق ایک مُستشرق کا قول

ایک بہت بڑے فلسفی (برناڈشا) کا بیان ہے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اس کی جامعیت کی بناپر بہت پسند کرتا ہوں اور یہی ایک ایسا دین ہے کہ جو زندگی اور حالات کے متغیر ہونے کے باوجود بوسیدہ اور ناکارہ نہیں ہوتا بلکہ ہر زمانہ میں صحیح، درست اور یکساں رہنمائی کرتا ہے اور اس حریت انگیز شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا میں نے خوب مطالعہ کیا ہے میری رائے کے مطابق اس کا نام "بنی نوع انسان کا نجات دہندہ" رکھنا چاہیئے باوجود اس بات کے کہ وہ مسیحیت کا دشمن ہے میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ اس جیسے کسی شخص کو اس ایٹمی دور میں بھی

تمام کائنات کی بھاگ ڈور تھما دی جائے تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی اور سعادتمندی کی راہیں کھل جائیں۔ اور میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہی یورپی لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ضرور قبول کرلیں گے، جیسا کہ اب یورپی ممالک میں لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا ہے

ایک امریکی باشندہ اپنے اسلام لانے کی داستان سناتا ہے

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بہت سے لوگ جدید طرز زندگی کی بحث میں پڑے ہوئے ہیں، وہاں اسلام، عیسائیت، بدھ مت یا ہندو مت ایسے مذاہب کے متعلق آپ زیادہ تر باہمی بحث وتکرار ہوتا دیکھیں گے۔ اور اکثر امریکی باشندے اللہ تک رسائی کی سخت ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن وہاں بہت ہی قلیل تعداد میں ایسے مسلمان پائے جاتے ہیں جو یہ صراحت کرسکیں کہ صرف اور صرف دینِ اسلام ہی اللہ تک رسائی کا ایک واحد راستہ ہے اور یہ وہی ایک راستہ ہے جو اللہ رب العزت نے خود ہمارے لئے متعین فرمایا ہے۔

(۱) شروع شروع میں مجھے بدھ مت سے زیادہ لگن تھی حتّٰی کہ چند سالوں بعد میں نے پختہ عزم کر لیا کہ میں بدھ مت مذہب کا راہب بن جاؤں؟ لیکن یونیورسٹی میں دوران تعلیم اسلام اور دوسرے مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد عقل سلیم سے کام لیتا ہوا دین اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد اعلیٰ تعلیم کی خاطر یورپ کے شہر ہالینڈ چلا گیا وہاں دو

مسلمانوں کی رفاقت نصیب ہوئی۔

۱۔ ایک اردنی طالب علم تھا

۲۔ دوسرا شخص عمر مقام و مرتبہ اور علم و فضل کے لحاظ سے بھی بہت بڑا تھا اور اصل النسل جرمن تھا۔ اور ہالینڈ میں آئے ہوئے اسے کوئی تیس چالیس سال ہو چکے تھے۔ اس شخص نے تو ساری زندگی دین الٰہی کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ بس! میں اپنے دونوں دوستوں سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ بجائے اس بات کے کہ میں اس دین (اسلام) کی خوبیاں، محاسن اور اعلیٰ ترین اخلاقی بلندیاں دیکھتا۔ صرف اتنی بات پر ہی قانع تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں تو جب میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین الٰہی اور اس کے رسول سے منہ پھیروں گا تو یقینی بات ہے کہ اللہ بھی مجھ سے منہ پھیرے گا۔

(۲) اسی طرح میری تعلیم کے آخری پانچ سال کا کچھ حصہ امریکہ اور کچھ عرب ممالک میں گذارا اور میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ دین اسلام ہی زندگی گزارنے کے لئے ایک بہترین طریقہ کار ہے اور اس بات کا میں نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ اسلام انسانی زندگی کو کس قدر پاکیزہ اور باعزت بنا دیتا ہے اور اب اہل اسلام سے اسلام کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت یکسر ختم ہوتی دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ یہ ایسے دور میں امریکی اور دوسرے مغربی ممالک کی تہذیب و تمدن کو اپنا رہے ہیں جب کہ خود وہ لوگ اپنی اس طرز زندگی سے تنگ آئے بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے ان طور طریقوں سے جان

چھڑانے کی تگ و دو میں ہیں ـــــ حیرت انگیز بات ہے کہ عرب ممالک میں بسنے والے لاکھوں لوگ اپنی رہنمائی کے لئے امریکہ پر نظر جمائے بیٹھے ہیں جب کہ وہ خود (امریکی لوگ) یقین کر چکے ہیں کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی انحطاط اور برائی و بے حیائی میں روز بروز بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور بہت زیادہ لوگ تو وہاں یہ توقع رکھتے ہیں کہ اگر یہی حالت رہی تو وہ عنقریب تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔

(۳) چنانچہ ! امریکی مسلمان اپنے اسلام میں تو بڑے پکے ہیں لیکن اپنی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے بعض چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور بسا اوقات تو بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہی ہوتا ہے (لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ اسلام ـــــ) بہت ہی کم تعداد میں امریکی باشندے ایسے ہیں جو دوسرے لوگوں کو صحیح معنوں میں دعوتِ اسلام پیش کر سکیں ، لہذا عالم اسلام سے چند نفوس پر مشتمل ایک جماعت ہونی چاہیئے جو علمی اور عملی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کی روح سے واقف ہو امریکہ جائے تاکہ وہاں دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام عمل میں لایا جائے اور دین کو بڑے محکم اور مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جا سکے ـــــ حقیقت تو یہ ہے کہ عالم اسلام میں بھی اکثر مسلمان کما حقہ اسلام پر عمل پیرا نہیں ہیں لہذا بہت سے نام نہاد مبلغین امریکہ جاتے تو ہیں لیکن ! تبلیغ دین کی خاطر نہیں ......

(۴) آخر میں میں آئندہ دس سالوں کے اندر اندر توقع رکھتا ہوں کہ امریکی طلبہ اسلامی تہذیب و تمدن کے مثالی مراکز کی طرف ضرور رجوع کریں گے تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر طریقے سے گذار سکیں ۔' الحمد للہ رب العالمین

ایک امریکی دوشیزہ کا مسلمان ہونے کے بعد بیان

بنی نوع انسان کی فلاح ونجات کے لئے اسلام ہی ایک واحد راستہ ہے

اسلامی نام ھاجرہ جب کہ پہلا نام یا میلا ہے ــــ عمر ۲۸ اٹھائیس سال، جو کہ جامعہ میزوری کولو مبیا میں جرنلزم کی طالبہ ہے اس نے دو سال مسلسل اسلام کے متعلق اس حقیقت کی تلاش میں گہرے مطالعہ میں گذار دیئے جو اس نے مادہ پرست امریکی تہذیب میں نہ پائی۔ ــــ پھر جب اس کے سامنے حق روز روشن کی طرح واضح ہوگیا تو اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور اپنا پہلا نام یا میلا بدل کر ھاجرہ رکھ لیا ــــ اس کا کہنا ہے کہ اس نام سے مجھے اس لئے زیادہ محبت ہے کہ اسلام کا ہجرت سے گہرا تعلق ہے ــــ ھاجرہ اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر کہتی ہے کہ میرے ذہن میں کون ومکان، وجود، مادہ اور رُوح کے متعلق سوالات ابھرنے لگے۔ اگرچہ دوران تعلیم مادہ پرست امریکی ثقافت سے کئی قسم کے فلسفی جوابات ملے لیکن ان سے کوئی خاطر خواہ تسلی وتشفی نہ ہوئی۔

اسلام کا نام تو میں سُنا ہی کرتی تھی لیکن میرے ذہن میں اس کی شکل

وصورت کچھ اور ہی تھی، میں سمجھتی تھی کہ وہ مرد کو عورت سے جدا کر دینے والا
بڑا سخت، تنگ اور بے رحمی کا دین ہے۔ اب پتہ چلا کہ میں درحقیقت اس
وقت اسلام سے ناآشنا تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اسلام کی روشنی مجھ میں گھر کرنے
لگی کہ جب اس کی صاف شفاف ثقافت اور مادہ پرستی کے خلاف چیلنج
دیکھ کر اس (دین اسلام) مکمل نظام حیات کا مطالعہ شروع کر دیا۔ شروع
شروع میں میرے لئے یہ بحث انتہائی مشکل اور پیچیدہ تھی کیونکہ وہاں اسلامی
نظریات کی ترجمانی کرنے والا کوئی دیانتدارانہ انگلش لٹریچر موجود نہیں تھا اور
صرف اس لئے مجھے اسلام سے زیادہ محبت ہوئی کہ یہ ہر فرد کو شخصی آزادی بخشنے
والا عدل وانصاف پر مبنی دین ہے ـــــ جب اسی طرح وقت گزرنے کے
ساتھ ساتھ صداقت اسلام کے بارے میں میرا ذہن پختہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے
مجھے ہدایت بخشی اور بالآخر میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔

اپنے مسلمان ہونے کے دن سے ہی اس نے اپنی تمام تر صلاحیتیں
اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیں ہیں۔ حقیقت اسلام
سے بے بہرہ اور ناآشنا امریکیوں کو دعوت اسلام پہنچانا وہ اپنا فریضہ اولیں
سمجھتی ہے ـــــ کیونکہ اسلام دشمن عناصر نے دین اسلام کی شکل وصورت
بالکل مسخ کر کے پیش کی ہوئی ہے ـــــ تاکہ کوئی شخص اس طرف توجہ
ہی نہ دے۔

مسلمان ہونے کے بعد ھاجرہ کی عالت اور تہذیب و تمدن
یکسر بدل چکا ہے جب کہ پہلے وہ عام امریکی لڑکیوں کی طرح بڑی ماڈرن

قسم کی زندگی بسر کرتی تھی اور اب اسلام کے بنیادی اصول اور قواعد وضوابط کا بھی بڑے التزام کے ساتھ خیال رکھتی ہے۔

اس کا کہنا ہے کہ: میں اسلام کی خاطر اپنے آپ کو وقف کر چکی ہوں اور تا دم آخر سرمایہ کاری اور دوسرے غلط قسم کے سرکش نظام حیات کے خلاف برسرپیکار رہوں گی اور یہی میرا نصب العین ہے کیونکہ تجربے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ جنگ وجدل، فاقوں، قحط سالیوں اور نفسانی انتشار کے اس دور میں بنی نوع انسان کے لئے صرف اور صرف اسلام ہی ایک سلامتی کا راستہ ہے۔

ھاجرہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ بنی نوع انسان کی نجات کے لئے صرف اسلام ہی ایک واحد نظام حیات کیوں ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ اسلام ہی تو اجتماعی طور پر معاشرتی مشکلات اور دور حاضرہ کی سیاسی ضروریات کا حل پیش کرتا ہے اور یہ ایسا نظام حیات ہے جو بیک وقت رُوح اور جسم دونوں کے مطالب اور تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور میں نے تو اس میں ان فلسفی پیچیدگیوں کے شافی جوابات پائے ہیں جو عرصہ دراز سے میرے لئے بے چینی کی حد تک باعث قلق بنے رہے

حقیقت ہے کہ ھاجرہ جب اسلام کے بارے میں اظہار خیال کرتی ہے تو اس کے بیانات سے صداقت ٹپکتی ہے اور وہ جو کہتی ہے علی وجہ البصیرت کہتی ہے اور کبھی کبھی اپنے بیان کی صداقت کے لئے بطور دلیل عربی عبارت بھی استعمال کرتی ہے۔

ـــــــــــعلی کل حال وہ یہ بات خوب اچھی طرح سمجھتی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے نا کہ صرف عبادات کا دین ہے۔ اسلام میں سب سے اہم چیز اس کے ہاں "جہاد" ہے یا پھر جس چیز کی دورِ حاضر میں مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے وہ جہاد ہے۔ اسلام لاتے ہی ھاجرہ نے اپنا پہلا طور طریقہ اور طرز زندگی یکسر بدل کر مکمل طور پر اسلامی طرز معاشرت اختیار کر لی۔ وہ پابندی وقت کے ساتھ پانچوں نماز ادا کرتی ہے اور فارغ وقت آیات قرآنیہ حفظ کرنے میں صرف کرتی ہے تاکہ وہ اپنی نماز میں تلاوت کرے اور یہ لازمی بات ہے کہ اپنی سہیلیوں اور قوم قبیلے کے دوسرے افراد کے ہاتھوں اسے ایک نیا دین اختیار کرنے پر بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن! ھاجرہ ان تمام باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتی جیسا کہ وہ خود کہتی ہے میرے عقیدے کی وجہ سے جو تکالیف مجھے پہنچتی ہیں میں ان سے خوش ہوتی ہوں اور مسلمان مرد و زن کے یہی شایانِ شان ہے۔

اس سے پہلے کتنے ہی مسلمان گذر چکے ہیں کہ تکالیف اور مصائب انہیں ذرا بھی ان کے عقیدے سے منحرف نہ کر سکے اور مجھے بھی اپنے اسلام اور ایمان کے علاوہ کسی چیز کی کچھ پرواہ نہیں!

ھاجرہ دن رات دینی امور میں جدو جہد کرنے والی ایک سیاسی قسم کی خاتون ہے فلسطینی مسلم عوام کے حقوق سلب کرنے کے خلاف ہمیشہ بیانات دینے کے ساتھ ساتھ پریس کانفرنسوں سے خطاب بھی اس کا عام معمول ہے۔

بلا شبہ وہ اس دور کی ایک منفرد قسم کی خاتون ہے کہ جو ایسے معاشرے اور سوسائٹی میں رہ کر اسلام کا دفاع کر رہی ہے کہ جہاں کوئی ایسی آواز پر کان دھرنے کو بھی تیار نہیں۔ لیکن باوجود اس کے نہ وہ پست ہمت ہوتی اور نہ ہی اکتاہٹ محسوس کرتی ہے۔

عالم اسلام اور خصوصاً عرب اسلامی ممالک کے نام اس کا پیغام ہے — کہ تم ہی تو وہ لوگ ہو جنھوں نے بنی نوع انسان کے ظلمت بھرے کٹھن راستے کو روشن کیا تھا۔ لہذا اب بھی اسرائیل اور اس کے حمائتیوں جنھوں نے تمہارے مقدس علاقے غضب کر رکھے ہیں کے سامنے بالکل نہ جھکو!

ایک عالمی شہرت یافتہ گلوکار کا مسلمان ہونے کے بعد بیان

۱۴۰۰ھ تقریباً ۵ رمضان المبارک کو شائع ہونے والے جریدہ "المدینہ" میں اس عالمی شہرت کے مالک "کاٹ سٹیفنز" کے مسلمان ہونے کا واقعہ نشر کیا گیا۔

حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد اس نے اپنا نام بدل کر "یوسف اسلام" رکھ لیا۔ ہم اس مضمون میں سے چند اہم اقتباسات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) مسلمان ہونے کے بعد جب میں نے گانا اور موسیقی وغیرہ سننا چھوڑ دیا تو مغربی باشندوں کو یہ دیکھ کر انتہائی صدمہ ہوا، اور وہ میرے

بار سیں پوچھنے لگے کہ تو کیسے بدل گیا؟ پھر ہر طرح کے وسائل نشر واشاعت میرے لئے بند کر دیئے گئے اور انہوں نے مکمل طور پر مجھے گمنام کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے کہ مغربی ممالک میں وسائل نشر واشاعت اور ان کی تمام کنجیوں کے مالک یہودی تو ہیں۔

(۲) میرے بھائی کا مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے جانا اور وہاں سے قرآن کریم کے عربی، انگلش دو نسخے لانا تاکہ مذاہب سماویہ کا مطالعہ کیا جاسکے میرے لئے مسلمان ہونے کا سبب بنا۔ پہلے پہل میں صرف قرآن مجید ہی پڑھا کرتا تھا، حتی کہ میں نے اسے مکمل ختم کر لیا۔ پھر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا جس سے میں انتہائی متاثر ہوا۔ اسی طرح میں نے تقریباً ڈیڑھ سال کی علمی تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کر لیا کہ صحیح ترین مذہب دین اسلام ہی ہے اور میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ مسلمانوں کے آپس میں اختلافات سے واقف ہونے سے پہلے ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

(۳) میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے گیا، تو لوگ مجھے مسجد میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے، میں بھی مارے خوشی کے رُو دیا، اور نماز شکر ادا کی ــــ بیت المقدس عالم اسلام کا دل ہے اور درحقیقت جب دل بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی شفا میں سارے (عالم اسلام) جسم کی شفا ہے۔ لہٰذا ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اسلام کے نام پر اس دل کو آزاد کروا کر چھوڑیں۔

(۴) فلسطینی عوام پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ اور دین کو پہچانتے

ہوئے اس پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں اور خاص کر نماز کی پابندی کریں۔ تو مجھے پختہ یقین ہے کہ اللہ عزوجل ضرور ان کی عنقریب مدد فرمائے گا۔

(۵) جب کلمہ پڑھ کر میں مسلمان ہوگیا تو مجھے انہوں نے کہا، تمباکو نوشی حرام ہے تو میں نے فوراً چھوڑ دی، اسی طرح گانا بجانا، موسیقی، شراب نوشی اور عورتوں سے میل جول سب کچھ ترک کر دیا۔

(۶) میں نے پردہ کی پابند مسلمان عورت اپنے لئے پسند کی اس لئے کہ اب میرے نزدیک حسن و جمال کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ فضیلت اور اہمیت صرف اسلام اور ایمان کی ہے۔

(۷) اب میں اپنی تمام تر توجہ عربی زبان سیکھنے پر مرکوز کر رہا ہوں تاکہ قرآن مجید کے معانی اور مفہوم کو سمجھ سکوں اور اس کی حلاوت پا سکوں، پھر بعد میں عظمت اسلام کے موضوع پر خوب لٹریچر لکھوں گا۔ تاکہ روز محشر مبلغین اسلام میں میرا بھی شمار ہو۔

(۸) کلمہ شہادت پڑھ لینے کے بعد میرے نزدیک پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پابندی کے ساتھ ادا کرنا ارکانِ اسلام میں سے ایک بڑا اہم رکن ہے جو ہر مسلمان انسان کے لئے ایک قلعے کی حیثیت رکھتا ہے اور میں خود ہر نماز کے بعد خلاف عادت غیر شعوری طور پر ایک راحت، اطمینان اور سکون محسوس کرتا ہوں۔

(۹) ـــــ سُنا ہے کہ وہ (یوسف اسلام) آج کل انگلینڈ میں قیام پذیر ہے۔ اس نے تبلیغ اسلام کی خاطر اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے

دہاں اس نے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی ہے، مسلمان اس کے پاس آتے ہیں اور ہر طرح سے اس کی معاونت کرتے ہیں اور وہ اپنے پختہ عقیدے، محبت اسلام اور جذبہ جہاد کے باعث قدیم مسلمانوں سے سبقت لے گیا ہے۔

ھم اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے اور اس قسم کے دوسرے مسلمانوں کے لئے ثابت قدمی اور مزید دینی خدمات کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

چند مسنون دعائیں

دعائے استخارہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت ہو کہ جس کو کوئی حاجت ہو وہ دو رکعت نفل ادا کرے پھر یہ دعا پڑھے اور بجائے "ھٰذَا الْاَمْرَ" کے اپنی حاجت کا نام لے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ
بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ
وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ
اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا
الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ
فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ

اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت
بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی برکت
سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرا بڑا فضل چاہتا
ہوں کیونکہ کہ تو طاقت والا ہے اور میں
کمزور ہوں اور تو جانتا ہے کہ جبکہ میں کچھ
نہیں جانتا اور تو ہی تمام چھپی ہوئی چیزوں
کو خوب جانتا ہے۔ الٰہی! اگر تیرے علم
میں میرا یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام
کار ہر لحاظ سے میرے لئے بہتر ہے تو اسے
میرے لئے مقدر کر اور آسان کر اور اس

بَارِكْ لِيْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ۔

(رواہ البخاری)

میں میرے لئے برکت ڈال دے! اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے اعتبار سے میرے لئے بُرا ہے تو اُس کو مجھ سے اور مجھے اس سے دُور کر دے اور جہاں کہیں بھی ہو میرے لئے خیر و بھلائی مقدر کر دے اور پھر مجھے اس پر مطمئن رہنے کی بھی توفیق دے۔

(بخاری)

یہ دو رکعت نماز نفل اور دعا انسان اپنے لئے خود کرے۔ جس طرح بیماری کے عالم میں اپنی دوائی از خود پیتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ میں نے اپنے جس رب سے استخارہ کیا ہے وہ ضرور ضرور مجھے بھلائی اور بہتری کی طرف متوجہ کر دے گا اور بھلائی کی علامت یہ ہے کہ: اس کے اسباب آسان ہو جاتے ہیں۔

بدعتی قسم کے استخارہ سے بچیں جن کا جھوٹے خوابوں اور اٹکل پچو حساب وکتاب پر انحصار ہوتا ہے کہ اس قسم کی خرافات کا دین اسلام میں بالکل نام و نشان تک نہیں ہے۔

دعائے شفاء

(۱) جسم کے جس حصے میں درد ہو وہاں اپنا ہاتھ رکھیں اور تین مرتبہ

"بسم اللہ" پڑھیں، پھر سات بار:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ (رواہ مسلم)	میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں، اس تکلیف سے جسے محسوس کر کے گھبرا رہا ہوں۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنا ہاتھ اٹھائیں، پھر رکھیں اور یہ عمل طاق عدد میں کریں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔	اے اللہ تمام لوگوں کے رب، بیماری دور کر اور ایسی شفا عنایت فرما، جس کے بعد بیماری نہ رہے کہ تو ہی شفا دینے والا ہے، اور تو شفا نہ دے تو کوئی شفا نہیں دے سکتا۔ بخاری و مسلم

(۳) میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر شیطان، آفت اور نظر بد سے پناہ چاہتا ہوں۔

(۴) جو شخص کسی ایسے مریض کی تیمار داری کرے جو کہ مرض موت میں مبتلا نہ ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر سات بار مندرجہ ذیل کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اسے شفایاب کر دیتا ہے۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ	میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفا بخشے

(مستدرک حاکم، یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ذہبیؒ نے بھی اس کی موافقت کی ہے)

(۵) جو شخص کسی مبتلائے مرض کو دیکھے تو یہ کلمات کہے، تو اسے وہ مرض کبھی لاحق نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا	اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا، جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا اور مجھے اس نے اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت بخشی۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے

(۶) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ کیا آپ کو نظر بد نے اثر کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھاں! تو پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو بایں الفاظ دم کیا

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَعَیْنٍ، بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ، وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ (رواہ مسلم)	میں اللہ کا نام لے کر تجھے دم کرتا ہوں (کہ وہ) ہر اس بیماری سے (تجھے محفوظ رکھے) جو آپ کے لئے تکلیف دہ ہے اور ہر نفس اور آنکھ کی برائی سے میں اللہ کا نام لے کر تجھے دم کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے (مسلم)

(۷) سورہ فاتحہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر بھی صرف اللہ وحدہ لاشریک سے شفا طلب کریں۔ دعا کے ساتھ ساتھ دوائی سے بھی کام لیں۔ اور فقراء و مساکین پر صدقہ و خیرات کریں تاکہ اللہ تعالیٰ شفاء عنایت فرمائے۔

سفر کی دعائیں

(۱) جو شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے گھر والوں کو بایں الفاظ الوداع کرے۔

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُہٗ	میں تمہیں اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں کہ اس کی سپرد کی ہوئی امانتیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ (مسند احمد)
(رواہ احمد)	

(۲) اور الوداع کرنے والے بایں الفاظ مسافر کو رخصت کریں۔

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا کُنْتَ	اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ و پرہیزگاری میں زیادہ کرے، تیرے گناہ بخشے اور جہاں کہیں بھی جائے تیرے لئے بھلائی کا راستہ آسان کر دے۔ (ترمذی)
(رواہ الترمذی)	

(۳) جب آپ اپنی سواری پر سوار ہو جائیں تو یہ پڑھیں:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ	پاک ہے وہ جس نے یہ سواری ہمارے بس میں کر دی ہے ورنہ ہم تو اس کو اپنے قابو میں لانے والے نہیں تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ	تو پاک ہے میں جو اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا
نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ	ہوں مجھے بخش دے کہ گناہوں کو صرف تو
الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (رواہ الترمذی)	ہی بخشنے والا ہے ۔ (ترمذی)
(۴) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِیْ	اے اللہ ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی
سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی	پرہیزگاری اور ہر وہ عمل طلب کرتے ہیں جسے
وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ	تو پسند کرے ۔ اے اللہ ہمارے لئے یہ سفر آسان
هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا	کر دے اور اس کی طوالت بھی کم کر دے ،
وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ	اے اللہ تو ہی سفر میں ساتھی اور ہمارے بعد
الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ	گھر میں خلیفہ ہے ۔ اے اللہ سفر کی تکلیف
فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ	پریشانی حالت کا سامنا کرنے ، سفر سے
مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ	(نامراد) پلٹنے مال اور گھر میں کسی آفت سے
الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی	میں تیری پناہ میں آتا ہوں ۔
الْمَالِ وَالْاَهْلِ ۔ (رواہ مسلم)	(مسلم)

(۵) جب مسافر واپس آئے تو مندرجہ بالا کلمات کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ بھی ملائے

اٰئِبُوْنَ ، تَائِبُوْنَ	ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے
عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ	والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور
(رواہ مسلم)	اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں ۔
	(مسلم)

مقبول دعا

جب آپ کسی بھی کام میں کامیابی چاہتے ہوں تو مندرجہ ذیل دعا پڑھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھتے ہوئے سُنا۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو واحد اور بے نیاز ہے تو وہ ہے جس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ ہی کسی نے جنم دیا اور نہ ہی کوئی تیری برابری کرنے والا ہے۔

تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس شخص نے تو اسمِ اعظم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ جب بھی اس کے ساتھ دعا کی جائے وہ قبول فرماتا ہے اور جو کچھ مانگا جائے وہ عنایت کر دیتا ہے۔ (مسند احمد، ابو داؤد) یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) حضرت یونس علیہ السلام کی دعا: کہ جب انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کو بایں الفاظ پکارا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ الانبیاء۔۸۷

تیرے سوا کوئی مشکل کشا نہیں تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ہی قصور وار ہوں۔

جب کوئی مسلمان کسی مشکل میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

(۳) دعاء کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی کامیابی و کامرانی کے ساتھ جائز اسباب اور جہد مسلسل اور عمل پیہم سے پہلو تہی نہ کرے۔

گمشدہ چیز کے لئے دعاء

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے گمشدہ چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ آدمی وضو کرکے دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر بحالت تشہد بیٹھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ هَادِيَ الضَّلَالَةِ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالِ رُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ فَضْلِكَ وَعَطَائِكَ۔

(رواہ البیہقی)

ھذا موقوف وھو حسن

اے گمشدہ کو واپس لوٹانے والے راہ سے بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کرنے والے تو ہی گمراہ کو ہدایت دیتا ہے، اپنی قدرت و طاقت اور حکم سے میری گمشدہ چیز مجھے لوٹا دے کہ وہ تیرا ہی فضل اور عنایت تھی۔ (بیہقی)

یہ حدیث موقوف ہے اور حسن ہے۔

قرآنی دعائیں

① رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ○ (کہف ـ ۱۰)

اے پروردگار ہم کو رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے۔

② رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (بقرہ ـ ۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

③ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ○

(آل عمران ــ ۸)

اے ہمارے رب! جب تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے، تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دینا، ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔

④ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ حشر ـ ۱۰

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! تو بڑا ہی مہربان اور رحیم ہے۔

۵ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○

(الممتحنة ـ ٤)

اے ہمارے رب! تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسہ کیا اور تیرے ہی طرف ہم نے رجوع کرلیا اور تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے

٦ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ○

(بقرہ ـ ٢٨٦)

اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر ہماری گرفت نہ کرنا۔

٧ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ بقرہ ـ ٢٨٦

اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ اے ہمارے رب! جس بار کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ، ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم فرما کہ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

٨ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ○ الاعراف ـ ٨٩

اے پروردگار، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کردے اور تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

٩ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ یونس ـ ٨٥

اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کفار سے نجات دے۔

⑩ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ دخان - ۱۲	اے پروردگار! ہم پر سے یہ عذاب ٹال دے کہ ہم ایماندار ہیں۔
⑫ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ۝ (الاعراف ۱۲۶)	اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اس حال میں اٹھا کہ ہم مسلمان ہوں۔

سمحت بطبعه مراقبة الكتب والمصاحف
بالرياض ، وفرع وزارة الإعلام والمطبوعات
بمكة المكرمة

توجيهات إسلامية

تأليف /

محمد بن جميل زينو

المدارس في دار الحديث الخيرية بمكة المكرمة

المملكة العربية السعودية

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بأم الحمام - قسم الجاليات

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

ت: ٤٨٢٦٤٦٦ - فاكس ٤٨٢٧٤٨٩ - ص.ب ٣١٠٢١ الرياض ١١٤٩٧